3

وعظ و نصیحت

2019ء

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

3

وعظ و نصیحت

2019ء

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

نام کتاب .... **وعظ و نصیحت**

تالیف: .... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت 2020ء

بار اشاعت .... اوّل

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل السنّۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321-6353540

www.ahnafmedia.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فہرست

رسولِ اکرم ﷺ کی شانِ عبدیت 50

مولائے کل: 50

عبد کا معنیٰ: 50

عبدیتِ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح: 51

معبودیت و عبودیت کا رشتہ عبادت: 53

اسراء و معراج میں شانِ عبدیت: 54

اذان میں نبی ﷺ کی عبدیت کا اعلان: 55

نماز میں نبی ﷺ کا عبدیت کا اعلان: 55

قبر میں نبی ﷺ کی عبدیت کا اعلان: 56

بچوں کے ناموں میں اظہارِ عبدیت: 56

اسلام میں جانوروں کے حقوق 58

مخلوقات سے پیار کی نبوی تعلیم: 58

معلومات سے معمولات تک: 59

جانوروں کو باندھ کر تکلیف نہ دیں: 59

جانوروں کو آگ سے نہ داغیں: 60

جانوروں پر ظلم نہ کریں: 60

جانوروں کو ذبح میں تکلیف نہ دیں: 61

جانوروں کو بھوکا نہ رکھیں: 61

جانوروں پر ترس کھائیں: 62

چند مسائل: 63

اسلام میں بوڑھوں کے حقوق 65

اولڈ ہومز کی حالت زار: 65

منبر و محراب کی ذمہ داری: 66

بوڑھے والدین سے حسن سلوک: 66

بڑھاپے میں چڑچڑاپن: 67

اسلام میں بوڑھا ہونے والا: 67

بڑھاپے کے سفید بال: 67

بوڑھے شخص کی دعا: 68

بوڑھے مسلمان کی عزت: 68

بڑوں کی عزت: 69

بوڑھے شخص کو مجلس میں جگہ دیں: 69

بڑوں کو بات کرنے دیں: 70

تمہارا بڑا کون ہے؟ 71

چھوٹا شخص بڑے کو سلام کرے: 71

نماز کی امامت: 71

نماز میں بوڑھوں کی رعایت: 72

بوڑھوں کی عزت پر انعام خداوندی: 73
جنت میں نبی کا پڑوس: 74
وقار کی تین علامتیں: 74
قیس بن عاصم کی وصیت: 75

اسلام میں خواتین کے حقوق 76

خدا خوفی مقدم ہے: 76
خاندانی نظام میں عورت کا کردار: 77
سورۃ کا نام... النساء: 77
قبل از اسلام عورت کی حیثیت: 77
یونانی تہذیب میں عورت کی حیثیت: 77
رومی تہذیب میں عورت کی حیثیت: 78
ہندی تہذیب میں عورت کی حیثیت: 78
جب اسلام آیا: 78
اسلامی تہذیب میں عورت کی حیثیت: 78
رسول اکرم ﷺ کی عملی تعلیم: 79
زندگی کا حق: 79
پرورش کا حق: 80
تعلیم کا حق: 80
حصول تعلیم کی شرعی حدود کی پاسداری: 81

تربیتی حق: 81

معاشی حقوق: 82

آزادی نسواں کا دلفریب نعرہ: 83

تمدنی حقوق: 83

خلع کا حق: 83

اظہار رائے کا حق: 84

ماں کا مقام: 84

بہن کا مقام: 85

بیوی کا مقام: 85

بیٹی کا مقام: 85

اسلام میں نوجوانوں کے حقوق 87

جوانی؛ اعتدال کا استعارہ: 87

جسم اور شعور کی پختگی: 87

قوم و ملت کا سرمایہ: 89

چند نوجوان صحابہ: 89

قیامت میں جوانی کا سوال: 90

جوانی کو غنیمت جانیں: 90

جوانی کو گناہوں سے بچائیں: 91

قیامت میں سوال: 92

عرش الٰہی کا سایہ: 93
قابل رشک سچا نوجوان: 94
فرشتہ سیرت نوجوان: 94
محمد بن قاسم اور محمد الفاتح: 95

اسلام میں بچوں کے حقوق 96

روزی دینا اللہ کے ذمہ ہے: 96
بچوں کی فطرت کا اسلامی ہونا: 97
کان میں اذان و اقامت کہنا: 97
گھٹی دینا: 98
پیدائش کے ساتویں دن: 98
اچھا نام رکھنا: 99
محمد نام رکھنا: 99
ابو القاسم کنیت رکھنا: 100
انبیاء کرام والے نام رکھنا: 100
اللہ کے پسندیدہ نام: 100
ناپسندیدہ نام: 101
نام کی تبدیلی: 101
نامناسب فرمائش: 102
بھاری نام: 102

سر مونڈنا اور زعفران لگانا: 102
بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا: 103
دودھ پلانا: 103
جب بولنا شروع کرے: 103
کھانے کے آداب: 103
درختوں سے پھل توڑنا: 104
نماز کی عادت اور حکم: 105
چند بنیادی عقائد: 105
نرمی کرنے کا حکم: 106
تادیبی مار پیٹ: 107
اولاد میں برابری: 107
بد دعا نہ دیں: 107

خانقاہ اور خانقاہی اعمال 109

انتظامی ضرورت: 109
تزکیہ مناصب نبوت میں سے ہے: 110
خانقاہوں کا ثبوت: 110
مسجد نبوی کے دو مبارک عمل: 111
اصحاب صفہ کی خانقاہ اور مدرسہ: 111
حسن بصری رحمہ اللہ کی خانقاہ: 111

لفظ خانقاہ کی ابتداء: 112

خانقاہی اعمال: 112

وضو: 112

تہجد: 114

ذکر اللہ: 114

باجماعت نماز: 115

نماز کے بعد کے اذکار: 115

سورۃ یٰس: 117

تلاوت قرآن کریم: 117

نماز اشراق: 117

نماز چاشت: 118

وعظ و نصیحت: 119

صلوٰۃ التسبیح: 119

نماز اوابین: 121

سورۃ الواقعہ: 122

مجلس درود پاک: 122

محفل نعت: 123

سورۃ الملک: 124

توبہ و استغفار: 124

اصلاحی تعلق: 125

بیعت طریقت: 126

دعا و مناجات: 127

دینی مجالس کے آداب 129

اخلاصِ نیت: 129

تحصیل علم کے لیے شریک ہوں: 129

باوضو رہیں: 130

وقت کی پابندی کریں: 130

راستوں پر نہ کھڑے ہوں: 130

صرف نیک مجالس اختیار کریں: 130

مجالس میں کشادگی: 131

جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں: 131

نئے آنے والے کو جگہ دیں: 131

گنجائش ہو تو بیٹھ جائیں: 132

لوگوں کے بیچ گھس کر نہ بیٹھیں: 132

کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائیں: 132

جگہ کا زیادہ حقدار کون ہے؟ 133

بلا اجازت لوگوں کے درمیان نہ بیٹھیں: 133

سرگوشی نہ کریں: 133

کسی کی باہمی گفتگو پر کان نہ لگائیں: 134

کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھیں: 134
جب گفتگو نہ ہو رہی ہو تو ذکر اللہ کریں: 134
چند متفرق آداب: 135
اختتام مجلس کی دعا پڑھیں: 135

افواجِ پاکستان کا کردار 137

اسلامی نظریاتی مملکت: 137
قوم کے محافظ اور وفادار: 137
آئین پاکستان کی دفعہ 244: 138
افواجِ پاکستان کا رضاکارانہ کردار: 138
افواجِ پاکستان کا تعمیر وطن میں حصہ: 138
افواجِ پاکستان کی تعلیمی سرگرمیاں: 138
افواجِ پاکستان کی رفاہی خدمات: 139
افواجِ پاکستان اور اسلامی ممالک: 139
افواجِ پاکستان کا جذبہ حب الوطنی: 139
افواج پاکستان کو قائد اعظم کی ہدایات: 140
ایمان کی مضبوطی: 142
آیات و احادیث قتال کی تلاوت: 142
عبادات کی پابندی: 143
فکرِ آخرت کا استحضار: 143

باہمی تنازعات سے بچیں: 143

منفی پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہوں: 143

قوم سے گزارش: 144

روزانہ آیت کریمہ (100 بار): 144

دشمن سے حفاظت کی مسنون دعا: 144

یتیم کی کفالت 145

اسلام میں باہمی برتاؤ: 145

نسل انسانی کے قیمتی گوہر: 145

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا: 146

یتیم کو کھانے میں شریک کرنے والا: 146

سب سے اچھا گھر: 147

سب سے برا گھر: 147

یتیموں کے سروں پر ہاتھ رکھیے: 147

دل کی سختی کا علاج: 148

یتیم سے نرم گفتگو: 148

یتیم کا حق نہ کھائیں: 149

شکر ادا کریں 150

مومن کا ہر کام خیر ہی خیر ہے: 150

شکر آدھا ایمان ہے: 151

جسے شکر کی توفیق مل جائے: 151
مال کا اثر نظر آنا چاہیے: 152
شکر ادا کرنے کا طریقہ: 152
شکر کی نشانی: 153
شکر گزاری کی اعلیٰ ترین مثال: 153
شکر گزاری کا اجر و ثواب: 154
نعمتوں کی برسات: 154
معاشرتی المیہ: 155
صابر و شاکر بننے کا اصول: 156
شکر کے خوگر: 156

رجب کے فضائل و احکام 158

رجب کا چاند دیکھنے کی دعا: 158
رجب کی پہلی رات: 158
کوئی عبادت خاص نہ کی جائے: 159
رجب کے روزے: 159
رجب کے روزہ داروں کے لیے جنتی محل: 160
رجب میں زکوٰۃ: 160
رسم تبارک: 160
بڑی بی بی کی کہانی: 161

لکڑہارے کی جھوٹی کہانی: 161
کہانی گھڑنے کی وجہ: 163
ایمان سے محرومی کا اندیشہ: 163
ہزاری روزہ: 163
صلوٰۃ الرغائب: 164

معراج النبی ﷺ 165

سفر اسراء و معراج کی ابتداء: 165
شق صدر اور مہر ختم نبوت: 166
یثرب، وادی سینا، مدین اور بیت اللحم: 166
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر: 167
غیبت کرنے والوں کا انجام بد: 167
سودخوروں کی سزا: 167
نماز میں سستی کرنے والوں کا انجام: 168
زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا: 168
زنا کرنے والوں کا انجام: 168
ڈاکہ ڈالنے والوں کی سزا: 168
خیانت کرنے والوں کی سزا: 169
بے عمل عالم کی سزا: 169
جنت و جہنم: 169

بوڑھے مرد و عورت اور جماعت انبیاء: 169

ماشاطہ فرعون: 170

مجاہدین اسلام کا اعزاز: 170

انبیاء کرام کی امامت: 171

دودھ کا پیالہ: 171

مختلف انبیاء کرام سے ملاقات کی حکمتیں: 171

سدرۃ المنتہیٰ: 173

مقام صریف الاقلام: 173

ذات باریٰ تعالیٰ کی زیارت کا شرف: 173

بارگاہ خداوندی میں ہدیہ نبوی: 173

بارگاہ الٰہی سے ملنے والے انعامات: 174

نمازیں اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات: 174

طویل ترین سفر مختصر ترین وقت میں: 174

جب ابو بکر؛ صدیق بنے: 174

قریشیوں کے سوالوں کے جوابات: 175

مساکین سے محبت 176

مسکین کسے کہتے ہیں؟: 177

روحانی فوائد ثمرات: 177

مساکین کے حقوق کی ادائیگی: 178

اللہ کی رضا اور کامیابی کا حصول: 179
مساکین کی حق تلفی کی سزا: 179
بدتر دعوت ولیمہ: 179
ام المساکین: 180
ابو المساکین: 180
خوفِ خدا کی علامت: 181
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: 181
مساکین چالیس سال قبل جنت میں: 182
قُربِ الٰہی کا ذریعہ: 182
چند فقہی مسائل: 182
ایک معاشرتی ستم: 183

حسد سے بچئے! 184

حسد کسے کہتے ہیں؟ 184
غِبطہ اور رشک: 184
حسد کی جائز صورت: 185
پہلا آسمانی گناہ: 185
پہلا زمینی گناہ: 186
قبول حق سے انکار کی وجہ: 187
باہمی حسد نہ کرو: 187

حسد نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے: 187
ایمان اور حسد باہم متضاد: 188
دین کو مونڈنے والی چیز: 189
لوگ سلامت رہیں گے جب تک...: 189
قصہ ایک جنتی کا: 190
حسد کے نقصانات: 193
حسد سے بچنے کا نسخہ: 193

طوفانی بارشیں 194

تیز آندھیاں اور طوفانی بارشیں: 194
گلیوں کی ابتر صورتحال: 194
کھیتوں اور باغات کو نقصانات: 195
بجلی کی فراہمی معطل: 195
زخمی اور جاں بحق ہونے والے: 195
قبرستانوں کی حالت زار: 195
ظاہری اسباب اختیار کیے جائیں: 196
حکومتی ذمہ داریاں: 196
باطنی اسباب: 197
ایک قرآنی جھلک: 197
بر و بحر کا فساد: 198

اکثر تو اللہ معاف کر دیتے ہیں: 198
آزمائش کے وقت توبہ و استغفار: 198
بارش ہماری ضرورت: 198
بارش کے بارے اسوۂ نبوی: 199
بارش مانگنے کی دعا: 199
وسیلہ دے کر بارش مانگنا: 199
بارش کے وقت کی دعا: 200
بارش؛ دعا کی قبولیت کا وقت: 200
رحمت والی بارش: 200
نفع بخش بارش: 200
زیادہ بارش کے وقت: 201
بارش کے بعد دعا: 201

صدیقہ کائنات...... عفیفہ کائنات رضی اللہ عنہا 202

غزوہ مُرَیسِیع: 202
”افک“ کا دلخراش تفصیلی واقعہ: 204
واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق: 214

رمضان المبارک خُطبہ نبوی کی روشنی میں 217

عظمتوں والا مہینہ: 219
برکتوں والا مہینہ: 219

لیلۃ القدر: 219

روزہ کی فرضیت اور انعام: 220

ثواب میں اضافہ: 220

صبر کا مہینہ: 220

غمخواری کا مہینہ: 220

رزق میں اضافہ: 221

گناہوں کی معافی: 221

رحمت، مغفرت اور نجات: 221

نرمی کا حکم: 221

رمضان کے دو وظیفے: 221

رمضان کی دو دعائیں: 222

پانی کے بدلے جام کوثر: 222

روزہ دار کی پانچ خصوصیات 223

روزہ دار کے منہ کی بُو: 224

مسواک کریں: 224

روزہ دار کے لیے دعا: 225

جنت کا آراستہ ہونا: 225

سرکش شیاطین کا قید ہونا: 225

آخری رات میں بخشش: 226

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا 227

نام و نسب: 227
پاکیزہ بچپن: 228
ازدواجی زندگی: 228
تجارت میں دلچسپی: 229
حضرت خدیجہ کی درخواست: 230
تجارت میں نفع اور میسرہ کا مشاہدہ: 230
حضرت خدیجہ کی شادی: 231
مقامِ نکاح: 231
بوقت نکاح: 232
حق مہر: 232
برے ماحول میں نیک فطرت: 233
سیدہ خدیجہ کی وجہ انتخاب: 233
فضائل و مناقب: 233
دنیا کی بہترین خاتون: 234
کڑے حالات میں تسلی: 235
اسلام کی خاتونِ اوّل ہونے کا اعزاز: 236
اپنی دولت رسول اللہ پر لٹادی: 237
بت پرستی سے بیزاری: 237

شِعُبِ ابی طالب میں تین سالہ محصوری: 237
آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کیا: 238
وفات: 238

اعتکاف کے فضائل ومسائل 239

اعتکاف میں کیا کریں؟ 241
تحیۃ الوضو: 241
تحیۃ المسجد: 242
اعتکاف کے ضروری مسائل: 242
اعتکاف کی حالت میں جائز کام: 244
اعتکاف کے ممنوعات ومکروہات: 245
حاجاتِ طبعیہ: 245
واجب غسل: 246
وضو کرنے کے لیے: 246
کھانے پینے کی ضروری اشیاء: 247
جمعہ کی نماز کے لیے: 247
اذان دینے کیلئے 248
خواتین کا اعتکاف: 248
ازواج مطہرات کا اعتکاف: 249
خواتین کے اعتکاف کے چند مسائل: 250

صدقۃ الفطر اور نماز عید 252

صدقۃ الفطر کا نصاب: 253

ادائیگی کا وقت: 254

صدقہ فطر کی مقدار: 254

کیسا مریض فدیہ دے سکتا ہے: 255

میت کی طرف سے فدیہ: 255

صدقہ کے مصارف: 255

صدقہ فطر کے متفرق مسائل: 256

نمازِ عید: 256

تکبیرات عیدین میں رفع یدین: 261

رمضان المبارک کے بعد 263

عبادات کا اہتمام: 263

ضبط نفس: 263

صبر و تحمل: 264

جذبۂ ایثار: 265

صدقہ و خیرات: 265

نظام الاوقات کی پابندی: 266

دینی مدارس کا کردار 267

مدارس کا بنیادی مقصد: 267
شریعت کے اصول و قوانین: 267
مدارس میں کیا سکھایا جاتا ہے؟ 268
مدارس سچا مسلمان بناتے ہیں: 268
آسمانی و زمینی حقائق: 269
اسلامی نظریاتی سرحدات: 269
مدارس فراہم کرتے ہیں: 269
روز محشر کے سفارشی: 270
مدارس کو مضبوط کرنے کی تین صورتیں: 270
نسل نو کا روشن مستقبل: 271
آپ کا اپنا ادارہ: 271

اسلام اور کھیل کود 272

اعتدال... اسلام کا طرہ امتیاز: 272
کامیاب مومن کی ایک علامت: 273
انسانی طبیعت کا فطری عمل: 273
صحت افزاء کھیل کی حوصلہ افزائی: 273
کھیل کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟ 273
تندرستی اور چستی: 274
چار کھیل: 274

میاں بیوی کی باہمی تفریح طبع: 275
ایمانی حلاوت کب نصیب ہو گی؟ 275
گھوڑا سُدھانا: 276
دوڑ لگانا: 276
تیراکی: 277
کرکٹ کا جنون: 277
وقت کا ضیاع: 278
جوئے بازی: 278
دیگر گناہ کے کام: 278

تین محبوب بندے 281

پہلا محبوب بندہ: 282
دوسرا محبوب بندہ: 283
تیسرا محبوب بندہ: 283
زمین و آسمان میں محبوبیت: 284
دنیا سے حفاظت: 284
نرمی کا معاملہ: 285

تین مبغوض بندے 286

پہلا مبغوض بندہ: 287
زنا کبیرہ گناہ: 287

احساس گناہ مٹ رہا ہے: 287
زنا کی سخت سزا: 288
دوسرا مبغوض بندہ: 288
تکبر کسے کہتے ہیں؟ 288
تیسرا مبغوض بندہ: 289

حجاج کرام توجہ فرمائیں 290

قانون عدل یا شان کرم؟ 291
کرم بالائے کرم: 291
نیکی کا ارادہ: 292
نیکی کا اجر: 292
برائی کا ارادہ: 293
برائی کے کام: 294
حُجاج کرام کے لیے لمحہ فکریہ! 294

مخموم القلب صدوق اللسان 296

التقی: 297
النقی: 297
لَا بَغْیَ: 297
لا غل: 298

جنتی شخص کا واقعہ: 298

لا حسد: 300

صدوق اللسان: 300

پڑوسیوں کے حقوق 302

جبریل کی آمد: 302

پڑوسیوں کی عزت: 302

پڑوسیوں کی رعایت: 303

پڑوسیوں کی دیوار: 303

پڑوسیوں کے دس بنیادی حقوق: 304

إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ: 304

وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ: 305

وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ: 305

وَإِذَا مَرِضَ عُدْتَهُ: 305

وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ: 305

وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ: 306

وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جِنَازَتَهُ: 306

وَلَا تَسْتَطِيلُ عَلَيْهِ بِالْبِنَاءِ: 306

وَلَا تُؤْذِيهِ بِقُتَارِ قِدْرِكَ: 306

وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهُ: 307

پڑوسیوں کو تکلیف دینے کا انجام: 307
لمحہ فکریہ! 307

عشرۂ ذوالحج کے دس فضائل 309

پہلی فضیلت: 309
دوسری فضیلت: 310
تیسری فضیلت: 311
چوتھی فضیلت: 311
پانچویں فضیلت: 311
چھٹی فضیلت: 312
ساتویں فضیلت: 313
آٹھویں فضیلت: 314
نویں فضیلت: 315
دسویں فضیلت: 315

فلسفۂ قربانی 318

قربانی کی تاریخی حیثیت: 318
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مختصر حالات: 319
کب، کہاں اور کیسے؟: 320
خلیل و ذبیح کا مکالمہ: 321
جذبۂ خلیل اور صبر ذبیح: 322

صبر ذبیح سے زیادہ صبر خلیل: 322
سنتِ ابراہیمی: 323
قربانی کی حیثیت: 323
قربانی کی اہمیت: 324
اسلامی دنیا میں قربانی کی شرح: 325
قربانی کے بجائے رفاہی کام: 327
قربانی کے معاشی فوائد: 328
قربانی کا پیغام: 329
عید والے دن: 330

ذوالنورین... ذوالہجرتین رضی اللہ عنہ 331

جان لینا اور جان دینا: 331
ولادت: 332
نام و نسب: 332
پاکیزہ بچپن: 332
حلیہ مبارک: 332
کنیت اور لقب: 333
قبولِ اسلام: 333
معاشی و سماجی حیثیت: 334
بارگاہ ایزدی میں: 334

بارگاہ نبوی میں: 335
جنت میں نبی کا رفیق: 335
فرشتے جس کا حیا کریں: 335
عثمان دنیا و آخرت میں میرا رفیق ہے: 335
ستر ہزار افراد کے لیے شفاعت: 336
سونے، موتی اور یاقوت کا جنتی محل: 336
عثمان کا عمل: 336
اُحد ٹھہر جا! 336
جنازہ پڑھانے سے انکار: 337
غزوات میں شرکت: 337
صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان: 338
مکارمِ اخلاق: 339
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے بارے فرمان: 339
امت محمدیہ کا سب سے باحیا انسان: 340
تواضع و انکساری: 340
زہد و تقویٰ: 340
صلہ رحمی: 341
ایک رکعت میں مکمل قرآن: 341
شہادت والی رات: 341
روزوں کی کثرت: 341

صدقہ و خیرات: 341
مسلسل دس حج: 342
ہر جمعہ ایک غلام آزاد: 342
خشیت الٰہی: 342
پہلا خطبہ: 342
خلافت عثمانی کے نمایاں کارنامے: 343
خلافت عثمانی کی فتوحات: 345
افواج اسلام کو ہدایات: 345
سرکاری عملے کو ہدایات: 346
ایک خواب: 346
سیدنا عثمان کے گھر کا محاصرہ: 347
حسنین کریمین کا حفاظتی دستہ: 348
شہادت: 348
بوقت شہادت دعا: 348
تکفین و تدفین: 349
سیدنا عثمان کا وصیت نامہ: 349

تقویٰ اختیار کرنا 350

تقویٰ کا وسیع مفہوم: 352
گناہ گار سے نفرت نہ کریں: 352

آدم بے زاری: 352
حق و باطل کے درمیان فرق: 352
مصیبت سے بچنے کا راستہ: 353
ہر شخص کی ضرورت: 353
بے گمان رزق: 353
رزق کا مدار: 353
مشکلات میں آسانی: 354
گناہوں کی معافی: 354
اجرِ عظیم: 355
سچے متقین کی صحبت میں رہنا: 355
یہ دعا مانگتے رہنا: 356

قرآن کی تلاوت اور ذکر اللہ کی کثرت کرنا 357

تلاوتِ قرآنِ کریم کے آداب: 357
سورۃ التوبۃ سے پہلے بسم اللہ کا مسئلہ: 357
قرآن کریم کے حقوق: 358
قرآن دل کا زنگ اتارتا ہے: 359
فرشتوں کی مبارکباد: 359
بہترین مسلمان: 360
حامل قرآن کی تعریف: 360

حامل قرآن پر رشک: 360
مشغول بالقرآن کی فضیلت: 361
1=10 نیکیاں: 361
حاملین قرآن کے پانچ انعامات: 361
تکمیل قرآن قبولیتِ دعا کا وقت: 362
ختمِ قرآن پر گھر والے اکٹھے ہوں: 362
چار ہزار ملائکہ کی آمین: 363
مالِ غنیمت کی تقسیم جیسا اجر: 363
الحال المرتحل: 363
ملائکہ کی دعائے مغفرت: 364
نزولِ رحمت کا وقت: 364
ملائکہ بوسہ لیتے ہیں: 365
اجر اور حشر: 365
اکرام و اعزاز: 365
حافظِ قرآن کی جنت: 366
عامل بالقرآن کے والدین: 366
حافظِ قرآن کی شفاعت: 367
قرآن سے خالی دل: 367
عبادات کی شرائط: 368
ذکر اللہ سے متعلق دس اہم باتیں: 368

ذکر اللہ کی برکات: 369
ذکر اللہ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں: 370
ذکر اللہ اور نماز: 371
نماز کے بعد ذکر کا مسئلہ: 372
ذکر اللہ اور نماز جمعہ: 373
ذکر اللہ اور نماز کسوف: 373
ذکر اللہ اور حج: 374
ذکر اللہ... طواف، سعی اور رمی: 374
ذکر اللہ اور جہاد: 375
ذکر اللہ کا فلسفہ: 375
ذکر اللہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں: 375
زندہ و مردہ: 376
زیادہ اجر والے عبادت گزار: 376
روحانی بیماریوں کا علاج: 377
ذکر اللہ کی مجالس: 377
ذکر اللہ کے حلقے: 379
رحمتِ خداوندی کا نزول: 381
موت کی حالت میں: 381
عذاب سے نجات: 382
عرشِ الٰہی کا سایہ: 382

اہل جنت کی حسرت: 383
ذکر اللہ کے متعلق پانچ اہم باتیں: 383
ذکر اللہ کے ثمرات: 385
سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ (بارہ) تسبیحات: 385
تنہائی والا ذکر زیادہ مفید ہے: 387
چند فوائد: 387

اکثر اوقات خاموش رہنا 388

شیطانی حملوں سے حفاظت: 388
دینی امور میں مددگار: 389
خاموشی میں سلامتی: 389
خاموشی میں دانائی: 389
خاموشی میں رحمت: 390
خاموشی میں نجات: 390
خاموشی اور تنہائی کا معیار: 391
کم بولنا حکمت ہے: 392
اسلام کی خوبی: 392
نیکی اور برائی کا مدار: 393
زیادہ گناہوں کی وجہ: 393
اچھی بات یا پھر خاموشی: 394

کاش میں گونگا ہوتا: 394

غیبت اور چغلی کی تلافی: 395

زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرنا 396

مسکرانا سنتِ رسول ﷺ ہے: 397

ملاقات کے وقت مسکرانا: 397

رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے: 397

دوستوں کی محفل میں مسکرانا: 399

دشمن کی شکست پر مسکرانا: 400

مسکرانے کی حد: 400

مردہ دل: 401

بے نور چہرہ: 401

ہمیشہ حق بات کہنا 402

حدیث کا درست مفہوم: 402

حدیث کا غلط مفہوم: 402

سننے والے کے مزاج کے خلاف: 403

کہنے والے کے مزاج کے خلاف: 403

درست بات کا حکم اور انعامات: 404

اعمال کی درستگی: 404

گناہوں کی معافی: 404

حسن سلوک والی گفتگو: 405
صاف اور واضح گفتگو: 405
گفتگو میں بات کو دہرانا: 405
بلا ضرورت گفتگو: 406
ادائیگی الفاظ کی رعایت: 406
معنی خیز اور جامع گفتگو: 407
کمی زیادتی سے پاک گفتگو: 407
نرم خوئی: 407
فیصلہ کریں: 408
قولِ فیصل: 408

ملامت کی پراوہ نہ کرنا 409

دو اہم باتیں: 409
ملامت کی پرواہ نہ کریں: 409
داڑھی اور لباس: 410
داڑھی کٹانا، دلِ رسول ﷺ کو زخمی کرنا ہے: 410
لباس پہننے میں گناہ سے بچیں: 411
پردہ: 412
مسلمان کی شان: 412
اطاعت کا دائرہ کار: 413

نفس کی اطاعت: 413
مقامِ فکر: 413

عیب گوئی سے بچنا 415

سلجھا ہوا طبقہ: 415
بگڑا ہوا طبقہ: 416
شہد کی مکھی: 416
گندی مکھی: 416
قیامت میں شرمندگی سے حفاظت: 416
عیب پوشی پر جنت: 417
عیب گوئی کا انجام: 417
قابل مبارک باد: 418
قابلِ رحم حالت: 418

ارہاصات (حصہ اول) 419

ایوان کسریٰ میں زلزلہ: 419
سلطنت کسریٰ: 420
کسریٰ کے نام نامہ مبارکہ: 420
کسریٰ کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہوا؟ 421
آتش کدہ ایران بجھ گیا: 423
بحیرہ ساوہ: 423

ارہاصات (حصہ دوم) 425

موبذان کا خواب: 425
عجیب الخلقت بوڑھا: 426
3164 سالہ سلطنت کا خاتمہ: 427
دعا، بشارت اور خواب: 428
دعائے ابراہیمی کا مطلب: 429
حضرت ابراہیم کی مخصوص شان: 430
سراپا سلامتی: 430
صفا و مروہ اور زمزم: 430
حکم قربانی: 431
بشارت عیسیٰ کا مطلب: 431
حضرت عیسیٰ کی مخصوص شان: 432
بدعقیدگی کا ازالہ: 432
حضرت آمنہ کا خواب: 433
شام بابرکت ملک ہے: 433
ملک شام نظر آنے کی حکمتیں: 434

تلاوت آیات اور تزکیہ نفس 435

پہلا مقصد؛ تلاوتِ آیات: 436
مکاتبِ قرآنیہ کا قیام: 437

مکاتب سے تعاون: 437
دوسرا مقصد؛ تزکیۂ نفس: 437
خانقاہوں کا قیام: 438
خانقاہوں کا وجود کب سے ہے؟: 438
جعلی خانقاہوں سے بچیں: 439
ملفوظ تھانوی کا آسان مفہوم: 439

تعلیم کتاب وحکمت 440

برکت، ہدایت اور نجات: 440
تیسرا مقصد؛ تعلیم کتاب: 440
قرآن سیکھنے سکھانے والے: 441
امت کا بہترین طبقہ: 441
چوتھا مقصد؛ تعلیم حکمت: 442
پہلی تفسیر: 442
دوسری تفسیر: 442
فہم کتاب اللہ اور سنت: 443
شبہات دور کرنے کا ذریعہ: 443
امام ابو حنیفہ کی سخت ڈانٹ: 444
امام شافعی کی اصولی بات: 445
تیسری تفسیر: 445

فقہ اور فقہاء کی عظمت: 445
چوتھی تفسیر: 445
موقع شناسی اور سلیقہ مندی: 446
پانچویں تفسیر: 447

تین نجات دینے والی چیزیں 448

تقویٰ: 449
خفیہ تقویٰ: 449
اعلانیہ تقویٰ: 449
سچی بات: 450
سچ میں نجات: 450
ہر حال میں سچ: 451
حق بات کا حقیقی معنیٰ: 452
میانہ روی: 452
متقی کے مال دار ہونے میں حرج نہیں: 452
میانہ روی سمجھ داری کی علامت: 453
میانہ روی کرنے والا محتاج نہیں: 453
ہر حال میں میانہ روی: 454

تین ہلاک کرنے والی چیزیں 455

خواہشاتِ نفس: 455

خواہشاتِ نفس کی اقسام: 456

خواہشاتِ نفس سے دور رہنے کا حکم: 456

خواہشاتِ نفس اور دنیاوی امور: 456

خواہشاتِ نفس علم الٰہی کی روشنی میں: 457

تمام گناہوں کا سبب: 457

عبادات میں سستی کا سبب: 457

خواہش پرستوں سے دور رہیں: 458

ایمان کی حقیقت: 458

جنت کس کا ٹھکانہ ہے؟ 458

خواہشاتِ نفس کا علاج: 459

حرص و طمع: 459

تمام آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں: 459

چشم تنگ دنیادار را: 460

حرص کا علاج: 460

خود پسندی: 461

عام گناہ اور خود پسندی: 461

خود پسندی کا علاج: 461

پاکبازی کے دعوے نہ کریں: 462

موسم سرما ... مرحبا مرحبا 463

مومن کا موسم بہار: 463

مفت کا اجر: 463

برکتوں کا موسم: 464

تہجد کے فضائل و فوائد: 464

سوموار اور جمعرات کا روزہ: 465

بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ: 466

ایام بیض کے روزے: 467

ہر ماہ کے تین روزے: 467

موسم سرما کو غنیمت جانیں: 468

عقد مؤاخات 469

ہجرت کا حکم: 469

یثرب کی اندرونی صورتحال: 469

مسجد کی تعمیر: 470

مہاجرین کی آبادکاری: 470

باہمی یگانگت: 470

مساوی سطح: 470

قلبی جذبات کا مشاہدہ: 471

عقدِ موالات: 471

عقد موالات کے معاشرتی نقصانات: 471

عقد مؤاخات: 471
کون کس کا بھائی بنا؟ 472
انصار کی خواہش: 472
فراست نبوی کی ایک جھلک: 473
انصار کی اطاعت گزاری: 473
انصار کا جذبہ ایثار: 473
بحرین فتح ہوا: 477

نوازشاتِ خداوندی 478

نیت اور عمل، بہتر کیا ہے؟ 479
جنت کا سبب عمل یا نیت؟ 479
لطف و عنایات کی بارش: 480
نیک نیت: 481
نیت ایک مخفی عمل: 481
سچی اور پکی نیت کا اجر و ثواب: 481
خیر القرون کے ایک شخص کا واقعہ: 482
نیک اعمال: 483
دس گنا اجر: 483
سات سو گنا اجر: 483
یارب تو کریمی و رسول تو کریم: 484

عفو و درگزر کی برسات: 485

بری نیت: 485

برے وساوس معاف ہیں: 485

برے اعمال: 486

سورج گرہن 487

نشانیاں بھیجنے کی وجہ: 487

قیامت کی یاد: 488

رسول اللہ ﷺ کی حالت: 489

رسول اللہ ﷺ کا عمل: 489

سورج گرہن اور اصلاح عقائد: 490

سورج گرہن اور دہریہ نظریہ: 490

دہریہ نظریے کی تردید: 491

سورج گرہن اور مشرکین عرب کا نظریہ: 491

مشرکانہ نظریے کی تردید: 492

سورج گرہن اور نجومیوں کا نظریہ: 493

نجومیانہ نظریے کی تردید: 493

سورج گرہن اور ہندوانہ نظریہ: 493

ہندوانہ نظریے کی تردید: 494

سورج گرہن اور ملحدین کا نظریہ: 495

ملحدانہ نظریے کی تردید: 495

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم: 497

سورج گرہن کے وقت کیا کریں؟ 498

سورج گرہن اور نماز: 498

سورج گرہن اور دعا: 499

سورج گرہن اور ذکر اللہ: 499

سورج گرہن اور استغفار: 500

سورج گرہن اور عذاب قبر سے پناہ: 500

سورج گرہن اور صدقہ و خیرات: 501

صلوٰۃ الکسوف کے چند مسائل: 501

صدقہ، صبر اور قناعت 503

صدقہ کریں، مال کم نہیں ہو گا: 505

صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے: 505

مخفی اور اعلانیہ صدقے کی خاصیات: 506

اللہ تعالیٰ صفت انفعال سے پاک ہیں: 506

اعلانیہ بہتر اور مخفی زیادہ بہتر: 507

کیا اعلانیہ صدقے پر ثواب نہیں؟ 507

مخفی صدقہ کیوں افضل ہے؟ 507

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ: 508

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ کا واقعہ: 509

آخری وقت سے پہلے پہلے: 510

صدقہ کرتے وقت ملحوظ رکھیں: 510

ظلم پر صبر کریں: 511

قناعت اختیار کریں: 511

خیر و شر کے پہلو: 512

مانگنے کے نت نئے انداز: 512

چائے بوتل: 512

جہیز کا مطالبہ: 512

حدیث کا دوسرا حصہ: 513

پہلا کامیاب انسان: 513

خدا خوفی: 513

صلہ رحمی: 514

حقوق اللہ کی ادائیگی: 514

دوسرا کامیاب انسان: 514

پہلا ناکام انسان: 515

دوسرا ناکام انسان: 515

مقام شکر یا مقام فکر؟ 516

ماخذ و مراجع 517

مقاصدِ وعظ و نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَةُ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنوری 2017ء سے ہر جمعرات کو باقاعدگی سے "وعظ و نصیحت" کے عنوان سے کچھ گزارشات اپنے متعلقین کی خدمت میں روانہ کی جارہی ہیں یہ اس سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ مندرجہ ذیل مقاصد پیش نظر رہے۔

1: اپنی ذاتی و نجی زندگی کو احکام شریعت کے مطابق گزارنا۔

2: اپنے گھر کے ماحول کو سنوارنا۔

3: اپنے خاندان، قوم اور قبیلے کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانا۔

4: پاکستان اور دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے اہل اسلام کی فکر کرنا۔

5: جن کے پاس اسلامی تعلیمات ہیں ان میں عمل اور اخلاص کا جذبہ پیدا کرنا۔

6: جن کے پاس اسلامی تعلیمات نہیں ہیں اُن کو اِن سے روشناس کرانا۔

7: معاشرتی اور سماجی موضوعات میں اسلامی رہنمائی کا فریضہ انجام دینا۔

8: اسلام کے وہ زریں اور سنہرے اصول جو پوری انسانیت میں امن و سکون کا باعث ہیں، ان کو پھیلانا۔

9: سوشل میڈیا کے وسیع فورم پر پھیلنے والی بے دینی، گمراہی اور بے حیائی کے سامنے اپنی ہمت کے مطابق بند باندھنا۔

10: خطباء کرام کو جمعۃ المبارک کے بیان کے لیے علمی مواد فراہم کرنا۔

کتاب سے استفادہ کا طریقہ

دینی علم میں اضافے کی نیت سے پڑھیں۔

اسلامی معلومات کو اپنی زندگی کے معمولات بنانے کے جذبہ سے پڑھیں۔

اسے سب سے زیادہ اپنی پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی ضرورت سمجھیں۔

اپنے گھر، اپنے ادارے (خواہ تعلیمی ہو یا تجارتی) میں ہفتہ وار ایک مختصر سی مجلس لگائیں اور اس میں اس کے ایک حصے کی مناسب تشریح کے ساتھ تعلیم کرا دیں۔

ائمہ اور خطباء کرام پہلے اس کے ایک حصہ کا مطالعہ کریں بعد ازاں اپنے الفاظ میں سمجھا دیں۔

کتاب میں موجود آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے حوالے لکھ دیے گئے ہیں لہٰذا کسی الجھن کا شکار ہوئے بغیر شرح صدر سے بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ میری، میرے متعلقین اور تمام عالم اسلام کے ہر طبقے کے افراد کی اصلاح فرمائے۔ دنیا اور آخرت کی ساری کامیابیاں نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

منگل، 31 دسمبر، 2019ء

رسولِ اکرم ﷺ کی شانِ عبدیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شان اور مقام عطا فرمائے ہیں وہ سب درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔

مولائے کل:

حسن و جمال، عقل و تدبر، رعنائی و دلربائی، عادات و اخلاق، صفات و شمائل، حکمت و بصیرت، سیادت و قیادت، عزت و مرتبت، عظمت و منقبت، رفعت و سلطنت، ہیبت و سطوت، سیرت و صورت، حسب و نسب، قوم و قبیلہ، آل و اولاد، ازواج و بنات، اھل و اصحاب، حشم و خدم، نبوت و رسالت، کتاب و سنت الغرض زندگی کا ہر پہلو کاملیت سے اکملیت تک مکمل ہوتا ہے بالکل اسی طرح اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”شانِ عبدیت“ عطا فرمائی ہے کوئی اِس کی ابتداء کو نہیں پاسکتا چہ جائیکہ برابری اور انتہاء تک پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِس شان میں اُس انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں کہ جہاں عبدیت ”مولائے کل“ کے معنی میں ہویدا ہوتی ہے اور من تواضع للہ رفعہ اللہ کا سارا عموم آپ کا ہی خاصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

عبد کا معنٰی:

عبد کا معنی ہوتا ہے: الذی یرضی بما یفعله الرب۔ جو اپنے رب کے ہر فیصلے اور کام پر دل و جان سے راضی ہو، یہ عبدیت کی ابتداء ہے۔ بندگی، اطاعت،

فرمانبرداری، تسلیم و رضا اور عبدیت کی انتہا یہ ہے کہ رب بھی اس کے ہر قول و عمل سے راضی ہو جائے۔

عبدیتِ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکرے میں ان کی "صفتِ عبدیت" کو مدح کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۔

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ: 3

ترجمہ: اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور وہ بڑے شکر گزار بندے تھے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ۔

سورۃ ص، رقم الآیۃ: 17

ترجمہ: اور ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ۔

سورۃ ص، رقم الآیۃ: 30

ترجمہ: اور ہم نے داؤد کو سلیمان جیسا بیٹا عطا فرمایا، وہ بہترین بندے تھے اور بے شک وہ اللہ سے محبت کرنے والے تھے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ۔

سورۃ ص، رقم الآیۃ: 41

ترجمہ: ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو۔

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ ۔

سورۃ ص، رقم الآیۃ: 45

ترجمہ: اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔

سورۃ مریم، رقم الآیۃ: 30

ترجمہ: فرمایا عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہ بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔

غور فرمائیں کہ اللہ کے فیصلوں پر دل و جان سے راضی ہونا کتنی بڑی خوبی ہے کہ اللہ رب العزت اپنے جلیل القدر انبیاء کے تذکرے میں ان کی اس خوبی کو بطور خاص ذکر فرما رہے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود "عبدیت" کے پیکر بنے بلکہ اپنی اپنی قوموں کو بھی "عبدیت" اختیار کرنے کا حکم دیا، چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ۔

سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ: 59

ترجمہ: ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا چنانچہ انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی اختیار کرو۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ۔

سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ: 65

ترجمہ: اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی اختیار کرو۔

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ۔

سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ: 73

ترجمہ: اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی اختیار کرو۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ۔

سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ: 85

ترجمہ: اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی اختیار کرو۔

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ۔

سورۃ العنکبوت، رقم الآیۃ: 16

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیم کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ کی بندگی اختیار کرو۔

معبودیت و عبودیت کا رشتہ عبادت:

اللہ تعالی نے اپنے بندے کی پیدائش کے لیے اپنے بندے ”عبد اللہ“ کے گھر کا انتخاب فرمایا اور عرب کے شرک والے معاشرے کو عملی پیغام دیا کہ جھوٹے معبودوں کے عابدو! معبودِ برحق کا ”عبدِ برحق“ آرہا ہے جو معبودیت و عبودیت کے مابین رشتہ عبادت کا حقیقی معنی اور صحیح مفہوم واضح کرے گا۔

عبدیت؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب صفت ہے۔ ذرا اس کی جھلک دیکھیے، کلمہ شہادت میں اقرار رسالت سے پہلے اقرار عبدیت کیا جاتا ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

قرآن حکیم نازل فرماتے وقت اللہ رب العزت نے آپ کو صفت عبدیت سے یاد فرمایا ہے:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 23

ترجمہ: اور اگر تمہیں اس میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمایا ہے تو تم اسی جیسی ایک سورۃ بنا کر لاؤ اور اگر تم واقعی سچے ہو تو اللہ کے علاوہ اپنے تمام مددگاروں کو بھی بلا لو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔

سورۃ الکھف، رقم الآیۃ: 1

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کسی طرح کی کوئی خامی نہیں ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

سورۃ الفرقان، رقم الآیۃ: 1

ترجمہ: بہت شان والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی یہ کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کو ان کے برے انجام سے ڈرائے۔

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖ اٰیَاتٍ بَیِّنَاتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

سورۃ الحدید، رقم الآیۃ: 9

ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی نشانیاں نازل فرماتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بے شک اللہ تم پر بہت شفیق اور بہت ہی مہربان ہے۔

اسراء و معراج میں شانِ عبدیت:

اللہ رب العزت اپنے محبوب کو سفر اسراء پر لے گئے تب بھی آپ کو صفت عبدیت سے یاد فرمایا:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ أَسۡرَی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ إِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡأَقۡصَی الَّذِیۡ بَارَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ آیَاتِنَا إِنَّہٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ: 1

ترجمہ: وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں نازل کی ہیں تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں بلاشبہ وہ ذات ہر بات کو سننے والی اور ہر چیز کو دیکھنے والی ہے۔

اذان میں نبی ﷺ کی عبدیت کا اعلان:

عَنۡ سَعۡدِ بۡنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ عَنۡ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ قَالَ حِينَ يَسۡمَعُ الۡمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشۡهَدُ أَنۡ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالۡإِسۡلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنۡبُهُ۔

جامع الترمذی، باب مایقول الرجل اذا اذن الموذن، الرقم: 194

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ پڑھے: وَأَنَا أَشۡهَدُ أَنۡ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالۡإِسۡلَامِ دِينًا۔ اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

نماز میں نبی ﷺ کا عبدیت کا اعلان:

نماز کے اندر تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ رسالت کے ساتھ تذکرہ عبدیت ضروری ہے:

وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ۔

ترجمہ: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

قبر میں نبی ﷺ کی عبدیت کا اعلان:

قبر میں سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عبدیت کی گواہی دینے پڑے گی تب کامیابی ملے گی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ أَوْ قَالَ أَحَدُكُمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ النَّكِيرُ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ مَا كَانَ يَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .. الحديث

جامع الترمذی، باب ماجاء فی عذاب القبر، الرقم: 991

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو یا پھر یوں فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کو قبر میں دفنا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالے رنگ کی نیلی آنکھ والے دو فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے اور وہ دونوں پوچھتے ہیں: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ میت کہتی ہے کہ وہی جو وہ خود کہتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

بچوں کے ناموں میں اظہارِ عبدیت:

یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے نام رکھنے میں بھی عبدیت کو پسند فرماتے تھے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔

صحیح مسلم، باب النھی عن التکنی بابی القاسم، الرقم: 5587

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں تمہارے لیے بہترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے بندوں میں داخل فرما کر جنت میں داخل فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا
جمعرات، 3 جنوری 2019ء

اسلام میں جانوروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی شانیں عطا فرمائی ہیں ان میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں لیکن ان مقامات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان تمام جہانوں کے لیے عام ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "رحمۃ للعالمین" ہونا ہے۔ مخلوقات میں انسان، جن، ملائکہ، حور و غلمان، چرند و پرند اور حیوانات و درندے سب آپ کی رحمت سے فیض یاب ہوئے۔

مخلوقات سے پیار کی نبوی تعلیم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں تمام مخلوقات کے لیے جو محبت و رحمت کا پیغام ہے وہ کسی اور کی تعلیمات میں نہیں ملتا، افسوس کہ دشمنان اسلام نے اسلام کو سفاکیت و ظلم کی شبیہ سے تشبیہ دی اور ہمارے سادہ لوح مسلمان ان کے اس فریب کا شکار ہو گئے۔ ایسے وقت میں اس بات کی شدید ضرورت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مبارک تعلیمات سے امت کو آگاہ کیا جائے جو سر تا پا رحمت ہی رحمت ہیں تاکہ امت کو یہ احساس ہو سکے کہ ان کا رشتہ اُس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جن کی رحمت کا تعلق فقط انسان تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے دامن رحمت کی وسعتیں تمام مخلوقات کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں یہاں تک کہ چرند و پرند اور حیوانات بھی آپ کی رحمت سے بہرہ ور ہیں۔

معلومات سے معمولات تک:

چرندوپرند اور حیوانات سے رحمت کی تعلیمات محض زبانی جمع خرچ نہیں اور نہ ہی سقراط، بقراط، ارسطو، افلاطون، بطلیموس اور فیثا غورث جیسے فلاسفروں کے فلسفے کی مانند ہے کہ جس میں عمل نام کی کوئی رمق بھی نظر نہ آئے بلکہ آپ کی تعلیمات میں معلومات نے معمولات کا ایسا خوبصورت لبادہ اوڑھ رکھا ہے کہ آج تک دنیا اسی سے رہنمائی لیتی آرہی ہے اور لیتی ہی رہے گی۔ جانوروں سے نرمی کی ہدایات، ان سے رحم و کرم کا معاملہ، جانوروں پر ظلم کو جرم قرار دینا اور جانوروں کو تکلیف دینے کو دل کی سختی قرار دینا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعلیمات میں موجود ہے۔

جانوروں کو باندھ کر تکلیف نہ دیں:

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا فَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

صحیح البخاری، باب مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ، الرقم:5513

ترجمہ: ہشام کہتے ہیں میں انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حکم بن ایوب رحمہ اللہ کے پاس آیا انہوں نے نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر مار رہے تھے۔ حضرت انس نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے روکا ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَمَرُّوا بِفِتْيَةٍ أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا۔

صحیح البخاری، باب مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ، الرقم:5515

ترجمہ: حضرت سعید بن جُبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا وہ چند قریشی جوانوں کے قریب سے گزرے جو ایک مرغی کو لٹکا کر نشانہ بازی کر رہے تھے جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو دیکھا تو فوراً منتشر ہو گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (نہایت غصے سے) پوچھا ایسا (غلط کام) کس نے کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح (کسی ذی روح کو باندھ کر نشانہ بازی) کرنے والے کو اللہ کی رحمت سے دوری کی بد دعا دی ہے۔

جانوروں کو آگ سے نہ داغیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ۔

صحیح مسلم، باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ، الرقم: 3953

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک ایسا گدھا گزرا جس کے منہ کو آگ سے داغا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گدھے کے ساتھ ایسا سلوک کرنے والے پر لعنت فرمائی۔

جانوروں پر ظلم نہ کریں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ لَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔

صحیح مسلم، باب تحریم قتل الھرۃ، الرقم: 4161

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی باندھ کر رکھنے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ کیونکہ اس عورت نے نہ تو اسے کچھ کھلایا، نہ پلایا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ وہ کچھ کھا پی لیتی۔

جانوروں کو ذبح میں تکلیف نہ دیں:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ۔

صحیح مسلم، باب الامر باحسان الذبح، الرقم:3615

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے وہ دو باتیں ابھی تک خوب یاد ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں: اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں احسان کو لازمی قرار دیا ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کر لیا کرو تا کہ اس کی وجہ سے ذبح ہونے والا جانور راحت پا سکے۔

جانوروں کو بھوکا نہ رکھیں:

عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُوهَا صَالِحَةً۔

سنن ابی داوٗد، باب مایؤمر بہ من القیام علی الدواب، الرقم:2185

ترجمہ: حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے اونٹ کے قریب سے ہوا جس کی کمر اس کے پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ (یعنی بھوک کی وجہ سے بہت دبلا ہو چکا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ جب انہیں سواری بناؤ تو اچھے طریقے سے سواری بناؤ اور انہیں کھاؤ تو اچھے طریقے سے کھاؤ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ۔ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَأَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَکَتَ فَقَالَ مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ فَجَاءَ فَتًی مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لِی یَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ أَفَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِی هَذِهِ الْبَهِیمَةِ الَّتِی مَلَّکَكَ اللّٰهُ إِیَّاهَا فَإِنَّهُ شَکَا إِلَیَّ أَنَّكَ تُجِیعُهُ وَتُدْئِبُهُ۔

سنن ابی داؤد، باب مایومر بہ من القیام علی الدواب، الرقم: 2186

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو رونا شروع کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے آنسو پونچھے، اس نے رونا بند کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے ایک انصاری نے آکر عرض کیا کہ یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان کے بارے اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اس نے تمہیں ان کا مالک بنایا ہے۔ اونٹ نے مجھے آپ کی یہ شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور بھوکا رکھتے ہو۔

جانوروں پر ترس کھائیں:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِی بِطَرِیقٍ فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِیهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا کَلْبٌ یَلْهَثُ یَأْکُلُ الثَّرَی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْکَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِی کَانَ بَلَغَنِی فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ فَأَمْسَکَهُ بِفِیهِ حَتَّی رَقِیَ فَسَقَی الْکَلْبَ فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِی کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

سنن ابی داؤد، باب مایومر بہ من القیام علی الدواب، الرقم: 2187

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک شخص کہیں چلا جا رہا تھا کہ اسے پیاس نے بے تاب کر دیا چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور پانی پی لیا۔ اس کے بعد جب وہ کنویں سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا تھا اور شدت پیاس سے کیچڑ چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے خود سے کہا کہ اس کتے کو بھی میری ہی طرح پیاس لگی ہے چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر لایا اور کتے کے سامنے رکھا، کتے نے پانی پیا اس کی جان میں جان آگئی۔ اس وجہ سے اللہ رب العزت نے اس بندے کی قدر دانی فرمائی اور اس کی مغفرت کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں سے اچھا سلوک کرنے پر بھی اجر ملے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر تر جگر رکھنے والے (ذی روح) کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر اجر ہے۔

عرب کے بدو زندہ اونٹوں کی کوہانیں اور چلتے پھرتے جانوروں کے اعضاء کاٹ لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔ جانوروں سے اچھا سلوک کیا جائے، پالنے کی صورت میں ان کے کھانے پینے کا اچھا بندوبست کیا جائے۔ بھوکا پیاسا نہ مارو، ہمت سے زیادہ کام نہ لو۔ جانوروں کے سامنے چھری تیز نہ کرو، کند چھری سے ذبح نہ کرو۔

چند مسائل:

1. پرندے پالنا شرعاً جائز ہے، ان کی خوراک کا انتظام ضرور کیا جائے۔
2. پنجرہ کشادہ ہونا چاہیے اور رہائش کا انتظام بہتر ہونا چاہیے، اگر بیمار ہو جائیں تو علاج کیا جائے۔
3. گھر یا مال مویشی کی چوکیداری کے لیے کتا پالنا جائز ہے۔
4. تمام نقصان پہنچانے والے جانور جیسے سانپ بچھو وغیرہ کو مارنا ضروری ہے

5. چوہے جو گھر کی چیزوں کا نقصان کریں، ان کو مارنا جائز ہے۔
6. بھڑ اور مچھر وغیرہ کو مارنا بھی درست ہے۔
7. اگر کتا باؤلا ہو جائے تو اسے مار دینا جائز ہے۔
8. کھٹمل، پسو، جوئیں اور نقصان دہ حشرات الارض مارنا جائز ہے۔
9. چھپکلی، گرگٹ کو مارنا بھی درست ہے۔
10. کوشش کریں کہ بلی کو نہ ماریں ہاں اگر نقصان کرتی ہے تو پھر اتنا مارنا جس سے وہ جگہ چھوڑ جائے، جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 10 جنوری، 2019ء

اسلام میں بوڑھوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے انسان کے زندگی کو عام طور پر ان چار مراحل میں تقسیم کیا ہے: بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپا۔ پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک یعنی ابتدائی تین مراحل میں انسان کی رہائش و خوراک، خوشی وراحت، تعلیم وتربیت، معاشی کفالت، شادی بیاہ ودیگر مالی وجسمانی اوراخلاقی وتمدنی تمام تر ضروریات کو پورا کرنے کے لیے والدین اپنی تمام توانائیاں قربان کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ "اختتامِ زندگی" کا پروانہ ہاتھ میں تھامے بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو ہمارا ظالم سماج اس سے نظریں پھیر لیتا ہے حالانکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اسے سکون، راحت، خدمت، محبت اور دیکھ بھال کی ضرورت پڑتی ہے۔

اولڈ ہومز کی حالت زار:

وہ تہذیب جس کی نقالی کرنے میں آج کا مسلمان اتراتا پھرتا ہے اس تہذیب میں سن رسیدہ افراد کو محض بوجھ تصور کیا جاتا ہے، گھریلو نظام زندگی میں ان کو یکسر بے دخل کرتے ہوئے "اولڈ ہومز" کے احاطے میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں یہ طبقہ پل پل جیتا اور پل پل میں مرتا ہے بالآخر وہ اپنی محبتوں اور آرزوؤں کو حسرتوں کے بوسیدہ کفن میں دفنا دیتا ہے جبکہ دوسری طرف اسلامی تعلیمات میں بوڑھے اور سن رسیدہ افراد لائق عزت وتکریم، باعث برکت و رحمت، حصول رزق اور نصرت

خداوندی کا سبب ہیں۔ اسلام اس طبقے کو قابل صد احترام بتلاتا ہے، ان کے ساتھ نرم گفتاری، حسن سلوک اور جذبہ خیر خواہی کا حکم دیتا ہے جبکہ ان کی خلاف مزاج باتوں پر صبر و تحمل سے پیش آنے کی تلقین کرتا ہے۔

منبر و محراب کی ذمہ داری:

منبر و محراب سے جس طرح عقائد و عبادات کی تبلیغ علماء کرام کی ذمہ داری ہے اسی طرح اسلام کے طرزِ معاشرت اور اس کی اخلاقی تعلیمات سے آگاہ کرنا بھی انہی کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سن رسیدہ افراد بالخصوص جبکہ وہ والدین ہوں ان کی کیا قدر و منزلت ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بوڑھے والدین سے حسن سلوک:

وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔

سورۃ بنی اسرائیل، رقم الآیۃ: 23

ترجمہ: اور آپ کے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں "اُف" بھی نہ کہو اور جھڑکو بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔ اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عاجزی و انکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) یہ فریاد کرتے رہو کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (پیار و محبت سے) پالا تھا۔

بڑھاپے میں چڑچڑا پن:

اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا بطور خاص جب وہ بوڑھے ہو جائیں۔ یہ عمر کا وہ حصہ ہوتا ہے جب انسان کی قوت برداشت اور تحمل کم جبکہ چڑچڑا پن زیادہ ہو جاتا ہے اس لیے حکم دیا کہ والدین جب بوڑھے ہو جائیں تو ان کی باتوں سے دلبر داشتہ ہو کر انہیں عزت سے محروم نہ کرو۔

اسلام میں بوڑھا ہونے والا:

عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ، الرقم: 1558

ترجمہ: حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو نوجوان اسلام میں بوڑھا ہوا قیامت کے دن اس کے لیے ایک نور ہو گا۔

فائدہ: یہ وہ وقت ہو گا کہ جب لوگ اندھیروں میں سرگرداں پھر رہے ہوں گے اور ایمان والوں سے درخواست کریں گے کہ ہمیں اپنے نور سے فائدہ اٹھانے دو۔ ایسے وقت میں بوڑھوں کو اللہ کی طرف سے نور کا عطا ہونا کتنا بڑا انعام ہو گا!

بڑھاپے کے سفید بال:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً۔

السنن الکبری للبیہقی، الرقم: 14828

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو ختم نہ کرو کیونکہ جو مسلمان اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر سفید بال کے بدلے ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرماتے ہیں۔

فائدہ: بڑھاپے کے سفید بالوں کا اللہ کریم اتنا حیا فرماتے ہیں۔

بوڑھے شخص کی دعا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَسْتَحْيِي مِنْ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ إِذَا كَانَ مُسَدَّدًا لَزُومًا لِلسُّنَّةِ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ فَلَا يُعْطِيَهُ۔

المعجم الاوسط، الرقم:5286

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات سے حیا فرماتے ہیں کہ کوئی بوڑھا مسلمان جو استقامت کے ساتھ سنت پر عمل کرنے والا ہو وہ اللہ سے دعا مانگے اور اللہ اس کی دعا کو قبول نہ فرمائے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بوڑھوں سے دعائیں لینی اور کرانی چاہییں۔ یہاں اس فرق کو بھی اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ دعائیں کرانا اور دعائیں لینا دونوں میں فرق ہے۔ ”دعا لینا“ اسے کہتے ہیں کہ آپ کسی کی خدمت کریں اور وہ خوش ہو کر آپ کو دعائیں دے جبکہ ”دعا کرانا“ اسے کہتے ہیں کہ کسی دوسرے سے دعا کی درخواست کی جائے اگرچہ دعا کرانا بھی ثابت ہے لیکن اصل بات دعائیں لینا ہے۔

بوڑھے مسلمان کی عزت:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ

الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔

سنن ابی داود، باب فی تنزیل الناس منازلھم، الرقم:4845

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اللہ رب العزت کی عظمت بجا لانے میں سے ہے اور قرآن کریم کا اعتدال پسند عالم اور انصاف پسند بادشاہ کی عزت کرنا بھی اللہ کی عظمت بجالانے میں سے ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بوڑھوں کی عزت کرنا اللہ کی عظمت بجالانے میں سے ہے۔

بڑوں کی عزت:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُعَظِّمْ كَبِيرَنَا۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر، الرقم:10476

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے تو اس کا ہمارے ساتھ دینی رشتہ بہت ہی کمزور ہے۔

فائدہ: اس سے بڑی محرومی اور کیا ہو گی کہ اللہ کے رسول ایسے شخص کو ”اپنا“ کہنے کو تیار نہیں جو بوڑھوں کی عزت نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا۔

بوڑھے شخص کو مجلس میں جگہ دیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُوَسَّعُ الْمَجْلِسُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي سِنٍّ لِسِنِّهِ وَذِي عِلْمٍ لِعِلْمِهِ وَذِي سُلْطَانٍ لِسُلْطَانِهِ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر، الرقم:10484

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلس میں تین طرح کے لوگوں کے لیے وسعت پیدا کرو۔ بڑے کے لیے اس کے عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے، عالم کے لیے اس کے علم کی وجہ سے اور سردار کے لیے اس کی سرداری کی وجہ سے۔

فائدہ: جہاں چند لوگ بیٹھے ہوں وہاں اگر کوئی بڑی عمر (سن رسیدہ / بوڑھا) یا عالم یا کسی قوم یا برادری کا سردار آجائے تو اس کے لیے مجلس میں بیٹھنے کی گنجائش پیدا کی جائے، یہ اس کی عزت کا باعث ہے۔

بڑوں کو بات کرنے دیں:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرِ الْكُبْرَ۔

صحیح البخاری باب اکرام الکبیر ویبداء اکبر بالکلام والسوال، الرقم:6142

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنھما خیبر پہنچے وہاں جا کر کھجوروں کے باغات میں جدا جدا ہو گئے اسی دوران عبد اللہ بن سہل قتل کر دیئے گئے تو عبد الرحمٰن بن سہل اور مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنھم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ساتھی کے بارے بات چیت کی تو گفتگو کی ابتداء عبد الرحمن نے کی جب کہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: بڑے کے مرتبے اور عزت کا خیال رکھو (یعنی بڑوں کو بات کرنے دو)

تمہارا بڑا کون ہے؟

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ جُهَيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ غُلَامٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ! فَأَيْنَ الْكِبَرُ

شعب الایمان للبیہقی، باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر، الرقم: 10486

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہینہ قبیلے کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ان میں سے ایک کم عمر لڑکا بات کرنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکو! تمہارا بڑا کون ہے؟ (بات کرنے کا زیادہ حقدار وہی ہے)

فائدہ: وفد میں ترجمان کے طور پر بات کرنے کا حقدار وہ ہے جو بڑی عمر کا ہو۔ ہاں اگر مشورے سے یہ طے کر لیا جائے کہ بات فلاں کرے گا خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، تو درست ہے۔ بڑوں کی موجودگی میں چھوٹے ازخود بات شروع نہ کریں۔

چھوٹا شخص بڑے کو سلام کرے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ۔

صحیح البخاری، باب تسلیم الصغیر علی الکبیر، الرقم: 6234

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹی عمر والے بڑی عمر والے کو سلام کریں۔

فائدہ: بڑوں کی عمر اور ان کی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ سلام کرنے میں ابتداء کریں تاکہ بڑوں کا فطری تقاضا پورا ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ ہماری معاشرے میں قدر ہے۔

نماز کی امامت:

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوهُمْ مُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

صحیح البخاری، باب اذا استووا فی القراءۃ فلیومھم اکبرھم، الرقم:685

ترجمہ: حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے قبیلہ کے چند افراد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہم بیس راتیں ٹھہرے، آپ انتہائی مہربان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے علاقے میں جاؤ، اپنے قبیلے والوں کو دین کی تعلیم دو، انہیں نماز پڑھنے کا کہو کہ فلاں فلاں وقت میں فلاں فلاں نماز ادا کرو۔ اور جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرائے۔

فائدہ: عبادات میں سب سے زیادہ اہم رکن نماز ہے اور اس کی امامت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر میں بڑے شخص کو ترجیح دی ہے۔

نماز میں بوڑھوں کی رعایت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء اذا ام احدکم الناس فلیخفف، الرقم:219

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر انہیں نماز پڑھائے تو اسے

چاہیے کہ ہلکی پھلکی نماز پڑھائے (یعنی زیادہ لمبی نہ کرے) کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ

صحیح البخاری، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رائ ما یکرہ، الرقم:90

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز میں شریک نہیں ہوتا، کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو کبھی وعظ اور خطبہ کہ حالت میں اس دن سے زیادہ غصے کی حالت میں نہیں دیکھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو (اپنے نامناسب طرزِ عمل سے لوگوں کو) دور بھگانے والے ہیں، جو کوئی تم میں سے لوگوں کا امام بنے اور ان کو نماز پڑھائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز مختصر پڑھائے، کیونکہ ان نماز پڑھنے والوں میں کمزور (بوڑھے، بڑی عمر والے) بھی ہوتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو ضروری کام والے بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: وہ لوگ جن کی اقتداء میں بوڑھے اور کمزور لوگ نماز پڑھے ہوں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔

بوڑھوں کی عزت پر انعام خداوندی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی اجلال الکبیر، الرقم: 1945

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے کی بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس جوان کے لیے کسی کو مقرر فرمادیتے ہیں جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرے۔

فائدہ: ہر شخص بشرط زندگی بچپن، لڑکپن اور جوانی کی بہاریں دیکھنے کے بعد بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اس وقت وہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہوتا ہے، بوڑھوں کی عزت کرنے سے اللہ کریم ایسے شخص کی یہ منزل آسان فرمادیتے ہیں۔

جنت میں نبی کا پڑوس:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنَسُ! وَقِّرِ الْكَبِيرَ وَارْحَمِ الصَّغِيرَ تُرَافِقْنِي فِي الْجَنَّةِ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر، الرقم: 10475

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے انس! بڑوں کی عزت کرنا اور چھوٹوں سے شفقت والا معاملہ کرنا یہ ایسا کام ہے جو تجھے جنت میں میرا پڑوسی بنادے گا۔

وقار کی تین علامتیں:

قَالَ ذُو النُّونِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: ثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْوَقَارِ: تَعْظِيمُ الْكَبِيرِ وَالتَّرَحُّمُ عَلَى الصَّغِيرِ وَالتَّحَلُّمُ عَلَى الْوَضِيعِ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر، الرقم: 10483

ترجمہ: حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تین باتیں وقار کی نشانیاں ہیں بڑوں کی عزت کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا اور گھٹیا آدمی کی باتوں کو برداشت کرنا۔

قیس بن عاصم کی وصیت:

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ قَیْسِ بْنِ عَاصِمٍ التَّمِیمِیِّ أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَی عِنْدَ مَوْتِهِ فَقَالَ: بَنِیَّ اتَّقُوا اللهَ وَسَوِّدُوا أَکْبَرَکُمْ فَإِنَّ الْقَوْمَ إِذَا سَوَّدُوا أَکْبَرَهُمْ خَلَّفُوا أَبَاهُمْ وَإِذَا سَوَّدُوا أَصْغَرَهُمْ أَزْرِی بِهِمْ فِی أَکِفَّائِکُمْ وَعَلَیْکُمْ بِاصْطِنَاعِ الْمَالِ فَإِنَّهُ مَنْبَهَةٌ لِلْکَرَمِ وَیُسْتَغْنَی بِهِ عَنِ اللَّئِیمِ، وَإِیَّاکُمْ وَمَسْأَلَةَ النَّاسِ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 869

ترجمہ: حکیم بن قیس بن عاصم التمیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو یوں نصیحت کی: اللہ سے ڈرو اور اپنے بڑوں کو سردار بناؤ۔ جب قوم اپنے بڑوں کو سردار بناتی ہے تو اپنے آباؤ اجداد سے آگے نکل جاتی ہے اور جب اپنے چھوٹے کو سردار بناتی ہے وہ اپنے ہم عصروں میں ذلیل و رسوا ہو جاتی ہے۔ اور ہاں! مال کو حاصل بھی کرنا اور اس کی حفاظت بھی کرنا کیونکہ مال شریعت کے لیے زینت ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے انسان کمینوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بڑوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

سلطنت عمان، مسقط

جمعرات، 17 جنوری، 2019ء

اسلام میں خواتین کے حقوق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ساری انسانیت کو ارشاد فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 1

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب (کی نافرمانی اور عذاب) سے ڈرو جس رب نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور بہت ساری خواتین کو (ساری دنیا میں) پھیلا دیا اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دے کر تم اپنے باہمی حقوق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داریوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تمہارا نگہبان ہے۔

اللہ رب العزت مختلف انداز میں خطاب فرماتے ہیں، کبھی اہل ایمان کو بطور خاص خطاب فرماتے ہیں اور طرز یہ اختیار فرماتے ہیں: یا ایہا الذین اٰمنوا اے ایمان والو! اور کبھی تمام انسانوں سے عمومی خطاب فرماتے ہیں اور انداز یہ اختیار فرماتے ہیں: یا ایہا الناس اے لوگو!

خداخوفی مقدم ہے:

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت عمومی خطاب فرمارہے ہیں کہ

اے لوگو! اپنے رب کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے ڈرو۔ آنے والی چند آیات میں چونکہ خواتین کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر تفصیلی طور پر آ رہا ہے اس لیے شروع میں خداخوفی کی تلقین کی گئی ہے تاکہ عمل کرنے میں دشواری نہ ہو۔

خاندانی نظام میں عورت کا کردار:

کسی بھی معاشرے میں اس وقت تک استحکام نہیں آسکتا جب تک اس کا خاندانی نظام درست نہ ہو، اور خاندان کی تربیت میں عورت کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ بطور خاص ماں ہونے کے ناطے اولاد کی پرورش، اخلاقی و تعلیمی تربیت اور اچھی تہذیب اسی کے دم قدم سے ہوتی ہے۔

سورۃ کا نام... النساء:

اس لیے قرآن کریم میں خواتین کے لیے تفصیلی احکام نازل فرمائے بلکہ مستقل طور پر ایک سورۃ کا نام "نساء" رکھا گیا، جس کے اندر زمانہ جاہلیت میں خواتین کے ساتھ معاشرتی جبری تشدد کی نشان دہی کر کے ان کے خاتمے کی ہدایات دی ہیں اور ساتھ ساتھ حقوق نسواں کے بارے احکامات ذکر کیے گئے ہیں۔

قبل از اسلام عورت کی حیثیت:

اسلام سے پہلے عورت کی زندگی اجیرن تھی، اُس دور میں عورت کا وجود محض ایک کھلونے کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ عورت معاشرے میں نہ صرف یہ کہ مظلوم تھی بل کہ سماجی و معاشرتی عزت و توقیر اور ادب و احترام سے بھی محروم تھی۔

یونانی تہذیب میں عورت کی حیثیت:

یونان جیسی تہذیب جو خود کو روشن خیال اور ترقی یافتہ کہتی تھی، عورت کو ثانوی حیثیت دینے کے لیے بھی تیار نہ تھی یہی وجہ تھی کہ یونانی فلاسفروں نے عورت

کو ''شجرہ مسمومہ ''یعنی ایک زہر آلود درخت قرار دے کر عام خیال میں مرد سے کئی گنا زیادہ معیوب، بدکردار، آوارہ اور ترش و تلخ گو باور کیا۔

رومی تہذیب میں عورت کی حیثیت:

رومی تہذیب نے عورت کا کیا مقام بتایا ہے تاریخ کے جھرونکوں میں آج بھی دھندلے سے الفاظ چیخ چیخ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ''عورت کے لیے کوئی روح نہیں بل کہ یہ عذابوں کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔''

ہندی تہذیب میں عورت کی حیثیت:

ہندی ویدوں کے احکام کے مطابق: ''عورت مذہبی کتاب کو چھو بھی نہیں سکتی اور اگر کوئی عورت کسی متبرک بت کو چُھولے تو اس بت کی الوہیت اور تقدس تباہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس کو پھینک دینا چاہیے۔''

جب اسلام آیا:

لیکن جب اسلام آیا اور ہدایت کا نیّر تاباں جلوہ فگن ہوا، قرآن کا آفتاب عالم تاب چمکا تو یونانی تہذیب سے لے کر نصرانی ثقافت تک تمام کلچر اور تمام تہذیبیں پاش پاش ہو گئیں، سارے تمدن دھڑام سے نیچے آ گرے۔ اسلام ساری انسانیت کے لیے احترام کا دستور لایا، اسلام نے عورت کو وہ مقام بخشا کہ جس کی مثال کسی اور مذہب اور کسی دین میں نہیں ملتی۔ توقیر عورت کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے۔

اسلامی تہذیب میں عورت کی حیثیت:

اسلام نے عورت کو بے جا غلامی، ذلت اور ہتک آمیز رویوں سے نجات دلائی۔ اسلام صنف نازک کے لیے نوید صبح مسرت بن کر آیا اور عورت کے لیے احترام کا پیام بر ثابت ہوا، اب اگر یہی عورت ماں بن جائے تو اس کے قدموں میں

جنت کو لا کر بسا دیا، بیٹی ہو تو نعمت عظمیٰ، اگر رشتہ بہن کا ہو تو احترام کا پیکر اور اہلیہ ہو تو اس کو خوشگوار گھریلو زندگی کا ضامن قرار دیا۔ اسلام عورت کو حقوق کے تحفظ کے ساتھ پر امن، خوش گوار، پر سکون، راحت بخش اور اطمینان والی زندگی گزارنے کی ضمانت فراہم کرتا ہے جن کی بہ دولت اس کی عزت و آبرو، عفت و حیا اور پاک دامنی محفوظ رہتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی عملی تعلیم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے سماجی، تمدنی، معاشی، تعلیمی اور سب سے بڑھ کر انسانی حقوق کو اپنے عملی رویوں سے ایسا واضح کیا ہے کہ تا صبح قیامت وہ ہدایت کے چراغ بن کر راہنمائی کرتے رہیں گے۔

زندگی کا حق:

اسلام سے پہلے عرب کے بعض قبائل بچیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا حصہ بچیوں کو نصیب ہوا اور انہیں زندہ رہنے کا حق ملا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا- قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ- أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔

سنن ابی داؤد، باب فضل من عال یتامی، الرقم:5148

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی لڑکی پیدا ہو وہ نہ تو اسے زندہ دفن نہ کرے اور نہ ہی اس کے ساتھ برا سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

پرورش کا حق:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ، وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

سنن ابی داؤد، باب فضل من عال فی یتامیٰ، الرقم: 5147

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں (اخلاقی و معاشرتی) ادب سکھلایا، ان کی (اچھی جگہ) شادی کی اور (بعد میں) ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

تعلیم کا حق:

جب سے اللہ تعالی نے انسانیت کو وجود بخشا اسی وقت سے مرد و عورت لازم و ملزوم کی حیثیت سے برابر چلے آرہے ہیں۔ مرد کو اللہ تعالی نے خارجی امور کا ذمہ دار قرار دیا اور عورت کو امور خانہ داری کے فرائض سونپے۔ مرد گھر سے باہر کے تمام معاملات کا نگہبان ہے اور عورت کو گھر کے اندر کے سارے امور تفویض ہوئے ہیں۔ چونکہ مرد و زن دونوں ہی معاشرے میں اپنی اپنی الگ الگ حیثیت کے حامل ہیں اس لیے دونوں کو آفاقی و سماوی ہدایات و احکامات کا مکلف بنایا گیا ہے۔ احکام اسلامیہ پر عمل دونوں کے لیے ضروری ہے۔ اب دوسری طرف یہ بات اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ عمل کا مدار علم پر ہے۔ علم صحیح ہوگا تو عمل بھی درست ہوگا اور اگر علم صحیح نہ ہوا تو عمل بیکار ہوگا۔ اس تناظر میں جیسے مرد کی تعلیم اس کی ضرورت ہے ایسے ہی خاتون کی تعلیم بھی اس کی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ اگر مرد تعلیم کے حصول کے بغیر زندگی گزارے گا تو معاشرے کے لیے وبال جان اور سراسر خسارے اٹھانے والا ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت تعلیم حاصل نہیں کرے گی تو زمانے پر بوجھ بنے گی۔ معلوم ہوا کہ مرد کی طرح

عورت کی تعلیم بھی ناگزیر ہے۔ یہاں تک تو سب اس پر متفق ہیں، اس سے آگے جھگڑا شروع ہوتا ہے۔ اسلام کے نظامِ تعلیم میں عورت کی محض تعلیم ہی نہیں بلکہ اس کے حیاء، تقدس اور عزت و شرافت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ تعلیم تو بہر حال حاصل کرے ہی لیکن اسلام کے مقرر کردہ دائرے کے اندر رہتے ہوئے، ایسی تعلیم جس سے اس کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں خواتین کی تعلیم کے بارے باب قائم کیا ہے: **باب عظة الامام النساء وتعليمهن**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم و تربیت سے نوازتے ویسے ہی صحابیات کے درمیان بھی تعلیم و موعظت فرمایا کرتے تھے۔

حصول تعلیم کی شرعی حدود کی پاسداری:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور منہج کو دیکھتے ہوئے شارحین حدیث یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلام میں خواتین کی تعلیم ضروری ہے لیکن حصولِ تعلیم کے وقت اس بات کا بخوبی جائزہ لینا چاہیے کہ جو امور اسے زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں انہی امور کی تعلیم سے آراستہ کرنا چاہیے۔ یعنی لکھنا پڑھنا، عقائد و اعمال کی اصلاح، تہذیب و شائستگی، وہ علوم جن پر دنیوی و اخروی فلاح و کامیابی منحصر ہے، تربیت اولاد، اطاعت زوج اور حقوق العباد وغیرہ۔ اس حد تک تو اسلام کے نظام تعلیم میں خواتین کے حصول علم کی اجازت اور ضرورت ثابت ہے بچیوں کو اپنی عزت و آبرو، حیا و وقار اور شرافت کی حدود میں رہ کر تعلیم حاصل کرنی چاہیے تاکہ اس کی عفت، پاکدامنی، اسلامی تمدن و تہذیب پامال نہ ہونے پائے۔

تربیتی حق:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے مردوں کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے اسی طرح خواتین کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے۔ تربیت کے حوالے سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے جہاں متعدد احادیث میں خواتین کو زندگی گزارنے کی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں وہیں پر بطور خاص ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کے پیش نظر ان سے چند اہم امور پر بیعت بھی لی ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

سورۃ الممتحنۃ، رقم الآیۃ:12

ترجمہ: اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی خواتین ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے گھڑ لیا ہو اور نہ ہی کسی اچھے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو آپ انہیں بیعت کر لیا کریں اور ان کے حق میں اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کریں، یقیناً اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور بے حد مہربان ہے۔

مسئلہ: آج بھی عورتیں باپردہ ہو کر کسی متبع سنت شیخ سے بیعت ہو سکتی ہیں۔

معاشی حقوق:

مضبوط معیشت اچھی معاشرت کا سنگ میل ہوتی ہے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی اچھی معیشت کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ عورت کے حیاء و تقدس اور عفت و وقار کا اسلام اس قدر خیال کرتا ہے کہ اس کے کندھوں پر کمانے کے بوجھ نہیں لادتا بلکہ اس کا نان و نفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ لگاتا ہے۔ اسلام سے پہلے اور اسلام کے علاوہ کسی دین میں عورت کو اس قدر عزت نہیں بخشی گئی

جتنی اسلام نے اسے دی ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ، بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر کے ذمہ اور اگر ماں ہے تو اولاد کے ذمہ۔ شادی بیاہ ہو تو حق مہر کی صورت میں، مورث فوت ہو جائے تو میراث کی صورت میں اسلام عورت کو معاشی طور پر خود کفیل بناتا ہے اور خود مختار بناتا ہے اور ہر ہر موقع پر ان کے حسنِ سلوک کا سبق دیتا ہے۔

آزادی نسواں کا دلفریب نعرہ:

آزادی نسواں کے دلفریب نعرے کی آڑ میں مغرب اور مغربی نظام نے عورت کو روزی کمانے میں لگا کر اسے تمام فطری اور اخلاقی قیود سے آزاد کر دیا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ تباہی کے دہانے پر جا کھڑا ہوا ہے۔

تمدنی حقوق:

انسانی زندگی میں مرد اور عورت باہم لازم ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس بارے بھی عورت کو خود مختاری فراہم کرتی ہے۔ عورت کو نکاح کے معاملے میں آزای دی ہے، سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد وہ اپنے نکاح کا فیصلہ خود کر سکتی ہے۔

خلع کا حق:

مزید یہ کہ نکاح کے بعد باہمی معاملات سنگینی کی طرف جانے لگیں تو فسخ نکاح کے لیے خلع کا حق بھی اسلام نے عورت کو دیا ہے لیکن ایسی آزاد آزادی کی آگ میں بھی نہیں جھونکا کہ وہ خاندانی طور پر محرومی کا شکار ہو یا فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے ایسے وقت میں اسلام اولیاء کو نکاح کے معاملے میں دخل اندازی کی اجازت دیتا ہے تاکہ عورت کا مستقبل برباد ہونے سے بچ جائے۔ یہ سراسر شفقت ہے جسے مسلم

معاشرے کی بعض مغربی اقدار سے متاثرہ بچیاں اپنے اوپر ظلم سمجھتی ہیں۔

اظہار رائے کا حق:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ خواتین کے مہنگے حق مہر کے بارے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تو ایک عورت نے کہا: اے عمر! آپ ہمارے مہروں کو کس طرح کم کرسکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سونے کے ڈھیر تک مہر لینے کا حق دیا ہے۔ اور قرآن کریم سورۃ النساء کی آیت نمبر 20 بھی تلاوت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر بہت خوش ہوئے اور خواتین کے اظہار رائے کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا: مدینہ کی خواتین عمر سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتی ہیں۔

ہر گھر میں عورت کے چار روپ نظر آتے ہیں۔ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی۔ چاروں کے بارے ایک ایک حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں۔

ماں کا مقام:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ۔

صحیح البخاری، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، الرقم: 5971

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کی والدہ اس نے عرض کی کہ پھر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسری بار) فرمایا: آپ کی والدہ۔ اس نے عرض کی پھر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تیسری بار بھی یہی) فرمایا: آپ کی والدہ۔ سائل نے جب چوتھی بار سوال دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کے آپ کے والد۔

بہن کا مقام:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، الرقم:1916

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا پھر دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اس نے ان کی اچھی تربیت کی ہو اور ان کی حق تلفی کے بارے اللہ سے ڈرتا رہے تو اس کے لیے جنت ہے۔

بیوی کا مقام:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔

جامع الترمذی، باب فضل ازواج النبی، الرقم:3830

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور میں تم میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہو۔

بیٹی کا مقام:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، الرقم:1913

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو کچھ بیٹیوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا گیا اس نے اس پر صبر کیا تو وہ بیٹیاں قیامت کے دن جہنم سے ڈھال بن جائیں گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مسجد الکوثر الخوض، مسقط، سلطنت عمان

24 جنوری، جمعرات، 2019ء

اسلام میں نوجوانوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے تین مراحل ذکر فرمائے ہیں:

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّشَیۡبَةً ‌ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ ۔

سورۃ الروم، رقم الآیۃ: 54

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری پیدائش کی ابتداء کمزوری سے کی، پھر کمزوری کے بعد طاقت (جوانی) عطا فرمائی، پھر طاقت کے بعد (دوبارہ) کمزوری اور بڑھاپا طاری کر دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی وہ ذات ہے جس کا علم اور قدرت (دونوں) کامل ہیں۔

جوانی؛ اعتدال کا استعارہ:

انسان کی زندگی جن تین حصوں میں تقسیم ہے ان میں جوانی کا زمانہ درمیان میں آتا ہے جس سے اعتدال کا اشارہ ملتا ہے کیونکہ بچپن میں شعور نہیں ہوتا اور بڑھاپے میں قوت نہیں ہوتی جبکہ جوانی ان دونوں وصفوں کا حسین امتزاج ہوتی ہے، شعور اور قوت مل کر ہی علم و عمل کی راہیں ہموار کرتی ہیں۔

جسم اور شعور کی پختگی:

قرآن کریم نے نوجوانوں کے لیے ایسے لفظ کا انتخاب فرمایا ہے جس میں

عقل و شعور کی پختگی کے ساتھ جسم و جان کی مضبوطی کا معنیٰ بھی پایا جاتا ہے۔

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 6

ترجمہ: اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اس کے بعد اگر تم یہ محسوس کرو کہ ان میں عقل و شعور کی پختگی آچکی ہے تو ان کے مال انہی کے حوالے کر دو۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ میں نوجوانی کو نکاح کی عمر اور عقل و شعور کی پختگی کا زمانہ کہا گیا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 152

ترجمہ: اور یتیم جب تک جوانی کی عمر کو نہ پہنچ جائیں اس وقت تک ان کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ۔

سورۃ الحج، رقم الآیۃ: 5

ترجمہ: تمہیں ایک بچے کی شکل میں باہر لاتے ہیں اس کے بعد (تمہیں پالتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کی عمر کو پہنچ جاؤ۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ۔

سورۃ الاحقاف، رقم الآیۃ: 15

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ اپنی بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچ گیا۔

فائدہ: ان آیات میں جوانی کو (جسم اور شعور کی) پختگی کا زمانہ کہا گیا ہے۔

جوانی کا زمانہ چونکہ ہر اعتبار سے اپنے اندر پختگی اور اعتدال رکھتا ہے جس

سے نوجوانوں کو اس بات کی تعلیم ملتی ہے کہ وہ عقائد و نظریات میں پختگی جبکہ اعمال و معاملات میں اعتدال سے کام لیں۔

قوم وملت کا سرمایہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا بڑا حصہ نوجوانوں کے نصیب میں آیا ہے کیونکہ ہر قوم کا سرمایہ نوجوان ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے حکم کے مطابق دین اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو جوان طبقے کو اس طرف بلایا اور نوجوانوں کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس پر لبیک کہا۔

چند نوجوان صحابہ:

یوں تو تاریخ اسلامی میں بکثرت نام ایسے ملتے ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ شباب میں اسلام قبول کیا جن میں چند ایک ذکر کیے جاتے ہیں۔

1: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے سولہ سال کی خدمت میں اسلام قبول فرمایا، ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک وفادار دوست ہوتا ہے اور میرا وفادار دوست زبیر ہے۔

2: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، غزوہ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب دفاع کیا۔ جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو "طلحۃ الخیر" کے لقب سے نوازا۔

3: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا، تیر اندازی کے خوب ماہر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے سعد! دشمن پر تیر برساؤ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

4: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا امیر بنایا تو ان کی عمر سترہ سال تھی جس پر منافقین نے طوفان بد تمیزی پیدا کیا۔

:5 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پچیس سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا، جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا جنت میں ایک ساتھی ہو گا اور میرا جنت کا ساتھی عثمان ہو گا۔

:6 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھبیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، یہ ایسے نوجوان تھے جن کا نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! اسلام کی شان و شوکت کے لیے عمر کو اسلام کی دولت نصیب فرما۔

:7 حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا۔

:8 حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بتیس سال کی عمر میں قبول اسلام کے شرف سے مالا مال ہوئے۔

:9 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اڑتیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، آپ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز ایسی اللہ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابو بکر کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔

قیامت میں جوانی کا سوال:

جوانی ... اتنا قیمتی زمانہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے "غنیمت" قرار دیا ہے، گناہوں سے حفاظت کی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، قیامت کے دن اس زمانے کی اہمیت کی وجہ سے اس کا سوال ہو گا کہ اسے کیسے خرچ کیا؟ اور جو بندہ اس زمانے میں اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ کریم قیامت والے سخت دن میں اسے "سایۂ رحمت" نصیب فرمائیں گے۔

جوانی کو غنیمت جانیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔

مستدرک علی الصحیحین، الرقم: 7846

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! نوجوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو فقر و تنگدستی سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

فائدہ: جوانی مستانی اور جوانی دیوانی کا نعرہ لگانے والے نوجوان حدیث مبارک میں غور فرمائیں کہ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جاننا کس لحاظ سے ہے؟ آیا موج مستی، فضول، ناجائز، واہیات اور حرام کاموں میں جوانی کو برباد کرنا اور آخرت میں عذاب سے دوچار ہونا یا پھر اس زمانے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر کے اللہ کے انعام کا مستحق ہونا۔

جوانی کو گناہوں سے بچائیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

صحیح البخاری، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، الرقم: 5066

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ

حضرت عبد اللہ کے پاس ہوا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نوجوانوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور شادی کر لے، اس سے بد نظری (جیسے کبیرہ گناہ) سے حفاظت ہوتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص شادی کی قدرت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کے لیے ڈھال کا کام دیتے ہیں۔

فائدہ: انسان جب جوان ہوتا ہے تو اس میں شہوت پیدا ہوتی ہے اگر اس کو جائز طریقے سے پورا نہ کیا جائے تو پھر بد نظری، حرام تعلقات، جنسی گناہ، لواطت اور زنا وجود میں آتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عزت و آبرو، حیا و تقدس، پاکدامنی و شرافت اور خاندانی نظام کی چولہیں ہل جاتی ہیں۔ ان گناہوں کا زیادہ تر تعلق چونکہ جوانی کے زمانے کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں انسانی فطرت کے صحیح استعمال کا حکم دیا ہے۔

قیامت میں سوال:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ عِنْدِ رَبِّہِ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِہِ فِیمَ أَفْنَاہُ وَعَنْ شَبَابِہِ فِیمَ أَبْلَاہُ وَمَالِہِ مِنْ أَیْنَ اکْتَسَبَہُ وَفِیمَ أَنْفَقَہُ وَمَاذَا عَمِلَ فِیمَا عَلِمَ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص، الرقم:2340

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کوئی بندہ اس وقت تک اپنا پاؤں نہیں اٹھا سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے سوال نہ کر لیا جائے، اس کی عمر کے بارے

میں کہ کہاں خرچ کی؟ اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور علم کے بارے میں کہ اس پر کتنی حد تک عمل کیا؟

فائدہ: قیامت کے دن بطور خاص جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر جوانی کو گناہوں کے بجائے نیکیوں میں خرچ کیا ہوگا اور جوانی میں خوب اللہ کی عبادت کی ہوگی تو اللہ رب العزت ایسے نوجوان کو قیامت والے دن جب ہر طرف گرمی اور تپش ہوگی ایسے وقت میں سایہ نصیب فرمائیں گے۔

عرش الٰہی کا سایہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

صحیح البخاری، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، الرقم: 660

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اُس (قیامت کے) دن (اپنی طرف سے) سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران، ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں ہی لگا رہتا ہو، وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، اسی کی خاطر ملیں اور اسی کی خاطر جدا ہوں، وہ آدمی جسے کوئی بڑے خاندان والی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے مگر وہ اس سے کہے کہ میں

اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ آدمی جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی اس کے صدقے کا علم نہیں ہوتا۔ (یعنی چھپا کر دے) اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں۔

فائدہ: ہمیں کبھی تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچنا چاہیے اور بار بار سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن کی ہولناکی کس قدر ہوگی، اللہ کا جلال، غیظ و غضب اور غصہ ہوگا، تپش، گرمی کی شدت اور ساری انسانیت کے سامنے ذلت و رسوائی۔ اللہ معاف فرمائے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو سایہ عطا فرمائیں گے جس نے اپنی جوانی کو اللہ کی عبادت میں گزارا ہوگا۔

قابل رشک سچا نوجوان:

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَبَّ الۡخَلَائِقِ إِلَی اللّٰہِ شَابٌّ حَدَثُ السِّنِّ جَمِیلٌ فِي صُورَةٍ حَسَنَةٍ جَعَلَ شَبَابَهُ وَجَمَالَهُ فِي عِبَادَةِ اللّٰہِ فَذَاكَ الَّذِی یُبَاهِي بِهِ الرَّحۡمَنُ مَلَائِكَتَهُ یَقُوۡلُ: هَذَا عَبۡدِی حَقًّا۔

الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین، باب فضل عبادۃ الشاب

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام مخلوق میں اللہ کے ہاں سب سے محبوب وہ نوجوان ہے جو صورت کے اعتبار سے بھی خوب صورت ہو۔ اپنی جوانی اور خوب صورتی کو اللہ کی عبادت میں خرچ کرے ایسے نوجوان پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور انہیں فرماتے ہیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔

فرشتہ سیرت نوجوان:

عَنۡ یَزِیۡدَ بۡنِ مَیۡسَرَةَ رَحِمَهُ اللہُ قَالَ: إِنَّ اللّٰہَ تَعَالَی یَقُوۡلُ: أَیُّهَا الشَّابُّ

التَّارِكُ شَهْوَتَهُ لِي الْمُبْتَذِلُ شَبَابَهُ مِنْ أَجْلِي، أَنْتَ عِنْدِي كَبَعْضِ مَلَائِكَتِي.

کتاب الزھد لابن مبارک، باب فخر الارض بعضھا علی بعض، نمبر 346

ترجمہ: یزید بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے وہ نوجوان! جو مجھے راضی کرنے کے لیے شہوت کو چھوڑتے ہو، اپنی جوانی کو میری اطاعت میں خرچ کرتے ہو۔ میرے ہاں تیرا مقام ایسا ہے جیسے میرے بعض فرشتوں کا۔

محمد بن قاسم اور محمد الفاتح:

جب ہم تاریخ اسلام میں مسلم نوجوان کے کارنامے دیکھتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم الثقفی رحمہ اللہ نے جب سندھ کو فتح کیا اور یہاں اسلام کی بہاریں لائے اس وقت وہ اسلامی لشکر کے کمانڈر تھے اور ان کی عمر سترہ سال تھی۔ اسی طرح محمد الفاتح رحمہ اللہ نے جب قسطنطنیہ (ترکی) کو فتح کرنے کے لیے فکر مند ہوئے اس وقت ان کی عمر انیس سال تھی اور اپنے والد کے بعد جب وہ والی بنائے گئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اس وقت ان کی عمر تیئس سال تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 31 جنوری، 2019ء

اسلام میں بچوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رحمت عطا فرمائی اس کا حصہ بچوں نے بھی پایا بلکہ ”چھوٹے“ ہونے کے باوجود ”بڑا“ حصہ پایا۔ اگرچہ موضوع طویل ہے لیکن انتہائی اختصار و جامعیت سے چند باتیں لکھی جا رہی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ بچوں کے بارے میں قرآن و سنت سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

روزی دینا اللہ کے ذمہ ہے:

اسلام نے کبھی بھی بھوک و افلاس کے خوف سے بچوں کی پیدائش پر سختی نہیں کی، بلکہ قرآن کریم میں ایسا کرنے والوں کی پرزور طریقے سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور انسان کو تسلی دی ہے کہ ان کے روزی کے اسباب ضرور اپنائے لیکن روزی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے ان کی اور ہماری روزی کا ذمہ خود لیا ہے۔ اور اللہ رب العزت جس بات کو احساناً اپنے ذمہ لے لیں تو اس میں پریشان اور مایوس نہیں ہونا چاہیے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ: 31

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے مار مت ڈالو ہم انہیں بھی اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ یقیناً ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: اس لیے فکر مند ہونا بچوں کی پیدائش سے آبادی بڑھ گئی تو ہم ان کو کھلائیں گے اور پلائیں گے کہاں سے؟ لہٰذا اسے قابو کیا جائے! یہ فکر اسلامی تعلیمات سے میل نہیں کھاتی۔

بچوں کی فطرت کا اسلامی ہونا:

بچوں کی پیدائش کے بعد اب ان کی مذہبی تربیت کرنا بنیادی حقوق میں سے ہے اور بچے اس کو جلد قبول کرتے ہیں بشرطیکہ انہیں تربیت کا ماحول دیا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی پیدائش فطرت کے مطابق ہوئی ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ۔

صحیح البخاری، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، الرقم:1385

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی (وغیرہ) بنا دیتے ہیں۔

فائدہ: بچوں کی فطرت اور جبلت میں اسلام موجود ہوتا ہے اگر ان کو اسلامی احکامات و آداب سے روشناس کرایا جائے تو وہ اسے جلد قبول کر لیتے ہیں۔

کان میں اذان و اقامت کہنا:

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ، فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى، لَمْ يَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ۔

عمل الیوم واللیلۃ، باب مایعمل بالولد اذا ولد، الرقم:623

ترجمہ: نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں کلمات اذان اور بائیں کان میں کلمات اقامت کہے اس کی وجہ سے ام الصبیان (یہ ایک بیماری کا نام ہے جس میں بچہ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے) نہیں لگے گی۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ۔

جامع الترمذی، باب الاذان فی اذن المولود، الرقم: 1436

ترجمہ: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی تو آپ نے حسن کے کان میں نماز والی آذان دی۔

گھٹی دینا:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ۔

صحیح مسلم، باب صب الماء علی البول اذا اصاب الثوب، الرقم: 588

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھوٹے بچوں کو لایا جاتا آپ ان کو برکت کی دعا دیتے اور انہیں گھٹی دیتے تھے۔

پیدائش کے ساتویں دن:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضْعِ الْأَذَى عَنْهُ وَالْعَقِّ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی تعجیل اسم المولود، الرقم: 2758

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بچے کی پیدائش کے) ساتویں دن اس بچے کا نام رکھنے، اس سے تکلیف دہ چیزوں (بال، ناخن، ختنے کی چمڑی وغیرہ) کو دور کرنے اور عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اچھا نام رکھنا:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ۔

سنن ابی داؤد باب فی تغییر الاسماء، الرقم:4297

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں قیامت والے دن تمہارے اپنے اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے تم اچھے نام رکھو۔

محمد نام رکھنا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي.

صحیح مسلم، باب تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی، الرقم:5648

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام والا نام رکھو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔

نوٹ: مطلب ہے کہ تم اپنا اور اپنے بچوں کا نام محمد رکھو لیکن میری کنیت ابو القاسم جیسی کنیت ابو القاسم نہ رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اس دنیا میں زندہ تھے اس وقت تک ابو القاسم کنیت رکھنا منع تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب یہ کنیت رکھی جا سکتی ہے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

ابو القاسم کنیت رکھنا:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ أُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِي۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع، الرقم: 2770

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد اور اس کی کنیت (ابو القاسم) رکھ سکتا ہوں؟ اس بارے آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں (رکھ سکتے ہو) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ بات بطور اجازت کے ہے۔

انبیاء کرام والے نام رکھنا:

عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ۔

سنن ابی داؤد باب فی تغییر الاسماء، الرقم: 4299

ترجمہ: حضرت ابو وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبیوں والے نام رکھو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں اور ان میں زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور برے نام حرب اور مرہ ہیں۔

اللہ کے پسندیدہ نام:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ۔

جامع الترمذی، باب مایستحب من الاسماء، الرقم: 2759

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے ہاں سب سے محبوب اور پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

نوٹ: ان کے علاوہ بھی احادیث مبارکہ میں اور نام مذکور ہیں جو اچھے ہیں۔

ناپسندیدہ نام:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُسَمَّى رَافِعٌ وَبَرَكَةُ وَيَسَارٌ.

جامع الترمذی، باب مایکرہ من الاسماء، الرقم: 2761

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں بہت تاکید سے رافع، برکۃ اور یسار (جیسے) نام رکھنا سے روکتا ہوں۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی کئی نام ہیں جنہیں ناپسندیدہ کہا گیا ہے۔

نام کی تبدیلی:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةُ۔

جامع الترمذی باب ماجاء فی تغییر الاسماء، الرقم: 2764

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ نام بدل دیا تھا اور اور اس خاتون سے کہا کہ تو (تیرا نام) جمیلہ ہے۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نام تبدیل فرمائے۔

فائدہ: نام اچھا ہو، انبیاء کرام، صحابہ، صحابیات اور نیک لوگوں والا نام ہو۔ فلمی ایکٹرز، گلوکاروں اور فنکاروں کے نام پر نام رکھنا فیشن تو ضرور ہے لیکن درست نہیں۔

نام کی اپنی تاثیر ہوتی ہے اس لیے اچھے نام والے میں برکات ہوں گی اور جس کا نام اچھا نہیں ہوگا اس میں برکات بھی نہیں ہوں گی۔ اس لیے نام رکھتے وقت اپنے قریبی علماء کرام سے مشورہ کر لینا چاہیے اور ان سے پوچھ کر نام رکھنا چاہیے۔ خود نام رکھ کر اس کے معنیٰ علماء کرام سے پوچھنا نامناسب بات ہے۔

نامناسب فرمائش:

ہمارے ہاں یہ فرمائش کی جاتی ہے کہ ایسا نام بتاؤ کہ وہ نام پہلے پوری برادری میں کسی اور کا نہ ہو۔ ایسی فرمائش کرنا اور اس پر اصرار کرنا درست نہیں۔

بھاری نام:

اچھے ناموں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نام وزنی اور بھاری ہے بچہ اس کو اٹھا نہیں سکے گا۔ یا یہ نام رکھنے کی وجہ سے بچہ بیمار رہتا ہے۔ یہ سراسر غلط بات ہے اچھے نام بالخصوص انبیاء کرام اور صحابہ کرام والے ناموں میں برکت ہوتی ہے جس کی برکات بچے میں بھی منتقل ہوتی ہیں۔ ان ناموں کو وزنی کہنا غلط ہے اور ان کی وجہ سے بچوں کو بیمار بتلانا بھی انتہائی غلط بات ہے۔

سر مونڈنا اور زعفران لگانا:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ يَقُولُ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لأَحَدِنَا غُلاَمٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ اللّٰہُ بِالإِسْلاَمِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

سنن ابی داؤد، باب فی العقیقۃ، الرقم: 2845

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس بکری کے خون کو بچے کے سر پر ملتا اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا تو ہم ایک

بکری ذبح کرتے اور بچے کے سر کو مونڈاتے ہیں اور اس پر زعفران مَل دیتے ہیں۔

بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَقَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهِ ۔

جامع الترمذی، باب العقیقۃ بشاۃ، الرقم:1439

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا اور فرمایا: اے فاطمہ اس کے سر کو مونڈو اور اس کے بالوں کی مقدار کے برابر چاندی صدقہ کرو۔

دودھ پلانا:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:233

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں یہ (دودھ پلانے والا حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔

جب بولنا شروع کرے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: افْتَحُوا عَلَى صِبْيَانِكُمْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:8282

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچوں کو سب سے پہلے کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) سکھلاؤ۔

کھانے کے آداب:

عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا غُلَامُ سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ۔

صحیح البخاری، باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین، الرقم: 5376

ترجمہ: حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن ابی سلمہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت تھا (ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا) اور میرا ہاتھ سالن والے برتن میں گھوم رہا تھا (جیسا کہ عام طور پر بچوں کی عادت ہوتی ہے اپنے سامنے سے بھی کھاتے ہیں اور دوسروں کے سامنے سے بھی چیزیں اٹھا لیتے ہیں) تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بچے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

فائدہ: اس حدیث مبارک میں تین باتیں سکھائی جا رہی ہیں کہ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔

درختوں سے پھل توڑنا:

عَنْ عَمِّ أَبِي رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَرْمِي نَخْلاً لِلأَنْصَارِ وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتَوْا بِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا غُلَامُ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟ قُلْتُ: آكُلُ قَالَ: فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ مِمَّا يَسْقُطُ فِي أَسَافِلِهَا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ: اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ.

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 4459

ترجمہ: ابو رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ کے چچا سے مروی ہے کہ جب میں بچہ تھا ان دنوں میں انصار کی کھجور توڑ رہا تھا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے بچے! تم (بغیر اجازت) کیوں کھجور توڑ رہے

تھے؟ تو میں نے کہا کہ اپنے کھانے کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (کسی کی کھجور) مت توڑو۔ ہاں جو نیچے گری ہوئی ہیں ان کو کھالو۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے یہ دعا دی: اے اللہ اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔

نماز کی عادت اور حکم:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.

سنن ابی داؤد، متی یومر الغلام بالصلاۃ، الرقم:495

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اولاد سات سال کی ہو جائے تو ان کو نماز پڑھنے کا کہو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں (پھر بھی نماز نہ پڑھیں) تو ان کو مارو اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔

چند بنیادی عقائد:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظْ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظْ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلْ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتْ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ.

جامع الترمذی، باب منہ، الرقم:2440

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے بچے! میں تجھے چند باتیں سکھلاتا ہوں: اللہ کے دین کے احکام کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کے احکام کی حفاظت کر تو اسے اپنا مددگار پائے گا جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب تجھے مدد کی ضرورت ہو تو اللہ سے مانگ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ اگر سارے لوگ مل کر تجھے نفع دینا چاہیں تو وہ تجھے نہیں دے سکتے جتنا اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ اکٹھے ہو جائیں اور تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر جتنا اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، تقدیر لکھنی والی قلموں کو اٹھا لیا گیا اور صحائف خشک ہو چکے ہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بچوں کو شروع ہی سے صحیح عقائد و اعمال کی تعلیم دینی چاہیے اور حسن معاشرت بھی سکھلانی چاہیے۔

نرمی کرنے کا حکم:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔

صحیح البخاری، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، الرقم: 5997

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی کو بوسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے تو وہ یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

تادیبی مار پیٹ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ لَهُمْ أَدَبٌ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 10671

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر میں کوڑا اس طرح لٹکاؤ کہ گھر والے اسے دیکھتے رہیں یہ ان کو ادب سکھلانے کے لیے ہے (کہ سرزنش بھی ہو سکتی ہے)

اولاد میں برابری:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ۔

صحیح البخاری، باب الھبۃ للولد

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ چیزیں دینے میں اپنی اولاد میں برابری کا معاملہ کرو۔

بددعا نہ دیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى خَدَمِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَاعَةَ نَيْلٍ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ۔

سنن ابی داؤد، باب النھی عن ان یدعو الانسان علی اھلہ، الرقم: 1534

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ پر بددعا نہ کرو، نہ اپنی اولاد کو بددعا دو اور نہ ہی اپنے خدمت کرنے والوں کو بددعا دو اور نہ اپنے مالوں پر بددعا کرو بعض اوقات اللہ کی

طرف سے قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے تو وہ بد دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔

فائدہ: بعض لوگ جن میں اکثریت خواتین کی ہوتی ہے بات بات پر بچوں کو بد دعائیں دیتی ہیں۔ انہیں اس حدیث مبارک سے سبق لینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو بلکہ ہماری نسلوں کو ایک اچھا مسلمان اور ایک اچھا شہری بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 7 فروری، 2019ء

خانقاہ اور خانقاہی اعمال

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو انہی میں مبعوث فرمایا۔ نبوت کا یہ سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر مکمل اور تمام ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصدِ نبوت میں چار چیزیں بنیادی ہیں:

1: تلاوتِ آیات　　2: تزکیہ

3: تعلیمِ کتاب　　4: تعلیمِ حکمت (سنت)

انتظامی ضرورت:

عہد نبوت میں یہ کام مسجد میں کیے جاتے تھے ہاں کبھی کسی انتظامی ضرورت کے تحت یہی کام مسجد سے علیحدہ مکان میں بھی ادا کیے گئے جیسا کہ مدینہ طیبہ میں مقام صفہ پر۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جامعہ، دارالعلوم اور مدرسہ وغیرہ کی کوئی خاص اصطلاح مقرر نہیں تھی۔

بعد میں انتظامی ضرورت کے تحت تعلیم کتاب و حکمت اور تلاوت آیات کے لیے مدرسہ، مکتب، دارالعلوم اور جامعہ وغیرہ وجود میں آئے۔ ایسے ہی عہد نبوت میں "خانقاہ" کی کوئی اصطلاح مقرر نہیں تھی بلکہ یہ سارے امور مسجد ہی میں ادا کیے جاتے تھے۔ بعد میں انتظامی ضرورت کے پیش نظر تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور اخلاقیات کی عملی تربیت کے لیے "خانقاہ" وجود میں آئی۔

تزکیہ مناصب نبوت میں سے ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منجملہ فرائض میں سے تزکیہ بھی ہے یعنی امت کے قلوب میں سے غیر اللہ کی محبت اور غیر اللہ کا خوف ختم ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی محبت اور اللہ ذوالجلال کا خوف پیدا ہو، ان کے قلب و روح سے بری خصلتیں ختم ہو کر نیک اوصاف اور عمدہ اخلاق پیدا ہوں کیونکہ جب تک دل غیر اللہ اور گندے اوصاف کی آلائشوں سے پاک نہیں ہوتا اس وقت تک اس میں محبت الٰہیہ، معرفتِ خداوندی، رضائے باری عز و جل، اطاعت رسول، عقیدت نبوت اور عمدہ اوصاف و اعلیٰ اخلاق کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اب یہ ساری چیزیں جہاں ملتی ہیں اسے ”خانقاہ“ کہتے ہیں۔

خانقاہوں کا ثبوت:

حکیم الامت مجدد الملت مولانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَ یُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ۔

تفسیر بیان القرآن، سورۃ النور، رقم الآیۃ: 36

یہ آیت ذکر اللہ کے لیے بنائی گئی خانقاہوں کی فضیلت اور ذکر و مراقبہ کے جس مقصد کے لیے یہ خانقاہیں بنائی گئی ہیں ان کے پورا کرنے کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اسی آیت کے تحت تفسیر ”معارف القرآن“ میں فرماتے ہیں: روشنی مسجدوں اور خانقاہوں سے ملتی ہے جہاں صبح و شام اللہ کا ذکر ہوتا ہے... ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن پاک اور دیگر اذکار سب داخل ہیں ان گھروں سے مراد مسجدیں اور خانقاہیں مراد ہیں۔

مسجد نبوی کے دو مبارک عمل:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَقَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْمٌ يَتَذَاكَرُونَ الْفِقْهَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كِلَا الْمَجْلِسَيْنِ إِلَى خَيْرٍ۔

مسند ابی داوٗد الطیالسی، الرقم: 2365

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو وہاں کچھ لوگ اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے تھے اور کچھ لوگ دینی مسائل کا آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان دونوں طبقوں کو خوشخبری دی اور) فرمایا دونوں ہی مجلسیں اچھی ہیں۔

اصحاب صفہ کی خانقاہ اور مدرسہ:

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ”سیرۃ المصطفیٰ“ میں فرماتے ہیں: صفہ اصل میں سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہتے ہیں۔ وہ ضعفاء مسلمین فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ امراء و اغنیاء سے زیادہ شاکر و مسرور تھے جب احادیث قدسیہ اور کلمات نبویہ سننے کی غرض سے بارگاہ نبوت و رسالت میں حاضر ہوتے تو یہاں پڑے رہتے تھے، لوگ ان حضرات کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ گویا یہ اس بشیر و نذیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ”خانقاہ“ تھی جس نے باہزار رضاء ورغبت فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔

حسن بصری رحمہ اللہ کی خانقاہ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ”سیر اعلام النبلاء“ میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَيْدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ مِنَ الْمُلَازِمِيْنَ لَهُ وَكَانَ لَهُ مَجْلِسٌ خَاصٌّ فِي مَنْزِلِهِ لَا يَكَادُ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ إِلَّا فِي مَعَانِي الزُّهْدِ وَالنُّسُكِ

وَعُلُوْمِ الْبَاطِنِ فَإِنْ سَأَلَهُ إِنْسَانٌ غَيْرَهَا تَبَرَّمَ بِهِ وَقَالَ: إِنَّمَا خَلَوْنَا مَعَ إِخْوَانِنَا نَتَذَاكَرُ۔

سیر اعلام النبلاء، ترجمۃ الحسن البصری رحمہ اللہ

ترجمہ: عمرو بن عبید اور عبد الواحد بن زید یہ دونوں امام حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے والے تھے اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کے گھر میں ایک خاص مجلس ہوا کرتی تھی اس میں دنیا سے بے رغبتی، قربانی اور باطنی علوم کے بارے باتیں ارشاد فرماتے تھے اگر کوئی شخص ان باتوں کے علاوہ کوئی اور سوال کرتا تو اس پر ناگواری کا اظہار فرماتے اور یوں کہتے کہ ہم اپنے دوستوں سے مذاکرہ میں مشغول ہیں۔

لفظ خانقاہ کی ابتداء:

خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ ”طبقات صوفیاء“ میں لکھتے ہیں: دوسری صدی ہجری زمانہ تابعین میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ہم عصر شیخ ابو ہاشم رحمہ اللہ کے لیے ذکر و شغل اور تعلیم و تزکیہ و سلوک کے واسطے باقاعدہ ”خانقاہ“ کے نام سے مکان کی بنیاد رکھی گئی۔

خانقاہی اعمال:

خانقاہ میں کیا ہوتا ہے؟ صحیح عقائد اور مسنون اعمال، اصلاح نفس، روحانی بیماریوں سے چھٹکارا، ذکر اللہ کا طریقہ اور اعلیٰ اخلاق و اوصاف اپنانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ذیل میں خانقاہ میں وقت گزارنے کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

وضو:

عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ فَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ

مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً لَه۔

سنن النسائی، باب مسح الاذنین مع الراس، الرقم:102

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن صُنا بحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اس میں کلی کرتا ہے تو اس کے منہ (سے ہونے) والے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑتا ہے تو اس کے ناک کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں اس کے بعد جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں اور جب وہ دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ اور جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے بھی نکل جاتے ہیں اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور اس کا نماز ادا کرنا اس کے لیے اضافی ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ

صحیح مسلم، باب اطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء، الرقم:362

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی طرح پورا وضو کرنے کی وجہ سے قیامت والے دن تمہارے

چہرے اور ہاتھ پاؤں بہت روشن ہوں گے اس لیے جو شخص اپنی اس نورانیت کو بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھا لے۔

تہجد:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ.

جامع الترمذی، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرقم: 3472

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں چاہیے کہ رات کو قیام کرو! اس لیے کہ تم سے پہلے نیک بندوں کی عادت بھی یہی تھی، یہ تمہارا اپنے رب سے قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہ عمل تمہاری برائیوں کو مٹانے والا اور تمہیں گناہوں سے بچانے والا ہے۔

ذکر اللہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

صحیح البخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الرقم: 6407

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (ذاکر زندہ جبکہ دوسرا مردہ ہے)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مِنْ ذِكْرِ اللہِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 2296

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کام انسان کرتا ہے ان میں سے کوئی بھی عمل ذکر اللہ سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔

نوٹ: خانقاہ حنفیہ میں سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ (12) تسبیحات کا معمول ہے۔

باجماعت نماز:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔

صحیح البخاری، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، الرقم: 645

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

نماز کے بعد کے اذکار:

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ : اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: 1273

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرمالیتے تو تین بار استغفر اللہ پڑھتے اور اس کے بعد یوں دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. اے اللہ آپ ہی سلامتی والے ہیں اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی ملتی ہے آپ ہی برکت بزرگی اور عزت والے ہیں۔

عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: 1277

ترجمہ: حضرت ورّاد رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو یوں فرماتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! آپ جو چیز عطا فرمائیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز آپ روک لیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے مقابلے میں فائدہ نہیں پہنچاتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ: تَمَامَ الْمِئَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: 1291

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ اللہ اکبر کہے یہ 99 ہوگئے اور 100 کو ان کلمات کے ساتھ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ

لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مکمل کرے، اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی دعائیں منقول ہیں جو نمازوں کے بعد مانگی جاتی ہیں۔

سورۃ یٰس:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ يٰس فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ۔

سنن الدارمی، باب فی فضل یٰس، حدیث 3481

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ یٰس کو دن کے ابتداء میں تلاوت کرے تو اس کی ضروریات کو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) پورا کر دیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن کریم:

عَنْ زَيْدٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ۔

صحیح مسلم، باب فضل قراءۃ القرآن، الرقم: 1825

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم قرآن کو پڑھو اس لیے کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔

نماز اشراق:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ

لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ۔

جامع الترمذی، باب ماذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد، الرقم: 535

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وہیں اللہ کا ذکر کرنے بیٹھ گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اس کے لئے ایک مکمل حج اور عمرہ کا ثواب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ "مکمل" کا لفظ تین بار ارشاد فرمایا۔

فائدہ: اشراق کا وقت سورج طلوع ہونے کے بارہ منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔

نماز چاشت:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى۔

صحیح مسلم، باب استحباب صلوۃ الضحی، الرقم: 1704

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ ہر بار سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے، ہر بار الحمد للہ کہنا ایک صدقہ ہے، ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا ایک صدقہ ہے، ہر بار اللہ اکبر کہنا ایک صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم کرنا ایک صدقہ ہے، بری بات سے روکنا ایک صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جنہیں انسان پڑھ لیتا ہے۔

فائدہ: اس کا وقت طلوع آفتاب کے بعد شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دن کے چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد پڑھی جائے۔

وعظ و نصیحت:

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا.

سورۃ النساء، رقم الآیۃ:66

ترجمہ: اور جس بات کی انہیں نصیحت کی جارہی ہے اگر یہ لوگ اس پر عمل کر لیتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور ان میں خوب ثابت قدمی کو پیدا کر دیتا۔

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَةُ ۔

صحیح مسلم، باب بیان ان الدین النصیحۃ، الرقم:82

ترجمہ: حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔

فائدہ: قرآن و سنت میں وعظ و نصیحت کو نیکی کی طرف آنے اور برائی سے رکنے کے لیے بہت فائدہ مند قرار دیا گیا ہے اس لیے خانقاہ میں وقتاً فوقتاً بیانات ہوتے رہتے ہیں جس کی بدولت عقائد و اعمال کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اخلاقیات بہتر سے بہتر ہو جاتے ہیں۔ خانقاہ حنفیہ میں یہ سلسلہ مستقل چلتا رہتا ہے۔

صلوٰۃ التسبیح:

صلوٰۃ التسبیح بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی چار رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں پچھتر (75) بار یہ تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنی چاہیے۔ طریقہ اس حدیث میں منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ

ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ خَطَأَهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ عَشْرَ خِصَالٍ اَنْ تُّصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذَالِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً۔

سنن ابی داوٗد، باب صلوۃ التسبیح، الرقم:1299

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ اے چچا! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ، تحفہ اور ایک خبر نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس باتیں نہ بتاؤں کہ جب آپ انہیں کرلیں تو اللہ تعالی آپ کے نئے پرانے بھول کر کئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے بڑے، چھپ کر کئے یا ظاہر سب گناہ معاف فرما دیں۔ وہ دس خصلتیں (باتیں) یہ ہیں کہ آپ چار رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھیں۔ جب پہلی رکعت میں قرات سے فارغ ہوں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پڑھیں، جب رکوع کریں تو حالت رکوع میں دس بار پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں پھر سجدہ کے لئے جھک جائیں تو سجدہ میں دس مرتبہ کہیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو دس

مرتبہ کہیں پھر سجدہ کریں تو دس مرتبہ کہیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں (پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں) ہر رکعت میں یہ کل 75 بار ہو گئے، آپ چار رکعت میں ایسا ہی کریں۔ اگر ہر دن پڑھنے کی طاقت ہو تو ہر دن پڑھیں، اگر ایسا نہ کر سکیں تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھیں، ہر جمعہ کی طاقت نہ ہو تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھیں، اگر ہر مہینہ میں نہ پڑھ سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں اور اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو عمر بھر میں ایک بار ضرور پڑھیں۔

ایک دوسرا طریقہ بھی صلوۃ التسبیح کے متعلق مروی ہے۔ وہ یہ کہ ثناء پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح پندرہ بار پڑھے۔ پھر رکوع سے پہلے رکوع کی حالت میں، رکوع کے بعد، سجدہ اولیٰ میں، سجدہ کے بعد بیٹھنے کی حالت میں، پھر دوسرے سجدہ میں دس دس بار پڑھے پھر سجدہ ثانی کے بعد نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو جائے۔ باقی ترتیب وہی ہے۔

فائدہ: دونوں طریقوں میں سے جس کو اختیار کرے، اس کے مطابق پڑھ سکتا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ تسبیح ہر رکعت میں 75 بار ہونی چاہیے۔

نماز اوابین:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ لَمْ یَتَكَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ سَنَةً۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل التطوع ست رکعات، الرقم: 435

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کی تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ . . رَاَیْتُ حَبِیْبِیْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ وَقَالَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 7245

ترجمہ: میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھیں تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

فائدہ: اوابین نماز مغرب کے بعد عام طور پر چھ رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

سورۃ الواقعہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب تخصیص سور منھا بالذکر، الرقم: 2268

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جو شخص ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھ لے تو اس کو فقر و فاقہ نہیں ہو گا۔

فائدہ: چونکہ مغرب ہوتے ہی رات شروع ہو جاتی ہے اس لیے نماز مغرب کے بعد اسے پڑھ لیا جاتا ہے۔

مجلس درود پاک:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِائَةً، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللّٰهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: بَرَاءَةً مِنَ

النِّفَاقِ، وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وَأَسْكَنَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَاءِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 7235

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود رحمت بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر سو مرتبہ درود رحمت بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر لکھ دیتے ہیں کہ یہ شخص نفاق سے بھی بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر فرمائیں گے۔

فائدہ: خانقاہ حنفیہ کے ہر ماہانہ اور سالانہ اجتماع میں کئی لاکھ مرتبہ درود پاک پڑھا جاتا ہے اس عقیدے کے ساتھ کہ ہمارا یہاں سے پڑھا ہوا درود فرشتے روضہ اقدس علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام پر لے جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

محفل نعت:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُو مَنْ قَالَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی الشعر، الرقم: 4361

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسجد (نبوی) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان (رسول اللہ کے نعت خوان) کے لیے منبر رکھتے اور وہ اس پر بیٹھ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی

کرنے والوں کی مذمت میں اشعار پڑھتے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (انہیں) دعا دیتے کہ روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) آپ کی مدد فرمائیں جب تک آپ اللہ کے رسول کی مدافعت کرتے رہیں۔

فائدہ: ہر وہ محفل جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ ہو وہ بابرکت محفل ہوتی ہے۔ اس سے اہل ایمان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے خانقاہ حنفیہ میں نعت رسول بڑی محبت وعقیدت کے ساتھ پڑھی اور سنی جاتی ہے۔

سورۃ الملک:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ سُورَةً مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، الرقم:2816

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم کی ایک ایسی سورۃ ہے جس کی آیات تو تیس ہیں یہ اپنے پڑھنے والے کی شفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔

فائدہ: دیگر احادیث میں اس سورۃ کے اور بھی فضائل موجود ہیں کہ اپنے پڑھنے والے کو قبر کے عذاب سے محفوظ کرا دے گی۔ اس لیے خانقاہ حنفیہ میں اس کو باقاعدگی سے پڑھا جاتا ہے۔

توبہ و استغفار:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللهِ فَإِنِّي أَتُوبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ.

صحیح مسلم، باب فی التوبۃ، الرقم: 6958

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو کیونکہ میں بھی اللہ کے حضور دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چھوٹے بڑے گناہ سے معصوم ہیں ان کا توبہ کرنا کمال تواضع ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي.

جامع الترمذی، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار، الرقم: 3463

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! تو جب بھی مجھ سے دعا کا طالب بن کر آئے گا اور مجھ سے معافی کی امید لگائے گا تو میں تیری مغفرت کر دوں گا، خواہ تو نے کتنے ہی بڑے گناہ کیے ہوں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور پھر بھی تو مجھ سے مغفرت مانگے، میں تیری مغفرت کر دوں گا اور اس پر مجھے کسی کی کوئی پرواہ بھی نہیں۔

اصلاحی تعلق:

ہم جس ماحول میں پرورش پا رہے ہیں یہ سراسر فحاشی، عریانی اور گناہوں کا ماحول ہے ایسے ماحول میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے اور نیکیوں کی طرف بڑھنے

کے لیے قلبی تعلق کی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان پر اس نیک صحبت کے اثرات منتقل ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے خانقاہ میں تشریف لانے والے تمام شرکاء خود کو اصلاح کا طالب سمجھ کر تشریف لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ان کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

بیعت طریقت:

اسلام اور احکام اسلام پر ڈٹے رہنے، کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے کے لیے بیعت کرنا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اور بیعت طریقت میں بھی اسی بات پر بیعت کی جاتی ہے۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

سورۃ الممتحنہ، رقم الآیۃ: 12

ترجمہ: اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی خواتین آئیں آپ اُن سے اِن باتوں پر بیعت لیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں باندھیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ انہیں بیعت فرما لیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا مانگیں۔ یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ... قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً فَقَالَ « أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .. فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَدْ

بَايَعْنَاكَ فَعَلاَمَ نُبَايِعُكَ قَالَ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَتُصَلُّوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا ». وَأَسَرَّ كَلِمَةً خُفْيَةً قَالَ « وَلاَ تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا » قَالَ فَلَقَدْ كَانَ بَعْضُ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا أَنْ يُنَاوِلَهُ إِيَّاهُ

سنن ابی داؤد، باب کراہیۃ المسالۃ، الرقم:1644

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے سات، آٹھ یا نو بندے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے ؟...... ہم نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیعت کیا۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کی کن باتوں پر بیعت کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بات پر کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کروگے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤگے، پانچ نمازیں ادا کروگے، ہر شریعت کا حکم سنو اور اس پر عمل کروگے اور ایک بات پوشیدہ طور پر ذکر فرمائی اور وہ یہ تھی کہ تم لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگوگے۔

راوی حدیث حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ان بیعت کرنے والوں کا اگر کوڑا بھی گر پڑتا تو وہ بھی کسی کو نہ کہتے کہ تم اٹھادو بلکہ خود ہی اٹھاتے۔

فائدہ: اس بات پر بیعت کرنا کہ شریعت پر مضبوطی سے چلیں گے اور جن چیزوں سے شریعت نے روکا ہے وہ کام نہیں کریں گے اور اللہ رب العزت کے ذکر اور اطاعت میں پوری توجہ سے کام لیں گے یہی بیعت طریقت ہے۔

دعا و مناجات:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الدعاء، الرقم: 3295

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو اس پر اللہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

یہ دستورِ دنیا کے بالکل برعکس ہے کیونکہ دنیا والوں سے مانگو تو ناراض اور نہ مانگو تو خوش ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم اس ذات سے اپنی حاجات و ضروریات کو پورا کرنے کی دعا نہ مانگیں تو بتائیے ہم سے زیادہ بے عقل اور کون ہو گا؟ اس لیے ہمیں اپنی ضروریات کے حل کے لیے دعاء کی ضرورت کو سمجھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

سبحان اللہ! کتنا پرنور اور پرکیف منظر ہوتا ہے جب اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے دعائیں مانگی جارہی ہوتی ہیں۔

اللہ کریم اللہ والوں کی ایسی نیک مجالس میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، کراچی

جمعرات، 14 فروری، 2019ء

دینی مجالس کے آداب

اللہ تعالیٰ کے دین کی مبارک مجالس میں شرکت کرنا علم کے حصول کا سبب، عمل کے جذبے کا باعث، خیر و عافیت کا وسیلہ اور ہدایت کا ذریعہ ہوتا ہے، ان مجالس کے فوائد تبھی حاصل ہوتے ہیں جب حقوق و آداب ملحوظ رکھے جائیں۔ چند یہ ہیں:

اخلاصِ نیت:

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی، الرقم: 1

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

تحصیل علم کے لیے شریک ہوں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔

جامع الترمذی، باب فضل طلب العلم، الرقم: 2570

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو طالب علم؛ علم حاصل کرنے کے راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔

فائدہ: مجلس میں خاموشی سے آ کر بیٹھ جائیں، بلند آواز سے سلام و کلام نہ کریں۔ اکتاہٹ کا اظہار بھی نہ کریں۔ بار بار انگڑائیاں اور جمائیاں نہ لیں۔

باوضو رہیں:

وضو کی اپنی تاثیر ہوتی ہے کہ انسان کو سنی ہوئی اکثر باتیں یاد رہتی ہے، عمل کا جذبہ بڑھتا ہے اور سب سے بڑھ کر کہ بندہ شیطانی وساوس کا بہت کم شکار ہوتا ہے۔

وقت کی پابندی کریں:

کوشش کریں کہ وقت سے کچھ پہلے پہنچیں، پہلے آگے والی صفوں میں ترتیب سے جگہ بنائیں پھر درجہ بدرجہ پیچھے جگہ بناتے جائیں بصورت دیگر کندھے نہ پھلانگیں۔

راستوں پر نہ کھڑے ہوں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ

صحیح البخاری، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا، الرقم: 6229

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے (اور بلاوجہ کھڑا ہونے) سے بچو۔

صرف نیک مجالس اختیار کریں:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً۔

صحیح البخاری، باب فی العطار و بیع المسک، الرقم: 2101

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: نیک اور برے ہم نشین کی مثال کستوری بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک ضرور ہی پاؤ گے۔ یا مشک ہی خرید لو گے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پا سکو گے۔ باقی رہی لوہار کی بھٹی یا تو وہ تمہارے بدن اور کپڑوں کو جھلسا دے گی ورنہ تم اس کی بدبو تو ضرور ہی پاؤ گے۔

مجالس میں کشادگی:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا۔

سنن ابی داوٗد، باب فی سعۃ المجلس، الرقم: 4820

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بہتر مجلس وہ ہے جس میں زیادہ لوگوں کا بندوبست ہو

جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي.

سنن ابی داوٗد، باب فی التحلق، الرقم: 4825

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔

نئے آنے والے کو جگہ دیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا ...الخ

سورۃ المجادلۃ، رقم الآیۃ: 11

ترجمہ: ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجالس میں دوسروں کے لیے گنجائش پیدا کرو تو گنجائش پیدا کر دیا کرو (اس کے بدلے) اللہ تمہارے لیے وسعت پیدا کرے گا۔

گنجائش ہو تو بیٹھ جائیں:

عَنِ ابْنِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْقَوْمِ فَأُوسِعَ لَهُ فَلْيَجْلِسْ فَإِنَّمَا هِيَ كَرَامَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَكْرَمَهُ بِهَا أَخُوهُ الْمُسْلِمُ فَإِنْ لَمْ يُوَسَّعْ لَهُ فَلْيَنْظُرْ أَوْسَعَهَا مَكَانًا فَلْيَجْلِسْ فِيهِ۔

بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث، باب ماجاء فی الجلوس، الرقم: 919

ترجمہ: حضرت مصعب بن شیبہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کے پاس آئے اور اس کے بیٹھنے کے لیے گنجائش پیدا کی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے کیونکہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ملنے والی عزت ہے جو اس کے مسلمان بھائی نے اس کے لیے کی ہے اور اگر اس کے لیے گنجائش پیدا نہ ہو سکے تو کسی اور کشادہ جگہ کو دیکھے اور وہیں جا کر بیٹھ جائے۔

لوگوں کے بیچ گھس کر نہ بیٹھیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ.

سنن ابی داؤد، باب الجلوس وسط الحلقۃ، الرقم: 4826

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو (مجلس میں) لوگوں کے حلقہ میں درمیان میں جا کر بیٹھے۔

کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ۔

صحیح البخاری، باب لایقیم الرجل الرجل من مجلسہ، الرقم: 6269

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے اور خود اسی جگہ بیٹھ جائے۔

جگہ کا زیادہ حقدار کون ہے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔

سنن ابن ماجہ، باب من قام من مجلس فرجع فهو احق بہ، الرقم:3717

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر واپس آجائے تو اس جگہ کا وہی زیادہ حقدار ہو گا۔

فائدہ: اگر واپس آکر اسی جگہ دوبارہ بیٹھنا ہو تو اپنی کوئی نشانی رکھ جائیں مثلاً کوئی کپڑا وغیرہ لیکن کوئی قیمتی چیز رکھ کر نہ جائیں۔

بلا اجازت لوگوں کے درمیان نہ بیٹھیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُجْلَسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا۔

سنن ابی داوٗد، باب فی الرجل یجلس بین الرجلین، الرقم:4844

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب کے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص لوگوں کے درمیان بغیر اجازت نہ بیٹھے۔

سرگوشی نہ کریں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ۔

صحیح البخاری، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثۃ فلا باس بالمسارۃ، الرقم:6292

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت تم تین لوگ ہو تو ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ کر دو بندے آپس میں سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم (دیگر) لوگوں کے ساتھ مل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ بندہ (جس کو چھوڑ کر گفتگو کی جائے کہیں وہ) دکھی نہ ہو۔

کسی کی باہمی گفتگو پر کان نہ لگائیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ...مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

صحیح البخاری، باب من کذب فی حلمہ، الرقم: 7042

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کی باہمی گفتگو پر کان لگاتا ہو اور وہ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں یا اس طرز عمل کی وجہ سے اس سے دور بھاگتے ہوں تو اس شخص کے کان میں قیامت والے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... لَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ۔

جامع الترمذی، الرقم: 2414

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ہم مجلس کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

جب گفتگو نہ ہو رہی ہو تو ذکر اللہ کریں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ إِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً۔

سنن ابی داؤد، باب کراھیۃ ان یقوم الرجل من مجلسہ، الرقم:4214

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جاتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے کسی مردار گدھے کے پاس سے کھڑے ہوئے، اور یہ مجلس قیامت والے دن ان کے لیے حسرت کا سبب بنے گی۔

فائدہ: درسِ قرآن، درس حدیث، خطبہ جمعہ، مذاکرہ، مشورہ، تقریر و بیان یا سبق ہو رہا ہو تو اب انہی چیزوں کو توجہ سے سنیں اس وقت ذکر نہ کریں۔

چند متفرق آداب:

- اوقات اور ترتیب کی پابندی کریں۔
- اپنے سامان کی اچھی طرح حفاظت کریں۔
- سیل فون کو سائیلنٹ پر لگا دیں۔
- خدمت کا موقع ملے تو ضرور کریں۔
- مصافحہ کا وقت دیا جائے تو خاموشی اور ترتیب سے کریں۔
- اگر اس سے روک دیا جائے تو اس کی پابندی کریں۔
- کھانے وغیرہ کو ضائع ہونے سے بچائیں۔
- منتظمین سے اخراجات کا جتنا بوجھ کم کر سکتے ہیں، کم کریں۔
- دینی لٹریچر، مسواک، خوشبو اور تسبیح وغیرہ موجود ہو تو وہ خریدیں۔

اختتام مجلس کی دعا پڑھیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ۔

جامع الترمذی، باب مایقول اذا قام من المجلس، الرقم:3355

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں بے مقصد باتیں بھی ہو گئیں ہوں تو مجلس کے آخر میں یہ دعا پڑھ لے تو اس کے وہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جو اس مجلس میں سرزد ہوئے ہوں۔ (دعا یہ ہے) اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں، اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی مجالس میں بامقصد حاضری کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 21 فروری، 2019ء

افواجِ پاکستان کا کردار

اللہ تعالیٰ پاکستان اور اہلیان پاکستان کی ہر طرح سے اور ہر طرف سے حفاظت فرمائے۔ حالیہ دنوں میں بھارت کی طرف سے ہونے والی مسلح جارحیت انتہائی قابل مذمت ہے۔ ایسے وقت میں پوری قوم کی نظریں اپنے محافظین پر لگی ہوئی ہیں۔

اسلامی نظریاتی مملکت:

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے، اس کی سرحدیں بھی ایک اسلامی سلطنت کی سرحدیں ہیں اور ان کے رکھوالے در حقیقت اسلامی جغرافیائی سرحدات کے محافظ ہیں۔ یہی وہ امتیاز ہے جو افواج پاکستان کو دیگر (غیر اسلامی) ممالک کی افواج پر حاصل ہے کہ یہ ملک کے محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کے بھی سپاہی ہیں۔

قوم کے محافظ اور وفادار:

افواج پاکستان حالت امن اور حالت جنگ دونوں میں اہلیان پاکستان کا محافظ اور وفادار طبقہ ہے۔ یہی وہ طبقہ ہے جو ملک کی تعمیر و ترقی، اس کی حفاظت، قانون کی پاسداری، قدرتی مصائب میں رضاکارانہ خدمات، امن عامہ کی بحالی، تعمیراتی پروگرام میں شمولیت، طبی سہولتوں کی فراہمی، تعلیمی میدان میں عملی خدمات اور مشترکہ اسلامی ممالک کی عسکری قیادت تک تمام امور میں اپنے پیشہ وارانہ فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے۔

آئینِ پاکستان کی دفعہ 244:

پاکستان کا ہر فوجی جوان آئین کی دفعہ 244 کے تحت یہ حلف اٹھاتا ہے:

”میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی و وفادار رہوں گا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی حمایت کروں گا ...... میں قانون کے تقاضوں کے مطابق اور ان کے تحت پاکستان کی بری فوج (یا بحریہ یا فضائیہ) میں پاکستان کی خدمت ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ سرانجام دوں گا۔“

افواجِ پاکستان کا رضاکارانہ کردار:

پاکستان کا ہر شخص بلکہ گلوبلائزیشن کے اس دور میں ذرائع ابلاغ کے توسط سے دنیا بھر کے لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ جب کبھی وطن عزیز پاکستان میں قدرتی مصائب آئے ہیں: سیلاب، سمندری طوفان یا زلزلے وغیرہ تو ایسے مشکل حالات میں پاک فوج کے جوان جذبہ احترام انسانیت کے پیش نظر اپنے پاکستانی بھائیوں کی مدد کے لیے جان ہتھیلی پر لیے میدان میں آئے اور لٹے پٹے لوگوں کی آبادکاری کے لیے تمام تر وسائل کو بروئے کار لائے۔

افواجِ پاکستان کا تعمیر وطن میں حصہ:

آپ بلوچستان، گلگت، آزاد کشمیر، چترال اور ملک کے دیگر علاقوں میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ عوام کی مشکلات کو ختم کرنے کے لیے پاک فوج کے جوانوں نے شاہرات، مواصلاتی نظام اور ڈیمز تعمیر کیے ہیں۔ شاہراہ قراقرم اور شاہراہ ریشم، بلوچستان میں ولی تنگی ڈیم، کیہان ڈیم وغیرہ افواج پاکستان کی مرہون منت ہیں۔

افواجِ پاکستان کی تعلیمی سرگرمیاں:

اس کے ساتھ ساتھ فوجی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ملک میں تعلیمی اداروں

کے جال بچھائے ہیں، جن میں نیشنل ڈیفنس کالج، پاکستان ملٹری اکیڈمی، ملٹری کالج آف انجینئرنگ، کالج آف آرمی ایجوکیشن، ای ایم ای کالج، ملٹری کالج آف سگنلز، آرمڈ فورسز میڈیکل کالج اور متعدد کیڈٹ کالجز شامل ہیں۔

افواجِ پاکستان کی رفاہی خدمات:

عوام کے علاج معالجہ کے لیے جدید طبی سہولیات سے آراستہ بڑے بڑے ہسپتال قائم کیے ہیں۔ اسی طرح آرمی ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر انتظام ہاؤسنگ سکیمیں، جوتیوں اور اُون کے کارخانے اور عسکری بنک وغیرہ جیسے ترقیاتی منصوبوں کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "نیشنل لاجسٹک سیل" جیسا فوجی ادارہ ذرائع نقل و حمل میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

افواجِ پاکستان اور اسلامی ممالک:

برادر اسلامی ممالک سے عمدہ تعلقات استوار کرنے اور مشترکہ فوجی تربیتی مشقیں کرنے کی غرض سے افواج پاکستان کو بیرون ممالک بھیجا گیا جن میں سعودی عرب، کویت، لیبیا اور عرب امارات شامل ہیں۔ اسی طرح اقوام متحدہ کے تحت قیام امن کے مقاصد کے لیے افواج پاکستان کو کمبوڈیا، صومالیہ، بوسنیا اور سلوانیا جیسے ممالک میں بھیجا گیا اس مشن میں پاک فوج کے انسانی ہمدردی کے جذبے کی بدولت اقوام عالم میں پاکستانی قوم کی عزت میں اضافہ ہوا۔

افواجِ پاکستان کا جذبہ حب الوطنی:

ان سب کے باوجود افواج پاکستان جیسے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اس سے کہیں بڑھ کر اپنے وطن کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ جب کبھی دشمنانان پاکستان نے ناپاک نظروں اور برے ارادوں سے پاکستان کو دیکھا یا

اس کی طرف پیش قدمی کی ہے یا اسے کمزور اور غیر مستحکم کرنے کے لیے اس کی جغرافیائی سرحدات پر حملہ آور ہوئے تو افواج پاکستان ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور سر دھڑ کی بازی لگا کر ملک کے چپے چپے کی حفاظت کی ہے۔

افواج پاکستان کو قائد اعظم کی ہدایات:

افواج پاکستان کو اس موقع پر قائد اعظم کی وہ ہدایات بھی پیش نظر رکھنی ہوں گی جو انہوں نے مختلف مقامات پر پاک فوج کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائی تھیں۔

21 فروری 1948ء کو ملیر میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ جیت لی ہے لیکن آزادی کی حفاظت اور ملک کو زیادہ ٹھوس اور مستحکم بنیادوں پر تعمیر کرنے کی دشوار تر جنگ ابھی جاری ہے اور اگر ہمیں ایک عظیم قوم بن کر زندہ رہنا ہے تو یہ جنگ اس وقت تک لڑنی پڑے گی کہ ہم فتح سے ہمکنار ہو جائیں۔ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ وہی زندہ رہے گا جو زندہ رہنے کا سب سے زیادہ اہل ہے۔ اب آپ کو اپنی سرزمین کا محافظ بننا ہے تا کہ یہاں اسلامی جمہوریت، اسلامی سماجی انصاف اور انسانی مساوات قائم ہوں اور نشو و نما پا سکے۔ آپ کو چوکس رہنا ہے بہت ہی چوکس۔“

اکتوبر 1947ء کو لاہور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ کا خمیر فولادی قوتوں سے اٹھا ہے اور ہمت کے معاملے میں دنیا میں کسی سے پیچھے نہیں ہے آپ آخر دوسروں کی طرح کامیاب کیوں نہیں ہو سکتے خاص طور پر اپنے آباؤ و اجداد کی طرح؟ آپ کو اپنی ذات میں فقط مجاہدوں کی سی سپرٹ پیدا کرنے کی ضرورت ہے آپ ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ حیرت انگیز طور پر بلند کردار، بلند حوصلہ، شجاع اور اولوالعزم ہستیوں سے بھری پڑی ہے اپنی روایات کی رسی مضبوطی سے تھام لیجیے اور اپنی تاریخ میں شان و شوکت کے ایک باب کا اضافہ کیجیے“

11 اکتوبر 1947ء کو کراچی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ آپ میں سے اکثر کو جنگ کے زمانے میں شدید اعصابی دباؤ کی کیفیت سے سابقہ رہا ہے اور اب آپ کو کچھ سکون ہے لیکن مت بھولیے کہ ہماری جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ ہمارے لیے تو جنگ اب شروع ہوئی ہے اگر ہمیں اس میں فتح یاب ہونا ہے تو فوق الانسانی محنت سے کام کرنا ہو گا، یہ وقت ذاتی فائدوں اور ترقیوں کی فکر اور جاہ و منصب کی دوڑ کا نہیں، یہ وقت ہے تعمیری جدوجہد کا، بے لوث کام کا اور ادائے فرض کی مسلسل لگن کا۔“

23 جنوری 1948ء ایچ۔ ایم۔ پی۔ ایس دلاور کے عملے سے فرمایا:

”پاکستان حال ہی میں انجمن اقوام متحدہ کا رکن بنا ہے وہ اس ادارے کو طاقت ور بنانے اور اس کے نصب العین کے حصول میں ہاتھ بٹانے کے لیے وہ سب کچھ کرے گا جو اس کے بس میں ہے۔ ہم اقوام متحدہ کے منشور میں شامل اصولوں کی بھرپور تائید کرتے ہیں لیکن اپنے دفاع کے تقاضوں سے غافل رہنا ہمارے لیے ممکن نہیں۔ تنظیم اقوام متحدہ کتنی ہی طاقتور ہو جائے لیکن اپنے ملک کے دفاع کی اصل ذمہ داری ہمیں پر رہے گی...... یاد رکھیے! آپ میں سے ہر ایک نے ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے اہم کردار ادا کرنا ہے۔“

13 اپریل 1948ء کو پاکستان آرمرڈ کور سنٹر نوشہرہ کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”جماعت کی حمیت و عزت کا دامن کبھی نہ چھوڑیئے۔ یعنی اپنی رجمنٹ پر فخر، کور پر فخر، اپنے ملک پاکستان پر فخر اور اس کے لیے سچی لگن۔ پاکستان آپ کے بل پر قائم ہے اور آپ پر ملک کے محافظوں کی حیثیت سے پورا اعتماد رکھتا ہے۔ اس اعتماد کے لائق بنیے۔ یہ فوج آپ کے آباؤ و اجداد ہی کی دلیری اور تندہی کی بدولت پروان

چڑھی اور نیک نام ہوئی ہے ۔ عزم کیجیے کہ آپ اس کے قابل فخر فرزند بنیں گے...... مجھے اس میں قطعی شبہ نہیں کہ آپ کو کیسی ہی پر خطر ذمہ داری سونپی جائے آپ اس کے لیے ہمیشہ مستعد رہیں گے۔“

15 اپریل 1948ء کو 15 / 2 پنجاب مشین گن رجمنٹ پشاور کو نشان عطا کرتے ہوئے فرمایا:

”میں چاہتا ہوں کہ آپ ان بلند مقاصد پر پورے اتریں جن کے لیے آپ نے از سر نو اپنے آپ کو وقف کیا ہے یعنی پاکستان کی خدمت اور کمزوروں کی حفاظت و حمایت کے فریضے اور اپنے شہید ساتھیوں کی یاد تازہ رکھنے میں بھرپور حصہ لیں اور اس طرح اسلام کی عظمت وشان کو فروغ دیں۔“

14 جون 1948ء کو اسٹاف کالج کوئٹہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ اور پاکستان کی دوسری افواج پاکستانی قوم کی جان ومال اور عزت و آبرو کے محافظ ہیں دفاعی افواج؛ پاکستان کی دوسری تمام سروسوں سے زیادہ اہم ہیں اسی نسبت سے آپ کی ذمہ داری بھی بہت گراں بار ہے۔“

ہمسایہ ملک کی طرف سے جنگ کے خطرات منڈلا رہے ہیں۔ اس حوالے سے اپنے فوجی جوانوں سے چند باتیں عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہوں:

ایمان کی مضبوطی:

قرآن کریم کی متعدد آیات اور بکثرت احادیث مبارکہ میں اس بات کا حکم دیا گیا ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات وصفات پر ایمان، اس کی مدد و نصرت پر یقین ہی اسلام کے سپاہی کا طرہ امتیاز ہے۔

آیات واحادیث قتال کی تلاوت:

آیات و احادیث قتال فی سبیل اللہ کی تلاوت اور اس کے معانی و مفاہیم میں

غور و خوض کرنے سے جذبہ سرفروشی پیدا ہوتا ہے۔

عبادات کی پابندی:

میرے فوجی بھائیو! آپ نے جس میدان کا انتخاب کیا ہے یہ تو شہادت گاہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔ نامعلوم کب جان جان آفریں کے سپرد کرنی پڑے اس لیے دنیاوی غفلتوں اور دھوکے کا شکار ہونے سے اپنی حفاظت کریں اور خدائے بزرگ و برتر کی عبادات میں خود کو کھپادیں۔ بالخصوص نماز کی پابندی کی کوشش کریں، مسنون اعمال کے مطابق زندگی گزاریں اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔

فکرِ آخرت کا استحضار:

ہر مسلمان جن بنیادی عقائد اپنانے سے صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق ٹھہرتا ہے ان میں ایک عقیدہ آخرت بھی ہے۔ یوم جزا و سزا پر یقین رکھتے ہوئے اس کی تیاری کریں، اللہ کے حضور سرخرو ہونے کے لیے گناہوں والی زندگی سے دور رہا جائے۔

باہمی تنازعات سے بچیں:

جن غلطیوں سے دشمن کے دلوں سے ہیبت اور رعب ختم ہوتا ہے ان میں ایک باہمی تنازعات میں الجھنا اور آپسی بداعتمادی کا ہونا بھی ہے۔ اس لیے باہم شیر و شکر ہو کر رہنے میں اللہ کی مدد و نصرت کا وعدہ پورا ہوتا ہے۔

منفی پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہوں:

پوری پاکستانی قوم آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ ان حالات میں ملک دشمن لوگ بعض طبقوں کو آپ کے خلاف ابھارنے میں مسلسل مصروف عمل ہیں لیکن یہ قوم اپنے محافظوں اور محسنوں کو قطعاً فراموش کرنے والی نہیں۔

قوم سے گزارش:

پوری پاکستانی قوم سے گزارش کرتا ہوں کہ ان حالات میں ہم سب کو

- رجوع الی اللہ اور استغفار کی کثرت کرنی چاہیے۔
- اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہیے۔
- علاقائی، گروہی، نسلی، سیاسی اور مذہبی اختلافات سے خود کو بچانا چاہیے۔
- آنے والے ممکنہ خطرات کے بارے تدابیر اختیار کرنی چاہیے۔
- اپنی افواج اور عسکری قیادت پر بھرپور اعتماد کرنا چاہیے۔
- اپنی تمام تر صلاحیتیں وطن عزیز کے دفاع میں خرچ کرنی چاہیے۔
- سوشل میڈیا کا درست اور محتاط استعمال کرنا چاہیے۔
- منفی تبصروں اور حوصلہ شکن تجزیوں سے گریز کرنا چاہیے۔
- دعاؤں کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے۔

روزانہ آیت کریمہ (100 بار):

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

دشمن سے حفاظت کی مسنون دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

اللہ رب العزت پاکستان اور تمام اسلامی ممالک کی حفاظت فرمائے۔ آمین

بجاہ سید الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 28 فروری، 2019ء

یتیم کی کفالت

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی گزارنے کا جس طرز پر حکم دیا ہے وہ بہت جامع، آسان اور فائدہ مند ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دین اسلام عالم انسانیت کے لیے ایسا عظیم الشان دستور حیات ہے جس میں سب کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔

اسلام میں باہمی برتاؤ:

اقتدار والوں کو حکم دیا گیا کہ رعایا پر ظلم نہ کریں اور رعایا کو حکم دیا گیا کہ انتظامی معاملات میں حکمرانوں کے فیصلوں پر عمل کریں۔ دولت والوں کو حکم دیا گیا کہ غریبوں سے شفقت و نرمی کا برتاؤ کریں جبکہ غریبوں کو حکم دیا گیا کہ وہ احسان فراموش نہ بنیں۔ پورا نظام اس طرح ترتیب دیا گیا ہے جس میں جذبۂ خیر خواہی، باہمی محبت، الفت و مودت، رواداری اور احسان مندی کو بنیادی اور لازمی قرار دیا گیا ہے۔

نسل انسانی کے قیمتی گوہر:

نسل انسانی کے وہ گوہر جن سے یتیمی نے ان کے سہاروں کو چھین لیا ہو، بے آسرا ہو چکے ہوں، اسلام ان کو فوراً اپنی آغوش محبت و تربیت میں لے لیتا ہے، ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم تاکید مزید کے طور پر دیتا ہے۔ ان کی کفالت، پرورش، دیکھ بھال کا فریضہ دوسرے مسلمانوں کو سونپتا ہے ان کو دربدر کی ٹھوکروں سے نجات دلاتا ہے، زمانے کی تلخیوں سے بچانے کا حکم دیتا ہے تاکہ یہ ضائع ہونے سے بچ جائیں اور

معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں جابجا اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اور ان لوگوں کی تعریف و تحسین کی ہے جو یتامیٰ، مساکین اور اسیروں کی کفالت کرتے ہیں، ان کی روزی کا بندوبست کرتے ہیں۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی، آپ کا اسوۂ حسنہ ہمیں اس بات کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے کہ انسانیت کی خدمت قرب خداوندی اور رضاء الٰہی کے حصول کا آسان ترین ذریعہ ہے۔

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى۔

صحیح البخاری، باب فضل من یعول یتیماً، الرقم: 6005

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے اکٹھے ہوں گے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔

یتیم کو کھانے میں شریک کرنے والا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ لَهُ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم و کفالتہ، الرقم: 1840

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں جو کسی یتیم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کو یقیناً جنت میں داخل فرمائیں گے مگر یہ کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ نہ کرے۔

سب سے اچھا گھر:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَبَّ الْبُيُوتِ إِلَى اللهِ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ مُكْرَمٌ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 13434

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام گھروں میں سے سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کی عزت کا خیال رکھا جاتا ہوں۔

سب سے برا گھر:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ۔

سنن ابن ماجہ، باب حق الیتیم، الرقم: 3679

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان گھرانوں میں سے سب سے زیادہ بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم موجود ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جاتا ہو اور مسلمان گھرانوں میں سے سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے بد سلوکی کی جاتی ہو۔

یتیموں کے سروں پر ہاتھ رکھیے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ۔

مسند احمد، الرقم: 22153

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آتے ہیں اللہ کریم ہر بال کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں نیکی درج فرمادیتے ہیں۔

دل کی سختی کا علاج:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ: اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ، وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ۔

مسند احمد، الرقم: 9018

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آکر عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرا دل بہت سخت ہے۔ (نیکی کی بات کو جلد قبول نہیں کرتا اور برائی کی بات سے بے خوف ہوتا جاتا ہے) اس کا علاج تجویز فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو (دل کی سختی ختم ہو جائے گی)۔

یتیم سے نرم گفتگو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيمَ، وَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 8828

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق رسول بنا کر بھیجا اللہ قیامت کے دن ایسے شخص کو عذاب نہیں دے گا جو یتیم پر رحم کرتا ہے اور اس سے نرم گفتگو کرتا ہے۔

یتیم کی دیکھ بھال، تعلیم و تربیت اور صحیح معنوں میں پرورش کے بارے میں قرآن و حدیث میں بکثرت ترغیب موجود ہے لیکن آج کل یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ جو ظلم و ستم ہو رہا ہے ان کے حقوق کو غصب کیا جا رہا ہے۔ حق تلفی کی اس تلوار نے کئی خونی رشتوں کے تقدس کو بھی فنا کر دیا ہے۔

یتیم کا حق نہ کھائیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 10

ترجمہ: جو لوگ ناحق طریقے سے یتیموں کا مال ہڑپ کرتے ہیں درحقیقت اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں انہی لوگوں کو بہت جلد جہنم میں ڈالا جائے گا۔

آج کے مسلمان کا یتیموں کے ساتھ معاملہ انتہائی خطرناک حد تک غلط روی کا شکار ہے چچا یتیم بھتیجے کا، پڑوسی اپنے یتیم پڑوسی کا رشتہ دار اپنے یتیم رشتہ دار کے مال کو بے دھڑک کھائے جا رہا ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری تمام ادارے جہاں یتیم بچے موجود ہوتے ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھا جائے ان کے حقوق نہ مارے جائیں بلکہ ان کی مالی اور تعلیمی کفالت کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں جنتی بننے کا عزم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی حسن معاشرت اپنانے اور عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 7 مارچ، 2019ء

شکر ادا کریں

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو دو مختلف حالات سے مرکب بنایا ہے۔ خوشی اور غمی۔ اسلام دونوں حالات سے متعلق ہماری مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ اگر خوشی، سکھ اور فراوانی کی نعمت مل جائے تو ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟ اور اگر کبھی بطور آزمائش حالات ناموافق اور ناساز گار ہو جائیں، کسی تکلیف، دکھ، بیماری اور تنگی کا سامنا کرنا پڑ جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

مومن کا ہر کام خیر ہی خیر ہے:

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.

صحیح مسلم، باب المؤمن امرہ کلہ خیر، الرقم:7610

ترجمہ: حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا حال بھی بہت عجیب ہے اس کی ہر حالت میں بھلائی ہی بھلائی ہے، مزید یہ کہ مومن کے علاوہ یہ بات کسی اور دین کے ماننے والے کو نصیب نہیں اگر اسے سہولت، آسانی اور خوشی حاصل ہوتی ہے تو اللہ کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے جو اس کے لیے اجر اور فراوانیِ نعمت کے لحاظ سے خیر ہی خیر ہے اور اگر کبھی ناساز گار حالات سے واسطہ پڑ جائے تو امر الٰہی پر صابر برضا رہتا ہے جو اس کے لیے اجر اور

معیتِ خداوندی کے لحاظ سے خیر ہی خیر ہے۔

شکر آدھا ایمان ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنَسُ الْإِيمَانُ نِصْفَانِ نِصْفٌ شُكْرٌ وَنِصْفٌ صَبْرٌ۔

مسند الشھاب القضاعی، باب الایمان نصفان، الرقم: 159

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان دو چیزوں سے مل کر مکمل ہوتا ہے ایک شکر اور دوسرا صبر۔

جسے شکر کی توفیق مل جائے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أُعْطِيَ أَرْبَعًا أُعْطِيَ أَرْبَعًا وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنْ أُعْطِيَ الذِّكْرَ ذَكَرَهُ اللّٰهُ لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: {اذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ} وَمَنْ أُعْطِيَ الدُّعَاءَ أُعْطِيَ الْإِجَابَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: {ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ} وَمَنْ أُعْطِيَ الشُّكْرَ أُعْطِيَ الزِّيَادَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: {لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ} وَمَنْ أُعْطِيَ الِاسْتِغْفَارَ أُعْطِيَ الْمَغْفِرَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: {اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا}

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 7023

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو چار چیزوں کی توفیق نصیب ہو جائے اسے چار نعمتیں عطا کر دی جاتی ہیں۔

1: جسے ذکر اللہ کی توفیق مل جائے اسے یہ نعمت ملتی ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم مجھے یاد کرو میں تمہارا تذکرہ کروں گا۔

2: جسے دعا کرنے کی توفیق مل جائے تو اسے قبولیت والی نعمت مل جاتی ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم مجھ سے دعا مانگو میں اس کو تمہارے حق میں قبول کروں گا۔

:3 جسے شکر کرنے کی توفیق مل جائے اس کو فراوانی و برکت ملتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھا کر دوں گا۔

:4 جسے استغفار کرنے کی توفیق مل جائے اسے مغفرت مل جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم اپنے رب سے اپنے معافی مانگو بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

مال کا اثر نظر آنا چاہیے:

عَنْ أَبِي الأَحْوَص عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلُ أَمُرُّ بِهِ فَلاَ يَقْرِينِي وَلاَ يُضَيِّفُنِي فَيَمُرُّ بِي أَفَأُجْزِيهِ قَالَ: لَا أَقْرِهْ قَالَ: وَرَآنِي رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟ قُلْتُ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الإِبِلِ وَالغَنَمِ۔ قَالَ: فَلْيُرَ عَلَيْكَ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الاحسان والعفو، الرقم:2006

ترجمہ: حضرت مالک بن نضلۃ الجشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص ہے جب میں اس کے پاس سے جاتا ہوں تو وہ میری ضیافت نہیں کرتا اور وہ بھی کبھی کبھار میرے ہاں آتا ہے تو کیا میں بھی اس سے اسی طرح کا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ تو اس کی مہمان نوازی کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بدن پر پھٹے پرانے کپڑے دیکھے تو مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال اونٹ اور بکریاں عطا فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر اس مال کا اثر نظر آنا چاہیے۔

شکر ادا کرنے کا طریقہ:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: مَنۡ لَا یَشۡکُرُ النَّاسَ لَا یَشۡکُرُ اللّٰہَ وَمَنۡ لَا یَشۡکُرُ الۡقَلِیلَ لَا یَشۡکُرُ الۡکَثِیرَ وَالتَّحَدُّثُ بِنِعۡمَۃِ اللّٰہِ شُکۡرٌ وَتَرۡکُھَا کُفۡرٌ۔

مسند بزار، الرقم: 3282

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اور اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو شخص تھوڑے مال پر شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ مال پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور اللہ کی نعمتوں کا اظہار کرنا شکر جبکہ اظہار نہ کرنا؛ ناشکری ہے۔

شکر کی نشانی:

عَنِ الرَّبِیعِ بۡنِ أَنَسٍ عَنۡ بَعۡضِ أَصۡحَابِهِ قَالَ: عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: كَثۡرَةُ ذِكۡرِهِ فَإِنَّكَ لَنۡ تُحِبَّ شَيۡئًا إِلا أَكۡثَرۡتَ ذِكۡرَهُ وَعَلَامَةُ الدِّينِ: اَلۡإِخۡلَاصُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَعَلَامَةُ الۡعِلۡمِ: خَشۡيَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَامَةُ الشُّكۡرِ: الرِّضَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

امالی ابن بشران، الرقم: 1609

ترجمہ: حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ اپنے بعض دوستوں سے یہ بات نقل فرماتے ہیں کہ اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ انسان کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے کیونکہ جس سے محبت زیادہ ہوتی ہے اس کا تذکرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور دین دار ہونے کی نشانی یہ ہے کہ انسان کی نیت خالص اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اور عالم ہونے کی نشانی یہ ہے کہ اس میں اللہ کا خوف محبت پیدا ہو جاتا ہے اور شکر گزار بندہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کی تقسیم پر دل سے راضی ہو جاتا ہے۔

شکر گزاری کی اعلیٰ ترین مثال:

عَنۡ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهَا قَالَتۡ: كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ إِذَا

صَلَّى قَامَ حَتَّى تَفَطَّرَ رِجْلَاهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَصْنَعُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

صحیح مسلم، باب اکثار الاعمال والاجتہاد، الرقم:81

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرتے تو زیادہ دیر قیام فرمانے کی وجہ سے آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس قدر عبادت میں مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کی بخشش ہو چکی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تو پھر کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

شکر گزاری کا اجر و ثواب:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ۔

جامع الترمذی، الرقم:2486

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھا کر شکر کرنے والا روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی طرح ہے۔

نعمتوں کی برسات:

کیا ہم نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ہم ہر وقت خدائی نعمتوں کے بار تلے دبے ہوئے ہیں۔ اُس نے اپنی مخلوقات میں سے ہمیں سب کا سردار انسان بنایا، انسانوں میں سے ہمیں مسلمان بنایا، اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا، ہمیں زندگی گزارنے اور آخرت سنوارنے کے لیے کتابِ ہدایت دی۔ کتابِ ہدایت سمجھانے کے لیے ہمارے اندر ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، ہمیں

صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی مقدس شخصیات نصیب فرمائیں۔ کفر وشرک سے بچا کر دولتِ اسلام عطاء فرمائی، رسوم ورواج اور بدعات و خرافات سے ہٹا کر سنت نصیب فرمائی، عقل پرستی اور گمراہیوں سے دور رکھنے کے لیے اولیاء اور مجتہدین نصیب فرمائے۔ کھیتی باڑی، کاروبار زندگی اور رہائش کے لیے زمین عطا کی، خوراک کے لیے سبزیاں، پھل فروٹ، گوشت اور مختلف کھانے پینے کی مختلف انواع و اقسام کی بے شمار چیزیں مہیا کیں۔ جسم ڈھانپنے کے لیے اچھا اور عمدہ لباس، سفری ضروریات کے لیے سواریاں، معاشرے میں رہنے کے لیے عزت، جسمانی اعضاء میں تناسب اور نعمتِ حسن، خوشحال زندگی کیلیے اچھے رفیق اور شریک حیات، آل واولاد عطا فرمائے۔ آنکھ جیسی نعمت جس سے سارا جہاں حقیقی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے، دماغ جسے صحیح طور پر کام میں لاکر بڑی سے بڑی کامیابیوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے، زبان جس سے دلی جذبات اور خواہشات کو ادا کیا جاسکتا ہے، ہاتھ پاؤں کی سلامتی سے دوسری کی محتاجی ختم فرمائی اور سانس وغیرہ۔

الغرض کثیر اور عظیم نعمتوں میں ہم ہر روز اپنی صبح وشام کرتے ہیں، ان کے استعمال کا طریقہ بھی بتلادیا کہ ان عظیم نعمتوں کو غلط طریقے سے استعمال نہ کرنا بلکہ صحیح طور پر استعمال کرکے شکر ادا کروگے تو تمہیں یہ بھی اور دیگر نعمتوں سے مالامال کردوں گا۔ میرے احسانات، انعامات اور اعزازات وصول کرکے میری ناشکری اور ناقدری نہ کرنا، ورنہ تمہیں اس جرم کی سزا میرے عذاب کی صورت میں اٹھانا پڑے گی۔

معاشرتی المیہ:

ہمارے ہاں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو ہر وقت پریشانی کا اظہار کرتے ہیں اپنی کم نصیبی، لاچاری، محرومی قسمت کا رونا روتے ہیں بلکہ کچھ تو ایسے بھی ہیں جن کی زبان سے ناشکری کے ایسے الفاظ نکلتے ہیں جو انتہائی مایوس کن ہوتے ہیں۔

صابر و شاکر بننے کا اصول:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ جَدِّہٖ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: خَصْلَتَانِ مَنْ کَانَتَا فِیهِ کَتَبَہُ اللّٰہُ شَا کِرًا صَابِرًا، وَمَنْ لَمْ تَکُونَا فِیهِ لَمْ یَکْتُبْہُ اللّٰہُ شَا کِرًا وَلاَ صَابِرًا، مَنْ نَظَرَ فِي دِینِهٖ إِلَی مَنْ ھُوَ فَوْقَہُ فَاقْتَدَی بِہٖ، وَنَظَرَ فِي دُنْیَاہُ إِلَی مَنْ ھُوَ دُونَہُ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلَی مَا فَضَّلَہُ بِہٖ عَلَیْہِ کَتَبَہُ اللّٰہُ شَا کِرًا وَصَابِرًا۔

جامع الترمذی، الرقم: 2512

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ پیدا ہو جائیں اللہ کریم اس کو صابر و شاکر لکھ دیتا ہے پہلی خوبی دین داری کے معاملے میں اپنے سے فائق انسان کی طرف دیکھے اور پھر اس کی اقتداء میں لگ جائے خود بھی نیکی اختیار کرے اور اس جیسی نیکیوں کو انجام دینے کی بھر پور کوشش کرے۔ دوسری خوبی اس میں یہ ہو کہ دنیاوی امور میں اپنے سے کم تر انسان کو دیکھے پھر اللہ کی طرف سے ملنے والی زیادہ نعمت کو دیکھے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے تو ایسے شخص کو اللہ پاک صابر و شاکر لکھ دیں گے۔

شکر کے خوگر:

افسوس صد افسوس کہ ہم اس کے برعکس زندگی گزار رہے ہیں۔ دنیاوی امور میں اتنے آگے بڑھنے کی تگ و دو میں مسلسل مصروف عمل ہیں کہ حلال و حرام کا فرق بھی ختم کر بیٹھے ہیں۔ دولت، دولت اور دولت کے حصول میں انسانی رشتوں کو بھی یکسر نظر انداز کر بیٹھتے ہیں۔ ہماری نظریں کبھی بھی اپنے سے چھوٹے اور کم درجے کے لوگوں پر نہیں پڑتیں۔ چھوٹے کاروبار، چھوٹے مکانات، معمولی غذاؤں سے پیٹ

کا دوزخ جلانے والوں کی حالت زار ہمیں دیکھنی پڑ بھی جائے تو ہم اسے عبرت کی بجائے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس انداز سے سوچنے اور غور کرنے کا موقع ہی نہیں مل پاتا کہ ہم خدا کا شکر ادا کر سکیں۔ خدا کے وعدہ پر یقین کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شکر کرنے کے خوگر بنیں اللہ ظاہری نعمتیں بھی بڑھاویں گے اور قلبی سکون وراحت بھی نصیب فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار بندہ بنائے۔ آمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، لودھراں

جمعرات، 14 مارچ، 2019ء

رجب کے فضائل و احکام

اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے مقرر فرمائے اور ان میں سے چار مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحج، محرم اور رجب) کو عظمت والا قرار دیا۔ ان میں عبادت کرنے کا اجر وثواب زیادہ ملتا ہے۔ جو شخص ان مہینوں میں برائیوں سے بچتا ہے اسے باقی مہینوں میں برائیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

رجب کا چاند دیکھنے کی دعا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔

کتاب الدعاء للطبرانی، باب القول عند دخول رجب، الرقم: 911

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا چاند نظر آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگتے تھے: اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکتیں عطا فرما اور ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب فرما۔

فائدہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رجب میں برکت کی دعا مانگنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مہینہ برکتوں والا ہے۔

رجب کی پہلی رات:

اس مہینے کی پہلی رات کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اس میں دعاؤں کا قبول

ہونا حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَيْلَتَا الْعِيدِ۔

فضائل الاوقات للبیہقی، باب فی فضل العید، الرقم:149

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں مانگی جانے والی دعاؤں کو مسترد نہیں کیا جاتا۔ شبِ جمعہ، رجب کی پہلی رات، پندرہویں شعبان کی رات اور عیدین کی راتیں۔

کوئی عبادت خاص نہ کی جائے:

رجب کی پہلی رات فضیلت والی ہے لیکن یہ خیال رہے کہ اس میں اپنی طرف سے یا غیر مستند باتوں کی وجہ سے اس میں کوئی عبادت خاص نہ کی جائے جیسا کہ بعض علاقوں میں بعض لوگوں نے بعض چیزوں کو رواج دے رکھا ہے۔ دوسری یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نفلی عبادات میں اتنی مشغولیت نہ کی جائے کہ فرائض و واجبات متاثر ہوں یعنی رات بھر تلاوت، ذکر اذکار، استغفار، درود پاک، نوافل وغیرہ اتنی دیر تک نہ کی جائیں کہ فجر کی نماز قضا ہو جائے۔ مزید یہ کہ اس میں لوگوں کو عبادت کے لیے بلانے کا اہتمام نہ کیا جائے۔

رجب کے روزے:

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ وَيُشَرِّفُهُ قَالَهَا ثَلَاثًا

جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ماجاء فی صوم رسول

ترجمہ: حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینے میں روزہ رکھا کرتے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کو عظمت والا مہینہ قرار دیتے تھے۔

رجب کے روزہ داروں کے لیے جنتی محل:

عَنْ عَامِرِ بْنِ شِبْلٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قِلَابَةَ يَقُولُ: فِي الْجَنَّةِ قَصْرٌ لِصُوَّامِ رَجَبٍ۔

فضائل الاوقات للبیہقی، باب فضل شہر رجب، الرقم:17

ترجمہ: حضرت عامر بن شبل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنت میں ایک عظیم الشان محل ان لوگوں کے لیے ہے جو رجب میں روزے رکھنے والے ہیں۔

رجب میں زکوٰۃ:

بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مہینہ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ زکوٰۃ رجب کے مہینے شب معراج میں فرض ہوئی، حالانکہ یہ درست نہیں۔ زکوٰۃ معراج والی رات فرض نہیں ہوئی بلکہ معراج والی رات نماز فرض ہوئی ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ کی شرائط پوری ہوتے ہی جب سال گزر جائے تو رجب کا انتظار کیے بغیر زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے ورنہ انسان گناہ گار ہوتا ہے۔

رسم تبارک:

بعض لوگ ماہ رجب کے جمعہ والے دن یا کسی اور دن میں ایک مخصوص رسم کرتے ہیں کہ ایصال ثواب کے لیے میٹھی روٹیوں پر سورۃ تبارك الذی (سورۃ الملک) اکتالیس بار پڑھواتے ہیں پھر ان روٹیوں کو کھاتے ہیں۔ ایصال ثواب کا یہ طریقہ

درست نہیں، لوگوں نے از خود یہ طریقہ نکال لیا ہے شریعت میں ایصالِ ثواب کے لیے اس طرح کی کوئی قیود نہیں ہیں۔

بڑی بی بی کی کہانی:

بعض خواتین رجب کی بائیسویں رات کو نہا دھو کر بڑے اہتمام کے ساتھ میدہ، شکر، گھی، دودھ اور مختلف میوہ جات سے مرکب ایک پکوان بناتے ہیں اور ایک خاص برتن میں ڈال کر ایک نظم پڑھتی ہیں اور اسے بڑی بی بی کی داستان کے نام سے موسوم کرتی ہیں، اسے داستان عجیب بھی کہتے ہیں بعض خواتین تو اس کہانی پڑھوانے کی منت مانتے ہیں اور اس بے اصل اور غیر مستند کہانی پڑھنے کو باعث ثواب سمجھتی ہیں۔

لکڑہارے کی جھوٹی کہانی:

بعض داستان تراش لوگوں نے ایک کہانی گھڑی ہے کہ مدینہ منورہ کا ایک لکڑ ہارا روزی کمانے کے لیے کسی دوسرے ملک چلا گیا اور اس لکڑہارے کی بیوی نے پیٹ پالنے کے لیے مدینہ کے بادشاہ کے ہاں صفائی کرنے کی نوکری کر لی ایک دن جب وہ صحن میں جھاڑو دے رہی تھی تو امام جعفر صادق اس سے راستے سے گزرے اور یہ فرمایا: ”اگر کوئی مشکل سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہو تو آج بائیس رجب کو پوریاں پکا کر دو کونڈوں میں بھر کر میرے نام کی فاتحہ دلائے تو اس کی ہر مراد پوری ہو گی اگر پوری نہ ہو تو قیامت کے دن اس کا ہاتھ ہو گا اور میرا گریبان۔“

یہ کہہ کر لکڑہارے کی بیوی نے منت مانی کہ میرا شوہر جس کو گئے ہوئے بارہ برس ہو چکے ہیں جیتا جاگتا واپس لوٹ آئے اور ڈھیر سارا مال بھی ساتھ لے آئے تو میں امام جعفر صادق کے نام کے کونڈے کروں گی۔ جس وقت یہ خاتون منت مان رہی تھی عین اسی وقت اس کے شوہر نے ایک جنگل میں سوکھی جھاڑی پر کلہاڑی چلائی تو کسی سخت چیز پر لگی اور گر گئی جس جگہ کلہاڑی گری اس نے وہاں زمین کھودی تو اسے بہت

سارا خزانہ ملا۔ وہ اس خزانے کو لے کر مدینہ آیا اس نے ایک خوبصورت محل تیار کرایا اور اپنی بیوی کے ہمراہ اس محل میں ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگا۔

لکڑہارے کی بیوی نے اپنے شوہر کا یہ واقعہ وزیر کی بیوی کو بتایا اور حضرت امام جعفر صادق کے نام کی کونڈوں کی یہ تاثیر بتلائی تو وزیر کی بیوی نے اس کونڈوں والی بات کو جھوٹ سمجھ کر اس کا انکار کیا۔ جس کی وجہ سے اس پر اسی دن یہ مصیبت آئی کہ بادشاہ نے وزیر کو ملک بدر کر دیا چنانچہ وہ وزیر اپنی بیوی کے ہمراہ محل سے نکلا اور جنگل کی راہ لی۔

راستے میں اس وزیر نے اپنی بیوی سے کچھ رقم لی اور ایک خربوزہ خریدا اور خربوزے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر سفر شروع کیا۔ دوسری طرف یہ ہوا کہ بادشاہ کا بیٹا (شہزادہ) قتل ہو گیا، شہر اور گردونواح میں شاہی پولیس شہزادے کے قاتل کی تلاش میں گھوم رہی تھی جب یہ وزیر اپنی بیوی کے ساتھ ایک جگہ سے گزرا تو ان کے پاس کپڑے میں خربوزہ تھا پولیس نے شہزادے کے قتل کے شبہ میں اس وزیر اور اس کی بیوی کو گرفتار کر لیا اور ان کو دربار شاہی میں لایا گیا۔ بادشاہ کے حکم پر اس کپڑے کو کھولنے کا کہا گیا جس میں خربوزہ تھا۔ بھرے دربار میں جب اس کپڑے کو کھولا گیا تو اس میں خربوزے کے بجائے شہزادے کا خون سے لت پت سر برآمد ہوا۔ بادشاہ اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ کل صبح سویرے ان کو پھانسی دے دی جائے۔

رات جیل میں وزیر اور اس کی بیوی نے بہت غور کیا کہ آخر ہم سے کیا جرم ہوا ہے جس کی ہمیں یہ سزا مل رہی ہے۔ تو وزیر کی بیوی کہنے لگی کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کے کونڈوں کا انکار کیا ہے جس کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت اور پریشانی نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ جیل اپنے اس جرم پر توبہ کی اور منت مانی کہ وہ امام جعفر صادق کے نام کے کونڈے بھریں گے۔

منت ماننے کی وجہ سے ان کی پریشانی یوں ختم ہوئی کہ گم شدہ شہزادہ صحیح سلامت واپس لوٹ آیا جس کی وجہ سے بادشاہ نے ان دونوں کی قید سے رہائی کا حکم جاری کیا۔ بادشاہ نے اس وزیر کو دوبارہ اپنے دربار میں وزیر مقرر کیا اور اس وزیر کی بیوی نے امام جعفر صادق کے نام کے کونڈے بھرنے کی منت پوری کی۔

یہ ہے وہ من گھڑت کہانی جس کی وجہ سے لوگ بائیس رجب کو کونڈے کرتے ہیں۔ اس طرح کی بے اصل بے سند اور فضول واقعہ پر یقین کرنا، اس کو صحیح سمجھنا سب ناجائز اور حرام ہیں۔

کہانی گھڑنے کی وجہ:

اصل یہ ہے کہ اس دن سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے بعض بغض صحابہ رکھنے والے لوگوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وفات پر خوشی منانے کے لیے یہ کہانی گھڑی ہے اور ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت صحابی رسول کے یوم وفات پر خوشی منانے کا پروگرام بنایا۔

ایمان سے محرومی کا اندیشہ:

ہمارے سادہ لوح مسلمان اسے عام خیرات سمجھ کر برکت کے طور پر کھا لیتے ہیں۔ اچھی طرح یاد رکھیں یہ ناجائز اور حرام ہے اور بالخصوص جب جلیل القدر صحابی رسول کے یوم وفات پر خوشی منانے کی وجہ سے ہو تو اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان سے ہی محروم نہ فرما دیں۔ اس لیے خود بھی اس سے بچیں اور اپنے دوست احباب رشتہ داروں اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس سے بچائیں۔

ہزاری روزہ:

بعض لوگ رجب کی ستائیس تاریخ کو روزہ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کا

ثواب ایک ہزار روزوں کے برابر سمجھتے ہیں جبکہ بعض لوگ اس کو مریم روزے کا چاند بھی کہتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے اس لیے یہ اعتقاد رکھنا ضعف الاعتقادی ہے۔

صلوٰۃ الرغائب:

بعض لوگ رجب کی پہلی شب جمعہ جبکہ بعض لوگ ستائیسویں رجب کو ایک نماز پڑھتے ہیں جسے "صلوٰۃ الرغائب" کہا جاتا ہے۔ اس کی کل بارہ رکعتیں ہوتی ہیں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور ایک سورۃ ساتھ ملاتے ہیں جب بارہ رکعتوں سے فارغ ہوتے ہیں تو اسی جگہ بیٹھ کر سات بار سورۃ الفاتحہ پڑھتے ہیں اور اس کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم چار بار پڑھتے ہیں اور پھر صبح اٹھ کر روزہ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے سو سال نیکی کرنے کا ثواب ملے گا۔ یہ سراسر بے بنیاد اور جھوٹ ہے اس طرح کی فضیلت کسی حدیث میں مذکور نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت اسلامیہ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بے بنیاد من گھڑت باتوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، کراچی
جمعرات، 21 مارچ، 2019ء

معراج النبی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و سلم کو مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہاں سے عرش معلیٰ تک کی سیر کرائی۔ پیش آنے والے چند واقعات پیش ہیں:

یہ 27ویں رجب المرجب نبوت کا گیارہواں سال ہے۔ رات اپنے اوپر اندھیرے کی دبیز چادر تانے ہوئے ہے۔ چاند "رخصت" پر ہے۔ ستارے اپنے محور میں رقصاں جھلملا رہے ہیں۔ چشمانِ نبوت میں ماضی کے واقعات تیر رہے ہیں۔ اعلان نبوت سے لے کر اب تک گیارہ برس کا طویل عرصہ بیت چکا ہے اس عرصے کا ہر دن آپ کی مظلومیت اور آپ کے صبر و استقلال کی داستانیں سنا رہا ہے اور ہر رات لسان نبوت کے ارتعاش سے بارگاہ ایزدی میں راز و نیاز اور مناجات کے گُن گا رہی ہے۔ 10 ماہ قبل شوال 10 نبوی کے آخر میں مکے سے نجران کی جانب تقریباً 90 کلو میٹر دور طائف کی وادی میں قبیلہ ثقیف کے سرداروں کی باتیں سماعت نبوت کو خراش رہی تھیں۔ قرن الثعالب پر روح الامین کی ملاقات اور عرض داشت آپ کی آنکھوں کے دھندلکے دائروں میں گھوم رہی تھی۔ مقصود کائنات کے ملائم و گداز وجود پر طائف کے نوکیلے پتھروں کے نقش ابھی باقی تھے کہ

سفر اسراء و معراج کی ابتداء:

ایک شب حضرت ام ہانی کے دولت کدے پر آپ آرام فرما تھے کہ یکایک

مکان کی چھت پھٹی، ملائکہ کے جھرمٹ میں جبرائیل امین اترے اور آپ کو نیم خوابی کے عالم سے بیداری کے عالم میں لائے۔ چنانچہ آپ اپنے اسی جسم کے ساتھ یہاں سے مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے، وہاں آپ حطیم کعبہ میں آرام فرما ہوئے، چند لمحوں بعد آپ کو جبرائیل و میکائیل نے جگایا اور زم زم کے کنویں کے قریب لے آئے، یہاں آپ لیٹ گئے۔

فائدہ: مسجد حرام مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کے سفر کے اسراء اور بیت المقدس سے عرش معلیٰ تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں۔

شق صدر اور مہر ختم نبوت:

آپ کے مبارک سینے کو شق کیا گیا اور قلب اطہر کو نکال کر ماء زم زم سے دھویا گیا، سونے کے طشت کو لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ ایمان و حکمت کو آپ کے قلب مبارک میں بھر دیا گیا اور قلب اطہر کو دوبارہ اپنے مقام پر رکھ دیا گیا اور دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی ایک مہر لگا دی گئی۔ جبرائیل امین کے ہمراہ بہشت سے ایک سفید رنگ کی سواری براق لائی گئی جس کا ایک قدم منتہائے بصر تک پہنچتا ہے۔ اس پر سوار ہوئے اور جبرئیل و میکائیل آپ کے ہمرکاب تھے۔

یثرب، وادی سینا، مدین اور بیت اللحم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ راستے میں میرا گزر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے جبرائیل امین نے عرض کی کہ یہاں اتر کر دو رکعات نماز (نفل) پڑھ لیجیے اس جگہ کے بارے میں بتایا کہ یہ یثرب (مدینہ منورہ) ہے، جہاں آپ نے ہجرت کر کے آنا ہے۔ آگے وادی سیناء پہنچے جبرائیل امین نے عرض کیا: یہاں بھی دو رکعت پڑھ لیجیے اور بتایا کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔ وہاں سے حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی

"مدین" پہنچے ہیں، جبرائیل امین نے عرض کیا: دو رکعت آپ پڑھ لیجیے، وہاں سے مقام بیت اللحم پہنچے ہیں، عرض کی: حضور! یہاں بھی دو رکعت پڑھ لیجیے۔ وہاں سے چلے تو بیت المقدس پہنچے، جبرائیل امین نے عرض کی: حضور یہاں بھی دو رکعت پڑھ لیجیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک پر بھی ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس رات مجھے معراج کرایا گیا، میں سرخ ٹیلے کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرا موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ ذہن نشین رہے کہ اس واقعے میں جو چیز بطور معجزہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا معجزہ نہیں۔

غیبت کرنے والوں کا انجام بد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے (غیبت کرتے) ہیں اور ان کی بے آبروئی کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

سود خوروں کی سزا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا گزر ایسے لوگوں پر بھی ہوا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے (انسانوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں ان میں سانپ تھے جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔

نماز میں سستی کرنے والوں کا انجام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے، کچل جانے کے بعد پھر پہلے ہی طرح ہو جاتے تھے۔ یہ سلسلہ جاری تھا، ختم نہیں ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ فرض نماز میں سستی کرنے والے ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور اونٹ و بیل کی طرح چرتے اور کانٹے دار و خبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے، پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔

زنا کرنے والوں کا انجام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک اسی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔

ڈاکہ ڈالنے والوں کی سزا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں ایک لکڑی دیکھی جو گزرنے والوں

کے کپڑوں کو پھاڑ ڈالتی ہے۔ اس کے بارے میں جبرائیل امین نے بتایا کہ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں میں چھپ کر بیٹھتے ہیں اور ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

خیانت کرنے والوں کی سزا:

آپ کا گزر ایسے شخص پر ہوا جس نے لکڑیوں کا بھاری گٹھا جمع کر رکھا اور اس میں اُٹھانے کی ہمت نہیں پھر بھی لکڑیاں جمع کر کر کے گٹھے کو بڑھا رہا ہے پوچھنے پر جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ وہ شخص ہے جو صحیح طور پر امانت ادا نہیں کرتا۔

بے عمل عالم کی سزا:

آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں اور باچھیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے بے عمل عالم ہیں۔

جنت و جہنم:

آپ کا گزر خوشبو والی جگہ سے ہوا جبرائیل نے بتایا کہ یہ جنت ہے اور بدبو والی جگہ جہنم سے بھی گزر ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اور داروغہ جہنم کو بھی دیکھا ہے۔

بوڑھے مرد و عورت اور جماعت انبیاء:

آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا اس نے آپ کو آواز دی حضرت جبرائیل نے عرض کی کہ آگے چلیے! پھر آپ کا گزر ایک بوڑھے شخص پر ہوا اس نے بھی آپ کو آواز دی، جبرائیل نے کہا آگے چلیے! پھر ایک جماعت پر گزر ہوا جنھوں نے آپ کو سلام کیا۔ جبرائیل امین نے کہا کہ ان کے سلام کا جواب دیجیے۔ عرض کی کہ بوڑھی عورت دنیا اور بوڑھا مرد شیطان ہے دونوں کا مقصد آپ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا اور جس جماعت نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

ماشاطہ فرعون:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو آئی' آپ نے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ جبرائیل امین نے کہا کہ یہ کنگھی کرنے والی (ماشاطہ) اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے۔ پھر اس کا مکمل واقعہ آپ کو سنایا کہ ایک عورت ماشاطہ (کنگھی کرنے والے کو کہتے ہیں) فرعون اور اس کی اولاد کو کنگھی کیا کرتی تھی۔ ایک بار جب وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی اچانک اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس نے کہا: بسم اللہ۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کہ میرے باپ کے بارے میں کہہ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ جو میرا اور تیرے باپ کا رب ہے یعنی اللہ رب العزت۔ فرعون کی بیٹی نے معاملہ اپنے باپ کے دربار تک پہنچا دیا۔ فرعون نے کہا کہ کیا تو میرے علاوہ کسی اور کو بھی رب مانتی ہے؟ اس عورت نے بڑی دلیری سے جواب دیا کہ ہاں جو میرا اور تیرا رب ہے۔ چنانچہ فرعون نے طیش میں آکر ایک تانبے کے بڑے برتن میں پانی گرم کرایا اور حکم دیا کہ اس ماشاطہ اور اس کی اولاد کو اس کھولتے ہوئے گرم پانی میں پھینک دیا جائے۔ اس دوران فرعون نے پوچھا تیری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میری اور میری اولاد کی ہڈیاں اکٹھی کر کے ایک جگہ دفنا دینا۔ فرعون نے اس کی یہ بات مان لی۔ چنانچہ اس کی اولاد کو ایک ایک کر کے ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیا گیا جب اس کے شیر خوار بچے کی باری آئی تو خاتون کی ممتا نے جوش مارا اور وہ ذرا پیچھے ہٹی تو اس شیر خوار بچے نے کہا: اماں جان بے خوف و خطر اس میں کود جاؤ! آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔ چنانچہ وہ ماشاطہ اس کھولتے ہوئے پانی میں کود گئی۔

مجاہدین اسلام کا اعزاز:

آپ نے چند اہل جنت کے احوال بھی مشاہدہ فرمائے۔ آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بیج بوتے اور فصل کاشت کر رہے تھے ان کے بارے میں

جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے مجاہدین ہیں ان کی ایک نیکی سات سو نیکیوں سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ ان کو اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام (حضرت عمر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما) کے محلات بھی آپ نے اس سفر میں دیکھے۔

انبیاء کرام کی امامت:

آپ صلی اللہ علیہ و سلم بیت المقدس پہنچے جہاں پہلے سے انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ آپ کی انتظار میں تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا۔ آپ نے ان سب کو دو رکعات نماز پڑھائی اور "امام الانبیاء" کے شرف سے مشرف ہوئے۔ پھر بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ نے اللہ کی حمد سنی اور آخر میں خود آپ نے بھی اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔

دودھ کا پیالہ:

جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے پانی، شراب اور دودھ کا ایک ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لیا جس پر جبرائیل امین نے کہا کہ آپ نے دین فطرت کو لیا ہے۔ اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اور اگر پانی کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی۔

مختلف انبیاء کرام سے ملاقات کی حکمتیں:

بیت المقدس سے عرش معلیٰ تک کا سفر شروع ہوا۔ بالترتیب پہلے تا ساتویں آسمان پر آپ نے حضرت آدم، حضرت عیسیٰ، حضرت یوسف، حضرت ادریس، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ پہلے آسمان پر ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی ان کا حق پہلے بنتا تھا کیونکہ آپ ابو

الانبیاء ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ نبی ہیں جنہیں خدا نے زندہ آسمان پر اٹھایا ہے پھر دوبارہ اتارنا بھی ہے، اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتانے کے لیے کہ جیسے آپ نے مکہ میں اپنوں سے سختیاں جھیلی ہیں، یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھی اپنوں نے یہ معاملہ کیا تھا لیکن ایک وقت آیا تھا کہ یہ فاتح بنے تھے، انہوں نے اپنوں کو معاف کیا تھا، حضور! ایک وقت آنا ہے کہ آپ نے بھی فاتح بننا ہے تو یوسف کی طرح آپ نے بھی معاف کر دینا ہے، پھر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ جانا تھا اور بادشاہوں کو خطوط لکھنے تھے اس لے حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی انہوں نے خطوط ایجاد کیے ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت موسیٰ جب تورات لینے کوہ طور پر گئے تھے تو پیچھے حضرت ہارون تھے، ان کی قوم نے بچھڑے کی پوجا کی ہے، تو اس قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔ حضرت ہارون کے دور میں شرک ہوا تو ان کی قوم ہلاک ہوئی، اے نبی! اگر آپ کی قوم شرک کرے گی تو ان کو میدانِ بدر میں قتل کیا جائے گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شام میں جہاد کیا، حضور! آپ بھی جہاد کے لیے نکلیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شام کے جہاد کے لیے تبوک تک نکلے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام شام گئے ہیں لیکن فتح خود نہیں کیا بلکہ ان کے جانے کے بعد ان کے جانشین حضرت یوشع بن نون نے فتح کیا، حضور! آپ چلے جائیں گے آپ کے جانے کے بعد آپ کے جانشین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتح کریں گے۔ آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ایک کعبے کا بانی ہے ایک کعبے کا محافظ ہے، اے پیغمبر! ابراہیم نے کعبہ بنایا ہے اور آپ نے کعبہ کی حفاظت کرنی ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ "سدرہ" بیری کا نام ہے اور منتہیٰ کہتے ہیں اختتام کو۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں نیچے والے اعمال پہنچتے ہیں تو اوپر والے فرشتے یہاں سے اوپر کی طرف لے جاتے ہیں اور اوپر والے احکام وہاں آتے ہیں تو نیچے والے فرشتے وہاں سے نیچے لاتے ہیں۔

مقام صریف الاقلام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید اوپر صریف الاقلام تک پہنچے "صریف الاقلام" جہاں تقدیر لکھنے والے قلموں کی آواز آرہی تھی، آپ کے لیے ایک سواری رفرف آئی وہاں سے اوپر گئے ہیں آپ عرش معلیٰ تک پہنچے۔

ذات باریٰ تعالیٰ کی زیارت کا شرف:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر گئے ہیں، خدا سے بات بھی کی اور دیدار بھی کیا، اللہ کی بات کو سنا بھی، اللہ کی ذات کو دیکھا بھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رَاَیتُ رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے نور اعظم (اللہ) کو دیکھا ہے۔

بارگاہ خداوندی میں ہدیہ نبوی:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرے پیغمبر آپ مہمان بن کر آئے ہیں، ہمارے لیے کیا لے کر آئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: اے اللہ! اَلتَّحِیّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ• میری زبانی، بدنی اور مالی عبادت آپ کے لیے ہیں۔

بارگاہ الٰہی سے ملنے والے انعامات:

اللہ رب العزت نے اس کے بدلے میں تین انعامات عطا فرمائے، فرمایا اے نبی! اگر آپ کی زبانی عبادت میرے لیے ہے تو پھر: ”اَلسَّلَامُ عَلَیكَ ایها النبیُ “میرا زبانی سلام بھی آپ کے لیے‘ اگر آپ کی بدنی عبادت میرے لیے ہے تو: وَرَحمَۃُ اللّٰہِ، میری رحمتیں بھی آپ کے لیے۔ اگر آپ کا مال میرے لیے ہے تو وَبَرَکاتُه: اس مال میں برکات میری طرف سے ہیں۔

نمازیں اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات:

اسی موقع پر پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم بھی ہوا۔ پہلے پہل تو پچاس نمازوں کا حکم تھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر بار بار کمی کے بعد پانچ نمازیں باقی بچیں۔ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ البقرۃ کی آخری چند آیات بھی اسی سفر معراج میں بطور تحفہ آپ کو عنایت کی گئیں۔

طویل ترین سفر مختصر ترین وقت میں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے مختصر وقت میں تاریخ انسانی کا سب سے طویل سفر طے کیا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیاء کرام و ملائکہ کی امامت، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیاء کرام سے ملاقات اور سدرۃ المنتہی، صریف الاقلام، قاب قوسین تک رسائی اور اللہ جل شانہ کی ذات بے مثل کی زیارت، جنت و دوزخ کا مشاہدہ کر کے واپس تشریف لائے۔

جب ابو بکر؛ صدیق بنے:

صبح اٹھ کر آپ نے اپنے رات والے واقعے کو بیان کیا تو قریشی جھٹلانے لگے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریشی لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے۔ اسی وجہ سے سیدنا ابو بکر کا لقب ”صدیق“ پڑ گیا۔

قریشیوں کے سوالوں کے جوابات:

قریش مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے احوال دریافت کرنے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر فرما دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ قریشی لوگ سوال کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوالوں کا جواب دیتے جاتے۔

نوٹ: اس تحریر کا زیادہ تر حصہ شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتاب سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، راولپنڈی

جمعرات، 28 مارچ، 2019ء

مساکین سے محبت

اللہ تعالیٰ کے آخری سچے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش الٰہی کے سات خزانوں کا ذکر ایک حدیث مبارک میں فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلاَ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ وَأَمَرَنِي أَنْ لَّا أَسْأَلَ أَحَداً شَيْئاً وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا وَأَمَرَنِي أَنْ لَّا أَخَافَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

مسند احمد، الرقم: 21415

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا:

1: مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قربت اور تعلق بڑھانے کا۔

2: حیثیت میں اپنے سے کم درجے والے پر نظر رکھنے کا اور خود سے برتر حیثیت والے شخص پر نظر نہ رکھنے کا۔

3: رشتہ داروں سے تعلقات جوڑے رکھنے کا اگرچہ وہ لاپرواہی کیوں نہ برتیں۔

4: اللہ کے علاوہ کسی سے کچھ نہ مانگنے کا۔

5: حق بات کہنے کا اگرچہ کسی کو اچھی نہ بھی لگے۔

6: دینی احکامات پر عمل کرتے وقت ملامت کرنے والوں کہ پرواہ نہ کرنے کا

7: کثرت کے ساتھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے کا۔

(اور فرمایا کہ) یہ باتیں عرش کے نیچے پائے جانے والے خزانے ہیں۔

مسکین کسے کہتے ہیں؟:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِى يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِى لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا.

صحیح مسلم، باب المسکین الذی لایجد غنیً، الرقم: 2393

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے قریب قریب گھومتا پھرتا ہے اور ان سے ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی کہ یارسول اللہ پھر مسکین کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس خرچ کرنے کے لیے اتنا مال نہ ہو جس سے وہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکے اور نہ لوگ اسے ضرورت مند سمجھتے ہوں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ ہی وہ خود لوگوں سے کچھ مانگتا ہو۔

روحانی فوائد ثمرات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طبقے سے محبت اور تعلق بنانے اور برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے ان سے دلی محبت رکھنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کی خوشی وغم میں شریک ہونے میں سوائے اللہ کی رضا کے بہت کم کوئی اور غرض ہو سکتی ہے اور محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے کوئی عمل کرنا ہی اخلاص کہلاتا ہے۔ مساکین سے

محبت اور تعلق بڑھائے رکھنے میں، غرور، تکبر سے حفاظت ہوتی ہے، دل کی سختی دور ہوتی ہے، مال و دولت اور دنیا کی محبت جیسی روحانی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے تواضع، انکساری اور دنیا کی بے ثباتی جیسی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ: اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ۔

مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، الرقم: 9018

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنی سخت دلی کو ختم کرنے کے لیے کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

مساکین کے حقوق کی ادائیگی:

مسکین؛ ہمارے معاشرے کا وہ مظلوم طبقہ ہے کہ جن کی طرف بالکل توجہ نہیں دی جاتی، یہ خود کسی سے مانگتے نہیں اور لوگ ان کو ضرورت مند خیال نہیں کرتے وہ غربت، افلاس اور تنگدستی کی چکی میں پستے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے شریعت نے اس کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے کہ ان کا خوب خیال رکھا جائے۔

يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيْمٌ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 215

ترجمہ: وہ لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ (اللہ کو خوش کرنے کے لیے) کیا خرچ کریں؟ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ دار، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لیے ہونا چاہیے اور تم بھلائی کا جو کام بھی کرو اللہ اس کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔

اللہ کی رضا اور کامیابی کا حصول:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

سورۃ الروم، رقم الآیۃ: 38

ترجمہ: تم قریبی رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

مساکین کی حق تلفی کی سزا:

جیسے مساکین کے حقوق کی ادائیگی پر اللہ کی رضا اور کامیابی نصیب ہوتی ہے اور انسان جنت کا مستحق ٹھہرتا ہے بالکل اسی طرح مساکین کی حق تلفی کرنے سے اللہ ناراض ہوتے ہیں اور انسان دوزخ کا ایندھن بنے گا۔

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۔

سورۃ المدثر، رقم الآیۃ: 42 تا 44

ترجمہ: (جنتی؛ جہنمیوں سے پوچھیں گے) تمہارے کس عمل نے تمہیں دوزخ میں ڈالا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

بدتر دعوت ولیمہ:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ۔

صحیح مسلم، باب شر الطعام طعام الولیمۃ، الرقم: 3510

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدتر دعوت ولیمہ وہ ہے جس میں صرف مال دار لوگوں کو بلایا جائے اور مساکین کو نہ بلایا جائے۔

نوٹ: اس حدیث مبارک کو سامنے رکھ کر جب پورے معاشرے پر نظر دوڑائی جاتی ہے تو بہت کم ایسے ولیمے دکھائی دیتے ہیں جن کو اچھا ولیمہ کہا جاسکے۔

ام المساکین:

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے میں اتنی مشہور تھیں کہ آپ کا لقب "ام المساکین" پڑ گیا تھا۔ عام طور پر چونکہ خواتین کا دل دنیا کے مال و دولت میں مردوں کی نسبت زیادہ پھنسا ہوا ہوتا ہے انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ہماری آئیڈیل خواتین امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں مساکین کی ضروریات پورا کرنے کا کس قدر اہتمام تھا ہمیں بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی اس سے زیادہ سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ فطری طور پر عورت میں مال وزر سے محبت مردوں سے زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ مساکین کی ضروریات کا کس قدر خیال فرماتی تھیں تو ہمیں بھی مساکین کی ضروریات پوری کرنا کا احساس کرنا چاہیے۔

ابو المساکین:

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مساکین سے بے حد محبت فرماتے، اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ابو المساکین کا لقب عطا فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ … كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ. فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْنِيهِ بِأَبِي الْمَسَاكِينِ.

جامع الترمذی، باب مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، الرقم:3766

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے… حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت فرماتے تھے، ان کے پاس بیٹھتے، ان سے باتیں کرتے اور ان

کی باتیں سنتے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ابو المساکین کا لقب دیا۔

خوفِ خدا کی علامت:

غریب پروری اور مساکین کی دیکھ بھال کرنا ایسے عمدہ اوصاف ہیں کہ قرآن کریم نے بطور خاص ان کی تعریف کی ہے۔

وَیُطعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیمًا وَّ اَسِیْرًا اِنَّمَا نُطعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا۔

سورۃ الدھر، رقم الآیۃ: 8 تا 10

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا طویل ترین دن ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات کائنات کی تخلیق کی وجہ اور اس کا مقصود ہے لیکن اس کے باوجود آپ دنیا و آخرت میں مساکین کے ساتھ رہنے کی دعا فرماتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء ان فقراء المہاجرین ید خلون الجنۃ، الرقم: 2275

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا مانگتے ہوئے) فرمایا: اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اُٹھانا اور قیامت کے دن مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرمانا۔

مساکین چالیس سال قبل جنت میں:

فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء ان فقراء المھاجرین ید خلون الجنۃ، الرقم: 2275

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ ایسی دعا کیوں مانگ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین لوگ مالدار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ کسی بھی مسکین کو خالی ہاتھ نہ بھیجنا اس کے لیے خواہ تمہیں کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

قُربِ الٰہی کا ذریعہ:

يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء ان فقراء المھاجرین ید خلون الجنۃ، الرقم: 2275

ترجمہ: اے عائشہ! مساکین سے محبت کرو اور ان کے قریب رہو اس کی وجہ سے اللہ تمہیں قیامت والے دن اپنے قرب سے نوازیں گے۔

چند فقہی مسائل:

مساکین کی ضروریات کو پورا کرنا شریعت کی نگاہ میں اتنی اہم عبادت اور معاشرتی فریضہ ہے مثلاً:

1: اگر ایک شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے حکم ہے کہ وہ فدیے کے طور پر ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

2: اگر روزہ رکھ کر توڑ دیا ہے اس کے کفارے میں (علی الترتیب) ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔

3: اگر کوئی بغیر احرام سے میقات سے گزرا تو شریعت حکم دیتی ہے کہ وہ

مساکین کو کھانا کھلائے۔

4: اگر کسی نے قسم توڑ دی تو شریعت حکم دیتی ہے کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو پہننے کے لیے کپڑے مہیا کرے۔

5: اگر کسی نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا یعنی اس سے کہا کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میری ماں (یا بہن یا کوئی اور محرم خاتون) اب بغیر کفارہ ادا کیے اس شخص کا اپنی بیوی کے پاس جانا جائز نہیں شریعت کہتی ہے کہ وہ کفارے کے طور پر (علی الترتیب) ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

نیز زکوۃ اور صدقات وصول کرنے میں مساکین کو شریعت ترجیحی بنیادوں پر حیثیت دیتی ہے۔

ایک معاشرتی ستم:

ہمارے ارد گرد بہت سارے مساکین موجود ہیں ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیے، مستحق بچوں کی تعلیمی کفالت، بچوں اور بچیوں کی شادیاں، مقروضوں کی معاونت، بیماروں کا علاج، بے گھروں کی رہائش وغیرہ جیسے امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 4 اپریل، 2019ء

حسد سے بچیے!

اللہ تعالیٰ ہمیں حاسدین کے شر سے پناہ عطا فرمائے۔ حسد ہمارے معاشرے کی وہ بیماری ہے جس سے بہت کم لوگ بچ پائے ہیں۔ یہ مال و دولت، حسن و جمال، شہرت و مقبولیت اور علم و دیانت ہر ایک میں پایا جاتا ہے۔ یہ ایک موذی مرض اور مخفی دشمن ہے، ظاہری طور پر نظر آنے والے دشمن سے حفاظت کی انسان تدابیر اختیار کرتا ہے لیکن جو دشمن چھپا ہوا ہو اس سے بچنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

حسد کسے کہتے ہیں؟

کسی کے پاس کوئی دینی یا دنیاوی نعمت مثلاً مال و دولت، حسن و جمال، شہرت و مقبولیت، صلاحیت و استعداد یا علم و دیانت وغیرہ دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ کاش وہ نعمت اس کے بجائے مجھے مل جائے یا کم از کم اُس کے پاس بھی نہ رہے۔ حسد کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ جیسے میں اس نعمت سے محروم ہوں دوسرا شخص بھی محروم ہو جائے۔ اس گندے جذبے اور بری تمنا کا نام حسد ہے اور یہ انسان میں نہیں ہونا چاہیے۔

غِبطہ اور رشک:

کسی کے پاس کوئی دینی یا دنیاوی نعمت دیکھ کر نہ تو اس کے زوال کی تمنا کی جائے اور نہ ہی اس نعمت کو اس کے حق میں برا سمجھا جائے ہاں صرف یہ خواہش کرے کہ جس طرح فلاں بندے کے پاس دینی یا دنیاوی نعمت ہے وہ اس کے پاس بھی باقی

رہے اور وہ نعمت اللہ مجھے بھی نصیب فرمائے۔ اس مبارک جذبے اور نیک تمنا کا نام رشک ہے اور یہ انسان میں ہونا بھی چاہیے۔

حسد کی جائز صورت:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ.

صحیح مسلم، باب لا حسد الا فی اثنین، الرقم: 1846

ترجمہ: حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قابل رشک دو طرح کے لوگ ہیں پہلا وہ جس کو اللہ نے مال و دولت عطا کیا ہو اور وہ اس کو دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ دوسرا وہ جس کو اللہ نے قرآن کریم کی دولت سے مالا مال فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں معاملے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش اور تمنا کرنا جائز ہے۔ درحقیقت یہ حسد نہیں بلکہ رشک ہے مجازاً اس پر حسد کا لفظ بول دیا جاتا ہے، جس کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔

پہلا آسمانی گناہ:

سب سے پہلے اللہ کے حکم کا انکار کرنے والے ابلیس کا جرم یہی حسد تھا۔ ابلیس پہلے جِنات کے ساتھ زمین میں رہا کرتا تھا، باقی جنات سرکش تھے جبکہ ابلیس اللہ کی خوب عبادت کرتا تھا۔ جب اللہ رب العزت نے جنات کو ان کی سرکشی کی سزا دینا چاہی تو ملائکہ نے اللہ رب العزت سے ابلیس کی سفارش کی اللہ رب العزت نے ملائکہ کی سفارش کو قبول فرمایا اور اس کو ملائکہ کے ساتھ رہنے کی اجازت مرحمت کی۔ کچھ عرصہ تک ابلیس ملائکہ کے ساتھ رہا لیکن جب حضرت آدم کو تخلیق کیا گیا اور خلافت

الہیہ کے اعزاز سے نوازا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منہ کر کے (در حقیقت اللہ کو) سجدہ کرنے کا حکم آیا تو ملائکہ سب کے سب سجدے میں گر گئے اور ابلیس اکڑ گیا، انکار کیا اور اللہ کی تقسیم سے ناخوش ہو کر خود کو حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر کہنے لگا۔

اور اللہ رب العزت کے سامنے اپنے بہتر ہونے کی جو دلیل پیش کی اس کا منشاء بھی حسد کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے جبکہ ابلیس کی تخلیق آگ سے اور آگ کا کام اوپر کو جانا ہے نیچے کی طرف آنا نہیں ہے اس وجہ سے مسجود بننے کی فضیلت بجائے آدم کے مجھے حاصل ہونی چاہیے (العیاذ باللہ) اللہ کی تقسیم کو غلط سمجھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ملنے والی اس نعمت سے ابلیس نے حسد کیا جس کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوا۔ حسد نے ابلیس کو ملائکہ کی رفاقت سے محروم کیا، جنت سے محروم کیا، عبادت سے محروم کیا، اجر و ثواب سے محروم کیا اور اسی حسد نے ابلیس کو جہنم کا ایندھن بنایا اور مردود و مقہور بنایا۔

پہلا زمینی گناہ:

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا کسی بات پر جھگڑا ہوا، معاملے کو نمٹانے کے لیے حکم الٰہی ہوا کہ دونوں اللہ کے نام پر اپنا اپنا مال قربان کریں جس کی صورت یہ تھی کہ ہر شخص اپنا مال پہاڑ پر رکھ دے اوپر سے آگ آئے گی جو سچا ہو گا اس کا مال جلا ڈالے گی۔

ہابیل اور قابیل نے اپنا اپنا مال پہاڑی پر رکھا چونکہ اس معاملے میں ہابیل حق پر تھا اس لیے آگ آئی اور پہاڑ پر رکھے ہوئے ہابیل کے مال کو جلا کر بھسم کر دیا یہ اس بات کی علامت تھی کہ اللہ نے ہابیل کی قربانی کو قبول فرما لیا ہے۔ جب قابیل نے یہ دیکھا کہ اس کے مال کو آگ نہیں نہیں جلایا تو وہ خود حسد کی آگ میں جل گیا۔ بجائے

اس کے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہوتا اور اپنے برے عمل سے توبہ کرتا وہ ہابیل کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ ہابیل نے لاکھ سمجھایا کہ مجھ سے حسد کرنے کا کوئی تُک نہیں بنتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون عدل یہی ہے کہ وہ حق والے کی قربانی کو قبول کرتا ہے۔ لیکن قابیل نے ایک نہ سنی اور کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے دست درازی کرے گا تو میں تجھ پر ہاتھ تک نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ بالآخر قابیل اپنے بھائی ہابیل کے قتل سے ہاتھوں کو رنگین کر بیٹھا۔ روئے زمین پر یہ پہلا ناحق قتل تھا جو حسد کی وجہ سے ہوا۔

قبول حق سے انکار کی وجہ:

یہودیوں کے دین اسلام قبول نہ کرنے کی بنیادی وجہ حسد ہے۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 54

ترجمہ: وہ لوگوں سے اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا فضل (کیوں) عطا فرمایا ہے؟

باہمی حسد نہ کرو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ... وَلَا تَحَاسَدُوا۔

صحیح البخاری، باب ما ینھی عن التحاسد والتدابر، الرقم: 6064

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو۔

حسد نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ

وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ۔

سنن ابی داؤد، باب فی الحسد، الرقم:4257

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو حسد سے خوب اچھی طرح بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسے خشک لکڑیوں کو آگ ختم کر دیتی ہے۔

فائدہ: پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھیں کہ حسد کرنے والا اللہ کی تقسیم سے ناخوش ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ بھی اس سے ناراض ہوتے ہیں اس وجہ سے اس کو نیکی کی توفیق بہت کم ملتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر نیکی کی توفیق مل بھی جائے تو وہ نیکیاں اس کے نامہ اعمال سے دھیرے دھیرے ختم ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے (خشک) لکڑی کو آگ لگتی ہے تو وہ اس کو بالکل ہی راکھ بنا ڈالتی ہے اور لکڑی کا وجود ہی ختم کر دیتی ہے اسی طرح حسد کی آگ نیکیوں کو اسی طرح ختم کر دیتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

ایمان اور حسد باہم متضاد:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ۔

سنن النسائی، باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ، الرقم:3109

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی شخص کے دل میں ایمان (کامل) اور حسد دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

فائدہ: اس حدیث مبارک میں ایمان کے اثرات اور ایمان کے کمال کے بارے میں ذکر ہے کہ حاسد کے دل میں ایسا کامل ایمان نہیں جس کے اثرات اس پر ظاہر ہوں یعنی ایمانی کمزوری ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حاسد حسد کرنے کی وجہ

سے مومن ہی نہ رہے بلکہ کافر بن جائے یہ قطعاً مراد نہیں ہے۔

دین کو مونڈنے والی چیز:

أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ۔

جامع الترمذی، باب منہ، الرقم: 2434

ترجمہ: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی امتوں والی (روحانی) بیماریاں تم تک پہنچ جائیں گی یعنی حسد و بُغض اور یہ مونڈ دینے والی بیماری ہے میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ بیماری بال مونڈ دینے والی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حسد دین کو مونڈنے والی بیماری ہے۔

فائدہ: حسد کو مونڈنے والی چیز (استرے) سے تشبیہ دی ہے اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جیسے استرا ہر طرح کے بالوں کو مونڈ دیتا ہے خواہ بال چھوٹے ہوں یا بڑے، سیاہ ہوں یا سفید۔ اسی طرح حسد بھی نیکیوں کو مونڈ دیتا ہے خواہ نیکی چھوٹی ہو یا بڑی خواہ وہ اخلاص کے ساتھ کی گئی ہو یا بغیر اخلاص کے۔

لوگ سلامت رہیں گے جب تک...:

عَنْ ضَمُرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوا۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 8157

ترجمہ: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس وقت تک سلامت رہیں گے جب تک وہ ایک دوسرے پر حسد نہ کریں گے۔

فائدہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلوں کے طبیب ہیں آپ نے ہمارے دلوں کی سلامتی کے بارے میں فرمایا ہے جب تک دل حسد سے پاک رہیں گے سلامتی رہے گی اور جب حسد آجائے گا تو دلوں کی سلامتی ختم ہو جائے گی اور شر ہی شر پھیل جائے گا۔

قصہ ایک جنتی کا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وُضُوئِهِ قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنَسٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثَ فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ وَكِدْتُ أَنْ أَحْتَقِرَ عَمَلَهُ قُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ فَأَقْتَدِيَ بِهِ فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ قَالَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي فَقَالَ مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ۔

مسند احمد، الرقم: 12697

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی آپ کے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا چنانچہ ایک انصاری صحابی مجلس میں آئے وضو کرنے کی وجہ سے ان کی داڑھی سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور انہوں نے بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا تھاما ہوا تھا۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ کل والی بات دہرائی اور وہی انصاری صحابی گزشتہ کل والی حالت میں تشریف لائے۔ تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات ذکر فرمائی اور وہی انصاری صحابی اسی کیفیت میں مجلس میں تشریف لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے تشریف لے گئے تو عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس انصاری صحابی کے پیچھے ہو لیے (تاکہ ان کے اس عمل کے بارے معلوم کر سکیں جس عمل کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی تھی) اور ان سے کہا کہ میرے کچھ گھریلو حالات ایسے ہیں جن کی وجہ سے میں اپنے گھر کے بجائے تین دن تک آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے ہاں مجھے رہنے کی اجازت دے دیں۔ انہوں نے اس کی اجازت دے دی۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے تین راتیں ان کے ہاں گزاریں، اور ان کے معمولات کو دیکھتے رہے کہ وہ قیام اللیل کی باقاعدگی نہیں کرتے تھے ہاں جب

رات کو جب کبھی بھی آنکھ کھلتی اور کروٹ بدلتے تو اللہ کا ذکر اور تسبیح بیان کرتے اور فجر تک یہی کیفیت رہتی۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بقول میں نے ان کی زبان سے کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ جب بھی بات فرمائی تو اچھی بات فرمائی۔

جب اسی کیفیت میں تین راتیں گزریں تو میرے دل میں ان کے ان اعمال کے قلیل ہونے کا خیال پیدا ہونے لگا تو میں نے ان سے کہا: میرا گھریلو کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جس کی وجہ سے میں اپنے گھر نہ رہ سکتا۔ اصل بات یہ تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلسل تین دن تک یہ بات سنتا رہا کہ ایک جنتی شخص آنے والا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ارشاد فرمانے کے بعد آپ تشریف لاتے تھے۔ اس لیے میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں کچھ دن آپ کے ساتھ رہوں اور آپ کے معمولات کا قریب سے مشاہدہ کروں اور اس کے بعد خود بھی انہی معمولات کو اپناؤں۔

مگر تعجب ہے کہ میں نے آپ کو کوئی بہت بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ اس پر وہ انصاری صحابی فرمانے لگے: میرے معمولات تو بس اتنے ہی ہیں جو تم نے دیکھ لیے۔

ان کی یہ بات سن کر جب عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ واپس ہونے لگے تو اس انصاری صحابی نے انہیں بلایا اور فرمایا: ہاں ایک بات ایسی ہے جسے تم آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تھے اور وہ یہ ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ نے جس کو جو نعمت عطا فرمائی ہے میں اس پر کبھی حسد نہیں کرتا۔ یہ بات سن کر عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ یہی آپ کی امتیازی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ بلند ترین مقام نصیب ہوا ہے۔

حسد کے نقصانات:

- حسد کرنے والا جلن اور کڑھن کا شکار رہتا ہے۔
- مسلسل غم اور پریشانی کی کیفیت میں رہتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی تقسیم سے ناخوش رہتا ہے۔
- ایسی مصیبت میں گرفتار رہتا ہے جس پر اجر نہیں ملتا۔
- اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔
- احساس کمتری کا بھی شکار رہتا ہے۔

حسد سے بچنے کا نسخہ:

حسد جیسے روحانی اور نفسیاتی مرض سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں تو ان شاء اللہ حسد سے دل پاک ہو جائے گا۔

- تنہائی میں اس کے لیے دعائیں کرے۔
- اس کے ساتھ عزت واحترام کا معاملہ کرے۔
- اپنے جس مسلمان بھائی سے حسد ہو رہا ہو اس کو سلام میں پہل کرے۔
- اس کی عدم موجودگی میں اس کے بارے خیر کے کلمات کہے اور لوگوں میں اس کی خوبیوں کا تذکرہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حسد اور دیگر برائیوں سے محفوظ فرمائے اور نیک عادات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 11 اپریل، 2019ء

طوفانی بارشیں

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں، دنیا دارالاسباب ہے لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اسباب سے مراد صرف ظاہری اسباب ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے اسباب پیدا فرمائے ہیں ایک کو ظاہری اور دوسرے کو باطنی کہتے ہیں۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ظاہری اسباب کو بھی مانتے ہیں اور باطنی اسباب کو بھی۔

تیز آندھیاں اور طوفانی بارشیں:

اب آتے ہیں اس بات کی طرف کہ گزشتہ کچھ دنوں سے ملک بھر میں طوفانی بارشوں کا سلسلہ جاری ہے جس کی وجہ سے بہت نقصانات ہو چکے ہیں اور اگر ان کی روک تھام کے لیے اقدامات نہ کیے گئے تو مزید نقصانات کا بھی اندیشہ ہے۔ پیر کے روز سے شروع ہونے والی تیز آندھیوں، طوفانی بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے ملک کے کئی بڑے شہروں سمیت دیہاتوں میں بڑے پیمانے پر نقصانات ہوئے۔

گلیوں کی ابتر صورتحال:

گلی محلے جوہڑ کا منظر پیش کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے انسانوں اور مال مویشیوں میں وبائی امراض پھیل رہے ہیں، سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہیں، نشیبی علاقوں میں پانی گھروں کے اندر داخل ہو گیا ہے، ژالہ باری سے فصلوں اور باغات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

کھیتوں اور باغات کو نقصانات:

ایسے علاقے جہاں ابھی گندم کی کٹائی میں کچھ دن باقی تھے وہاں کھیت تباہ ہو گئے ہیں، اور ایسے علاقوں میں جہاں گندم کی کٹائی کا سلسلہ شروع ہے وہاں طوفانی بارشوں کی وجہ سے گندم بہہ گئی ہے۔ آم اور دیگر پھلوں کے باغات کو شدید ترین نقصان ہوا ہے۔

بجلی کی فراہمی معطل:

بارش کے باعث بیسیوں فیڈرز ٹرپ کر گئے ہیں، کئی کئی گھنٹوں تک بجلی کی فراہمی معطل رہی ہے۔ جس کی وجہ سے گھروں، دفاتر، کاروباری مراکز اور فیکٹریوں میں نظام زندگی مفلوج رہا۔

زخمی اور جاں بحق ہونے والے:

اس کے ساتھ ساتھ کئی گھر تباہ ہوئے، لوگ جاں بحق ہوئے۔ لوگوں کے مکانوں کی چھتیں اور دیواریں گریں، جن کے ملبے تلے دب کر کئی افراد موت کے منہ میں چلے گئے جبکہ متعدد افراد زخمی حالت میں اب تک ہسپتالوں میں پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جاں بحق ہونے والے تمام اہل ایمان کی کامل مغفرت فرمائے اور زخمیوں کو جلد شفا نصیب کرے، جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے اللہ اپنے کرم سے اس کی تلافی فرمائے۔

قبرستانوں کی حالت زار:

حالیہ بارشوں کے دنوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کئی قبرستانوں میں کافی پانی جمع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے بعض قبروں کو جزوی طور پر جبکہ بعض کو مکمل طور پر نقصان پہنچا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں یہ مقامات اگرچہ عبرت کے لیے ہیں لیکن اس کے باوجود ان مقامات کا احترام شرعاً لازمی ہے۔

ظاہری اسباب اختیار کیے جائیں:

جہاں تک تعلق ہے ظاہری اسباب اختیار کرنے کا تو ہمیں ضرور کرنے چاہییں، قبل از وقت ایسے انتظامات کرنے چاہییں جن کی وجہ سے ہم ممکنہ تباہیوں اور نقصانات سے بچ سکیں۔

حکومتی ذمہ داریاں:

نمبر1: بارشوں کے جمع شدہ پانی کی نکاسی کے لیے سنجیدہ کوششیں اور منظم کام کیا جائے، اس کے لیے سیوریج سسٹم میں بہتری لائے جائے تاکہ سڑکوں اور گلیوں کا پانی جمع ہو کر تعفن اور وبائی امراض نہ پھیلاتا رہے بلکہ زیر زمین نالوں میں بہہ جائے۔

نمبر2: جو بے گھر ہوئے ہیں ان کی رہائش اور خوراک وغیرہ کا معقول بندوبست کیا جائے، وقتی طور پر خیمے اور شامیانے دیے جائیں اور بعد میں انہیں گھر تعمیر کرکے دیے جائیں اس بارے صوبائی حکومتیں اپنی نگرانی میں ان کی مکمل دیکھ بھال کریں۔

نمبر3: جن کی فصلوں کا نقصان ہوا ہے حکومت ان کا ہر ممکن تعاون کرے، کسان کی سال بھر کی روزی انہی کھیتوں اور باغات سے وابستہ ہوتی ہے اس کی مکمل تحقیق کی جائے اور ترجیحی بنیادوں پر غریب کسانوں کو امداد فراہم کی جائے۔ اسی ضمن میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ فصلوں اور پھلوں کی برآمدات و درآمدات کے لیے لائحہ عمل طے کیا جائے۔ تاکہ ملک کی معیشت کو کسی صورت نقصان نہ ہونے پائے۔

نمبر4: بارشوں کے پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے سدباب کے لیے علاج معالجہ کی سہولیات کو یقینی بنایا جائے اور اس پر آنے والے اخراجات کو رفاہی تنظیموں سے زیادہ حکومت پورا کرے۔

نمبر5: قبرستانوں اور دیگر مقدس مقامات جن کو نقصان پہنچا ہے ان کی تعمیر کا بندوبست کیا جائے۔ چاردیواری اور نکاسی آب کو یقینی بنایا جائے۔

باطنی اسباب:

اللہ تعالیٰ کائنات کے خالق ہیں اور اس کے نظام کو چلانے کے لیے مضبوط قوانین و اٹل ضابطے مقرر فرمائے ہیں۔ کائنات کا نظام اس وقت تک صحیح چل سکتا ہے جب اللہ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق چلایا جائے۔ اگر اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کی جائے اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کی جائے تو پھر نظام درست نہیں چلتا بلکہ افراتفری، تباہی و بربادی اور مصائب و عذاب نازل ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں افراد، قومیں، قبیلے اور علاقے نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اور تباہی کے لیے یہی چیزیں (گناہ) باطنی اسباب کہلاتے ہیں۔

ایک قرآنی جھلک:

قرآن کریم میں نافرمانوں پر عذاب کا تذکرہ بکثرت موجود ہے:

- ابلیس نے اللہ کی نافرمانی کی، تباہ ہوا۔
- قابیل نے اللہ کی نافرمانی کی، تباہ ہوا۔
- قوم نوح نے اللہ کی نافرمانی کی طوفان کے عذاب میں مبتلا ہوئی، تباہ ہوئی۔
- قوم عاد نے اللہ کی نافرمانی کی تیز ہوا کے عذاب میں مبتلا ہوئی، تباہ ہوئی۔
- قوم ثمود نے اللہ کی نافرمانی کی چیخ کے عذاب میں مبتلا ہوئی، تباہ ہوئی۔
- قوم لوط نے اللہ کی نافرمانی کی پانی میں غرق اور پتھروں کے عذاب میں مبتلا ہوئی، تباہ ہوئی۔
- نمرود نے اللہ کی نافرمانی کی، مچھر کے عذاب میں مبتلا ہوا، تباہ ہوا۔
- فرعون نے اللہ کی نافرمانی کی، بحر قلزم میں غرق ہوا، تباہ ہوا۔
- قارون نے اللہ کی نافرمانی کی، زمین میں دھنسنے کے عذاب میں مبتلا ہوا، تباہ ہوا۔
- بنی اسرائیل نے اللہ کی نافرمانی کی، ظالم بادشاہ کے مظالم کا شکار ہوئی، تباہ ہوئی۔

برو بحر کا فساد:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ۔

پ 21، سورۃ الروم، رقم الآیۃ: 41

ترجمہ: برو بحر میں ہونے والا فساد لوگوں کے اپنے کرتوتوں کا ہی کیا دھرا ہے۔

اکثر تو اللہ معاف کر دیتے ہیں:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔

سورۃ الشوریٰ، رقم الآیۃ: 30

ترجمہ: اور جو مصیبت و پریشانی تمہیں آتی ہے یہ تمہارے ہی گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے جبکہ اکثر جرائم سے اللہ درگزر بھی فرما دیتا ہے۔

آزمائش کے وقت توبہ و استغفار:

ہر آنے والی مصیبت ہمیشہ عذاب ہی نہیں ہوتی بعض مرتبہ آزمائش کے طور پر بھی آتی ہیں ایسے وقت میں توبہ و استغفار اور اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۔

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 126

ترجمہ: کیا وہ لوگ اس بات میں غور نہیں کرتے کہ ہر سال ایک یا دو بار مصائب کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں اس کے باوجود بھی وہ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے سبق سیکھتے ہیں۔

بارش ہماری ضرورت:

بارش کی وجہ سے زمینیں سیراب ہوتی ہیں۔ کھیتیاں، باغات، نہریں اور موسم معتدل ہوتا ہے اگر بالکل بارش نہ ہو تو پانی کی تہہ نیچے چلی جائے اور اگر بارشیں

مسلسل برسنا شروع کر دیں تو طوفان اور سیلاب کا خطرہ ہوتا ہے۔

بارش کے بارے اسوۂ نبوی:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بارش طلب کرنے کے لیے نماز استسقاء ادا فرماتے۔ جس کا مکمل طریقہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

بارش مانگنے کی دعا:

اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا. اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا. اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا.

صحیح البخاری، باب الاستسقاء فی خطبۃ الجمعۃ، الرقم:1014

ترجمہ: اے اللہ ہمیں سیر اب فرما۔ (تین بار)

وسیلہ دے کر بارش مانگنا:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔

صحیح البخاری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، الرقم:1010

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! ہم تیرے پاس تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لے کر آیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیر اب کرتا تھا، اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لے کر آئے ہیں، ہمیں سیر اب فرما۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیر اب کئے جاتے (یعنی بارش ہو جاتی)۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بارش طلب کرتے وقت جیسے اللہ کے رسول کا وسیلہ دے کر دعا مانگنا درست ہے اسی طرح نیک لوگوں کا وسیلہ دے کر بھی مانگنا جائز ہے۔

بارش کے وقت کی دعا:

اَللّٰھُمَّ صَیِّباً نَافِعاً.

صحیح البخاری، باب مایقال إذا أمطرت، الرقم: 1032

ترجمہ: اے اللہ! نفع پہنچانے والی بارش برسا۔

بارش؛ دعا کی قبولیت کا وقت:

بارش کا برسنا اللہ رب العزت کی رحمت ہے اور نزول رحمت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بارش کے وقت کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ... وَوَقْتُ الْمَطَرِ.

سنن ابی داؤد، باب الدعاء عند اللقاء، الرقم: 2540

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور بارش کے وقت (کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی)۔

رحمت والی بارش:

اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ

موطا امام مالک، باب ماجاء فی الاستسقاء، الرقم: 403

ترجمہ: اے اللہ! اپنی مخلوق پر رحمت والی بارش نازل فرما اور اپنی رحمت کو ہر سو پھیلا دے اور بنجر زمین کو قابل کاشت بنا!

نفع بخش بارش:

اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا، مَرِيئًا مَرِيعًا، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ

سنن ابی داؤد، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، الرقم: 1169

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر وہ بارش برسا جو فائدہ مند ہو، خوشگوار ہو، کھیت کھلیان وغیرہ

کے لیے نقصان کے بجائے نفع بخش ہو، تاخیر کے بجائے جلد نازل ہونے والی ہو۔

زیادہ بارش کے وقت:

اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔

صحیح البخاری، باب الاستسقاء فی الخطبۃ الجمعۃ، الرقم:1014

ترجمہ: اے اللہ ہمارے لیے فائدہ مند ہو نقصان دہ نہ ہو، اے اللہ اس کو پہاڑوں، مٹی کے ٹیلوں، وادیوں اور درختوں پر نازل فرما۔

بارش کے بعد دعا:

مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ.

صحیح البخاری، باب یستقبل الامام الناس اِذا سلم، الرقم:846

ترجمہ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے ہمارے اوپر بارش برسی۔

طوفانی بارشیں برس رہی ہیں اس موقع پر حکومت وقت اور عوام اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے رحمت والی بارشیں نازل فرمائے اور زحمت والی بارشوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 18 اپریل، 2019ء

صدیقہ کائنات...... عفیفہ کائنات رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ کی کروڑہا رحمتیں نازل ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل، اصحاب، ازواج اور بنات پر جنھوں نے ہم تک دین پہنچایا۔ امہات المومنین میں سے میری امی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے شعبان المعظم میں پیش آنے والا دلخراش واقعہ آپ کے سامنے ذکر کیا جارہا ہے لیکن اس کے پہلے بطور تمہید ایک اور واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

غزوہ مُرَیسِیع:

شعبان المعظم 5 ہجری کو ایک اہم واقعہ پیش آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار اپنے قبیلے اور کچھ دیگر قبائل کے لوگوں کے ہمراہ اہل اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاریاں کررہا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے بنو مصطلق کی طرف روانہ کیا۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر حارث بن ضرار سے ملاقات کی اور بات چیت کی اور واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے باخبر کیا کہ واقعی بنو مصطلق اور دیگر قبائل کے لوگ حارث بن ابی ضرار کی قیادت میں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا

اور مورخہ 2 شعبان 5 ہجری کو بنی مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں امہات المومنین میں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ روانہ ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے انتظامی معاملات حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ یا پھر نمیلہ بن عبد اللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو سونپے۔ اس غزوے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منافقین کی بھی ایک جماعت ساتھ تھی جو اس سے پہلے کسی غزوے میں شریک نہیں ہوئی تھی۔

دوسری طرف حارث بن ابی ضرار نے بھی اسلامی لشکر کی نقل و حرکت، سپاہیوں کی تعداد اور اسلحہ کی مقدار معلوم کرنے کے لیے ایک جاسوس بھیجا، یہ جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا گیا اور مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔

حارث بن ابی ضرار اور اس کے قبیلے کے لوگوں کو جب یہ اطلاع ملی کہ لشکر اسلام اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں بنو مصطلق کی طرف آ رہا ہے مزید یہ کہ انہیں اپنے جاسوس کے قتل کیے جانے کا علم ہوا تو وہ سخت خوفزدہ ہوئے۔ بنو مصطلق کے علاوہ جو دیگر قبائل کے لوگ ان کے ساتھ تھے وہ سب خوف کے مارے واپس ہو گئے۔ ادھر لشکر اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مقام قدید کے قریب چشمہ ٔ مریسیع تک پہنچ گئے۔

نوٹ: مُرَیْسِیْع۔ م کو پیش جبکہ راء کو زبر ساتھ پڑھنا ہے۔

حارث بن ابی ضرار نے یہ صورت حال دیکھی تو آمادۂ جنگ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی فرمائی۔ اسلامی لشکر کا جھنڈا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیا اور خاص انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔

یہ جنگ کچھ دیر تک جاری رہی، دونوں طرف سے تیروں کا تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یکبارگی حملہ کیا اور بنو مصطلق کے قدم اکھڑ گئے، مسلمان فتح یاب ہوگئے اور مشرکین نے شکست کھائی۔ بنو مصطلق کے گیارہ آدمی مارے گئے جن میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر مسافع بن صفوان بھی شامل تھے اور چھ سو کے قریب گرفتار ہوئے۔ ان قیدیوں میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی برہ (حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا) بھی تھیں۔

مسلمانوں میں سے صرف ایک صحابی حضرت ہشام بن صباحہ رضی اللہ عنہ شہادت پر فائز ہوئے تھے، یہ بھی ایک شبہ کی وجہ سے شہید ہوئے، ایک انصاری صحابی کو ان کی پہچان نہ ہو سکی اور انہوں نے آپ کو دشمن کا آدمی سمجھ کر قتل کر دیا تھا۔ حارث بن ابی ضرار اور دیگر چند لوگوں نے راہ فرار اختیار کی اور بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

"افک" کا دلخراش تفصیلی واقعہ:

یہ بات ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ اس سفر میں امہات المومنین میں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ دشمنان اسلام منافقین نے آپ کی عفت وپاکدامنی پر انگلیاں بھی اٹھائیں۔ جسے عُرفِ عام میں "واقعہ اِفک" کہا جاتا ہے یہ بہت دلخراش سانحہ تھا کئی دنوں کے صبر واستقلال کے بعد بالآخر اللہ رب العزت نے آپ کی پاکدامنی پر قرآنی مہر ثبت کر دی، قرآن کریم کی سورۃ نور میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

نوٹ: اِفک "جھوٹ، تہمت اور بدعنوانی کے جھوٹے الزام" کو کہتے ہیں۔ جبکہ بعض اہل لغت کے ہاں افک محض جھوٹ کو نہیں بلکہ ایسے بڑے جھوٹ کو کہتے ہیں جو

اصل معاملے کی ساری صورتحال کو یکسر بدل دے۔ یہ لفظ "فِکر" کی طرح پڑھا جاتا ہے۔ یعنی الف کے نیچے زیر کے ساتھ۔

مدینہ منورہ سے پہلے ذی قرع ایک بستی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ لشکر کی روانگی سے کچھ پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے لشکر سے ذرا دور نکل کر باہر آڑ میں چلی گئیں۔ جب واپس تشریف لا رہی تھیں تو اِتفاقاً آپ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ اپنے گلے پر پڑا، ایک دم ٹھٹک کر رہ گئیں کیونکہ اپنی ہمشیرہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے جو ہار عاریتاً لائی تھیں وہ گلے میں موجود نہیں تھا بلکہ کہیں گر چکا تھا۔ چنانچہ آپ واپس پلٹیں اور ہار تلاش کرنا شروع کیا۔

دوسری طرف لشکر مدینہ منورہ کی طرف جانے کے لیے بالکل تیار تھا، آپ رضی اللہ عنہا نے یہ خیال کیا کہ ہار ابھی مل جائے گا اور میں واپس آجاؤں گی۔ لیکن ہار تلاش کرنے میں کافی دیر ہو گئی۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے جاتے وقت کسی کو اطلاع نہیں دی کہ میں قضائے حاجت کے لیے جا رہی ہوں، ساربانوں (جو کجاوے کو اٹھا کر اونٹ پر باندھتے ہیں) نے خیال کیا کہ آپ کجاوے میں سوار ہیں۔

نوٹ: یہ کجاوہ ڈولی نما ہوا کرتا تھا جس میں مستورات سفر کرتی تھیں۔ چونکہ پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے اس لیے ازواج مطہرات اور دیگر مسلمان خواتین سفر میں باپردہ ہی رہتی تھیں۔

اس کجاوے کے پردے نیچے لٹکے ہوئے تھے، ساربانوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ رضی اللہ عنہا کجاوے کے اندر موجود ہیں۔ کجاوہ اونٹ پر کسا اور لشکر کے ساتھ چل دیے۔ اُس زمانہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بمشکل 14 / 15 سال تھی اور آپ رضی اللہ عنہا کا جسم بھی دبلا پتلا تھا۔ اِسی لیے کجاوہ کَسنے والے

ساربانوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ آپ سوار ہیں یا نہیں۔؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں: میں کافی دیر ہار تلاش کرتی رہی، بالآخر ہار مجھے مل گیا لیکن ایک پریشانی بھی ساتھ لاحق ہو گئی کہ قافلہ مجھے سے دور جا چکا تھا۔ غالباً ساربانوں نے میرا کجاوہ اٹھایا اور اونٹ پر باندھ دیا یہ سمجھ کر کہ میں بھی اس میں سوار ہوں حالانکہ میں ہار تلاش کرنے گئی تھی۔

اب اس میدان میں سوائے سیدہ عائشہ کے اور کوئی بھی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے قافلے کے پیچھے جانے کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ قافلہ والے جب مجھے اپنے اندر نہ پائیں گے تو لازماً تلاش کرنے کے لیے یہیں لوٹیں گے اس لیے آپ رضی اللہ عنہا چادر لپیٹ کر سو گئیں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو نیند آ گئی۔

جب لشکر کسی معرکے کے لیے نکلتے تو قافلے کے تین حصے ہوتے تھے۔ قافلے سے آگے کچھ فاصلے پر چند افراد ہوتے پھر قافلہ ہوتا اور آخر میں چند افراد یا کسی ایک کی ذمہ داری ہوتی کہ قافلے والوں کی کوئی چیز راستے میں گر گئی ہو تو وہ اسے اٹھالے۔

چونکہ قافلہ جا چکا تھا، قافلہ کے آخری حصہ کے ذمہ دار حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تھے، وہ وہاں پہنچے اور دیکھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آرام فرما رہی ہیں۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو پردہ کے حکم نازل ہونے سے قبل چونکہ دیکھا ہوا تھا، اس لیے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کانوں میں جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی آواز پڑی تو آپ فوراً جاگ گئیں اور جھٹ سے پردہ کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی

اور اُن کی زبان سے سوائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے میں نے کوئی کلمہ نہیں سنا۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے، میں اُس پر سوار ہوئی اور صفوان اُس اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے ہو لیے اور لشکر کی تلاش میں تیزی سے روانہ ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم دوپہر کو لشکر کے ساتھ آکر ملے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا، اُنھوں نے کہا اور مجھ کو اِس کی کوئی خبر نہ تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ پہنچ کر میں بیمار ہوگئی۔ تقریباً ایک مہینہ بیماری میں گزرا، بہتان لگانے والے اپنے کام میں لگے رہے مگر مجھے ان باتوں کا کچھ علم نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس مہربانی میں کمی آجانے کی وجہ سے جو سابقہ بیماریوں میں میرے ساتھ رہی، میں بہت پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تو تشریف لاتے ہیں اور دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس ہو جاتے ہیں، مجھ سے دریافت نہیں کرتے، آپ کے اس انداز سے میری تکلیف میں اضافہ ہوتا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایسے حالات نے مجھے دل گرفتہ کر دیا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیں، میں وہاں چلی جاؤں تاکہ وہ میری تیمارداری اچھی طرح سے کر سکیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ میں اپنی والدہ کے پاس چلی آئی اور میں اِن باتوں سے قطعاً بے خبر تھی اور قریباً ایک ماہ کی بیماری میں نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ ہم عرب لوگ تھے، ہمارے گھروں میں اہل عجم کی طرح بیت الخلانہ تھا۔ قضائے حاجت کے لیے مدینہ کی کھلی فضاء میں چلے جاتے تھے (یعنی کھلے جنگل میں شہر کے باہر) اور خواتین حوائج ضروریہ کے

لیے رات کو باہر جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ میں بھی ایک شب رفع حاجت کے لیے باہر گئی اور میرے ہمراہ اُم مسطح بنت ابی رہم بن مطلب تھیں، چلتے چلتے وہ اپنی چادر میں اُلجھ کر ٹھوکر لگی اور گر گئیں تو اُن کے منہ سے نکلا: مسطح ہلاک ہو (مسطح اُن کا بیٹا تھا، لقب مسطح تھا اور نام عوف تھا)۔

یہ سن کر میں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے ایک بدری مہاجر کو بد دعاء دے کر برا کیا۔ تو اُم مسطح نے کہا: اے دختر ابی بکر! کیا تم کو وہ بات معلوم نہیں؟ میں نے پوچھا کون سی؟ تو اُم مسطح نے مجھے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ میں نے حیرت سے پوچھا: کیا یہ بات ہو چکی ہے؟

اُم مسطح نے کہا: ہاں واللہ! یہ بات پھیل چکی ہے۔ میرے اوسان خطاء ہو گئے اور میں بغیر رفع حاجت کے واپس چلی آئی، واللہ! میں رات بھر روتی رہی، میں نے محسوس کیا کہ روتے روتے میرا کلیجا پھٹ جائے گا۔ یہ سنتے ہی مرض میں اور شدت آ گئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اپنے والدین کے پاس آئی اور اپنی ماں سے کہا: اے میری ماں آپ کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہہ رہے ہیں؟۔ ماں نے کہا: اے میری بیٹی تو رنج نہ کر، دنیا کا قاعدہ یہی ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت ہو اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبہ ہو تو حسد کرنے والی عورتیں اُس کے ضرر کے درپے ہو جاتی ہیں اور لوگ بھی اُس پر تہمتیں تراشتے ہیں۔ میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ کیا ابو جان کو بھی اس بات کا علم ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا کہ: ہاں۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے میری ماں! اللہ تمہاری مغفرت کرے، لوگوں میں تو اِس کا چرچا ہے اور آپ نے مجھ سے اِس کا ذکر تک نہیں کیا، یہ کہتے ہوئے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میری چیخیں نکل گئیں۔ میرے

والد جو بالا خانہ پر تلاوتِ قرآن میں مصروف تھے کہ میری چیخ سن کر نیچے آ گئے اور میری ماں سے میرے بارے دریافت کیا۔ ماں نے کہا کہ اِسے ساری بات کا علم ہو گیا ہے۔ یہ سن کر میرے والد بھی رونے لگے۔ مجھ کو شدت کا لرزہ آیا، میری والدہ نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیے اور یونہی تمام رات روتے ہوئے گزر گئی۔ ایک لمحہ کے لیے آنسو نہیں تھمتے تھے کہ اِسی طرح صبح ہو گئی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے شدت غم سے صرف یہ جملہ نکلا: اللہ کی قسم! ایسی بات تو ہمارے بارے میں زمانہ جاہلیت میں بھی کسی نے نہیں کہیں، اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام سے عزت بخشی تو اِس کے بعد کیسے ممکن ہے؟ جب اِس معاملہ میں نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کے اہل خانہ ہیں، ہم ان میں سوائے خیر و بھلائی کے کچھ نہیں جانتے۔

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل پریشانی اور رنج و غم کو دور کرنے کے لیے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالی نے خواتین کے معاملے میں آپ پر تنگی نہیں رکھی۔ (آپ مزید پریشان نہ ہوں، اور اپنے آپ کو اس فکر میں گھولتے نہ رہیں ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پریشانیاں دیکھی نہیں جاتی) میری رائے یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور بھی خواتین ہیں۔ لیکن آپ اس معاملے میں جلدی نہ فرمائیں بلکہ گھر کی باندی بریرہ سے اس بارے حقیقت حال معلوم کر لیں۔

نوٹ: بعض کم فہم لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے یہ سمجھتے ہیں کہ العیاذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں ام المومنین کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی یا

اچھی حیثیت نہیں تھی۔ حالانکہ ہر گز ہر گز ایسا معاملہ نہیں تھا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُم المومنین کی پاکدامنی و عفت میں ذرہ برابر بھی تردد نہیں، باقی رہے ان کے یہ کلمات تو ان کو بغض عائشہ سے پاک دماغ ہی سمجھ سکتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی کامل یقین کامل تھا بریرہ ضرور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں گواہی دے گی اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اطمینان ہو جائے گا کہ کیونکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا خانگی معاملات کو قریب سے مشاہدہ کر رہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بریرہ! اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شے ایسی دیکھی ہو جس میں تجھ کو شبہ اور تردد ہو تو بتلا۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: قسم ہے اُس ذات پاک کی، جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا، میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی کوئی بات معیوب اور قابل گرفت کبھی نہیں دیکھی، سوائے اِس کے کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہیں، آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہیں، اور بکری کا بچہ آکر اُسے کھا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سنا فوراً مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر مختصر خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم میں سے اس شخص کے خلاف کون میرا ساتھ دینے کو تیار ہے کہ جس نے میرے اہل بیت کو ایذاء پہنچائی۔ اللہ کی قسم! میں نے اپنے اہل خانہ سے سوائے نیکی اور پاکدامنی کے کچھ نہیں دیکھا اور بالکل اسی طرح جس شخص کا اُن لوگوں نے نام لیا ہے اُن میں بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

حدیث کے مضمون سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ ہیں۔

چنانچہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ نے پورے قبیلے کی طرف

سے ترجمانی کرتے ہوئے گفتگو فرمائی اس کے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی۔ اختلاف مزاج کے بشری تقاضوں کے تحت بدمزگی سی محسوس ہونے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں کو خاموش رہنے کا حکم فرمایا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں: میرا یہ سارا دن بھی روتے ہوئے گزرا، ایک لمحہ بھر کے لیے بھی آنسو نہیں تھمے۔ رات بھی اِسی طرح گزری، میری اِس حالت میں میرے والدین کو گمان ہونے لگا تھا کہ اب اِس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو بالکل میرے قریب آکر میرے والدین بیٹھ گئے اور میں روئے جارہی تھی اتنے میں انصار کی ایک عورت آگئی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔

اِسی دوران اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کرکے میرے قریب بیٹھ گئے۔ جب سے جھوٹا منفی پروپیگنڈا عام ہوا کبھی آپ میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے اور وحی کے اِنتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ اِس کے بعد یہ فرمایا: اے عائشہ! مجھے تیرے بارے میں ایسی ایسی بات پہنچی ہے، اگر تو اس بَری ہے تو دیکھنا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور بَری کرے گا اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ اور استغفار کر، اِس لیے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات ختم فرمائی تو اُسی وقت میرے آنسو تھم گئے۔ یہاں تک کہ آنسو کا کوئی ایک قطرہ بھی میری آنکھ میں نہ رہا اور میں نے اپنے والد سے کہا:

ابو! آپ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں،

اُنہوں نے کہا: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں؟

پھر میں نے یہی الفاظ اپنی ماں سے کہے تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اِس کے بعد میں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا: اللہ کو بخوبی علم ہے کہ میں اس سارے معاملے میں بری اور بے قصور ہوں لیکن (منفی پروپیگنڈے کی وجہ سے) لوگوں کے دلوں پر اس کے اثرات گہرے پڑ چکے ہیں۔

اگر میں یوں کہوں کہ میں اس سے بَری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بَری ہوں، تو تم سب یقین نہ کرو گے اور اگر بالفرض میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بَری ہوں، تو تم سب یقین کرو گے اور میں نے روتے ہوئے یہ کہا:

اللہ کی قسم! میں اُس چیز سے کبھی توبہ نہیں کروں گی جو یہ لوگ مجھ سے غلط منسوب کرتے ہیں، بس میں وہی کہتی ہوں کہ جو یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا **فَصَبۡرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ** صبر بہتر ہے اور اللہ ہی مددگار ہے اُس بات کی حقیقت ظاہر فرمانے پر جو تم بیان کرتے ہو۔

(اس موقع پر آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام نہیں لیا اس کی وجہ خود بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کیا تو نام یاد نہ آیا تو اِس لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کہا) آپ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں: اُس وقت میرے دل کو کامل یقین ہو گیا کہ ضرور اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بری ثابت فرمائیں گے، لیکن یہ تو میرے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی، میرا خیال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری برأت اپنے رسول کو خواب دکھا دیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں پر تشریف فرما تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر

مبارک کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ رکھ دیا گیا اور ایک چادر اوڑھا دی گئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: باوجود شدید سردی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے۔ جب وحی کا نزول شروع ہوا تو میں بالکل نہیں گھبرائی، کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں بَری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائے گا، لیکن میرے والدین کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ اُن کی جان ہی نہ نکل جائے۔

وحی الٰہی کا نزول ختم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ۔ اے عائشہ! اللہ نے تمہاری پاکدامنی بیان فرما دی ہے۔ چنانچہ سورۃ نور کی 11 سے لے کر 20 تک دس آیات مبارکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میری والدہ نے مجھے کہا کہ عائشہ اٹھو! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! سوائے اللہ تعالیٰ کے جس نے میری برأت نازل فرمائی، کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی۔

نوٹ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوہری حیثیت کی مالکہ ہیں۔ پہلی حیثیت یہ کہ آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہیں اور دوسری حیثیت کہ آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں بلکہ محبوب ترین بیوی ہیں۔ اب سمجھیے کہ آپ رضی اللہ عنہا والدہ کے کہنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ کیوں نہیں ادا کیا یہ شوہر اور بیوی میں لاڈ و محبت کا وہ درجہ ہے جسے نافرمانی کا نام نہیں دیا جاتا بلکہ "نازِ محبوبی" کہا جاتا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ النور کی اِن آیاتِ مبارکہ کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور لختِ جگر کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لائے اور صحابہ کرام کے سامنے مذکورہ آیات تلاوت فرمائیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول اس فتنے کی اصل بنیاد عبد اللہ ابن اُبی بن سلول منافق تھا اور اُس کے ساتھ منافقین کا گروہ سرگرم تھا۔ مسلمانوں میں سے مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنس گئے۔ اِن تینوں افراد پر حدِ قذف (جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی سزا) جاری کرتے ہوئے 80، 80 کوڑے مارے گئے اور وہ اپنی غلطی سے تائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم

واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق:

- دشمنانِ اسلام شروع دن سے خاندانِ نبوت بالخصوص ازواجِ مطہرات کے کردار پر کیچڑ اچھالتے آ رہے ہیں۔
- پروپیگنڈہ خواہ مثبت ہو یا منفی اپنے اثرات مرتب کرتا ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ منافقین کے منفی پروپیگنڈے کے برے اثرات مرتب ہوئے۔
- منفی پروپیگنڈے کے وقت جذباتی فیصلے کے بجائے صبر اور مشاورت سے کام لینا اسوہ پیغمبری ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ میں یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذبات میں کوئی ایسا فیصلہ نہیں فرمایا جس سے خاندان جدا ہو جائیں۔
- یہ ضروری نہیں کہ جس کی طرف غلط باتوں یا غلط کاموں کی نسبت کی جائے وہ حقیقت میں درست ہوں۔ جیسا کہ اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ منافقین نے سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہما پر تہمت لگائی۔

- غیب کا کلی اور محیط علم صرف اللہ کے پاس ہے اللہ کے ماسوا کسی کے پاس نہیں اگر کسی کے پاس ہوتا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی اور محبوبہ زوجہ پر ناحق تہمت لگتی ہے اس کے باوجود آپ وحی کا انتظار فرماتے ہیں معلوم ہوا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا کلی اور محیط علم نہیں تھا ورنہ تو پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔
- پریشانی کے وقت ہائے ہائے اور دلبر داشتہ ہو کر مایوس ہونا مومن کی شان نہیں بلکہ نماز اور صبر کر کے اللہ کی مدد مانگنی چاہیے جیسا کہ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب پریشانی آئی تو آپ نے فوراً اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوئیں اور صبر کر کے اللہ سے مدد مانگی۔
- دعا کامل یقین کے ساتھ مانگی جائے تو اللہ قبول فرماتے ہیں جیسا کہ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کامل یقین کے ساتھ دعا مانگی۔
- ضروری نہیں کہ جونہی دعا مانگیں اسی وقت وہ چیز مل جائے۔ اس میں تاخیر ہو سکتی ہے اس کی حکمتیں اللہ ہی کے علم میں ہیں۔ جیسا کہ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جس وقت دعا مانگی اسی وقت آپ کی براءت نازل نہیں ہوئی بلکہ آزمائش کا کچھ وقت گزرا ہے۔
- اگر گھر والوں اور اہل ایمان میں سے کسی پر آزمائش آئے تو اس کے حق میں فکر مندی اور اس کے حق میں دعا کرنی چاہیے جیسا کہ اس واقعہ میں تمام صحابہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین کے عمل سے اس کی عکاسی ہوتی ہے۔
- اہل ایمان میں سے شیطان اپنا سب سے بڑا دشمن اسے سمجھتا ہے جو دین کی تفقہ رکھتا ہو یہی وجہ ہے کہ امہات المومنین میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چونکہ فقاہت کی مالک تھیں اس لیے شیطان اور اس کے حواری آپ کے دشمن

بن گئے۔ اسلام کی پوری چودہ صدیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ اسلام کی فقاہت رکھنے والوں پر اس طرح کے الزامات لگتے رہتے ہیں۔

- جب اللہ تعالیٰ پریشانی کو دور فرما دیں تب بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جیسا کہ اس واقعے میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیا ہے۔
- اگر منفی پروپیگنڈہ زیادہ بھی ہونے لگے تب بھی کسی کی باتوں میں آ کر ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جیسا اس واقعہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باتیں کہہ بیٹھے۔
- اسلام کا قانون سب کے لیے برابر ہے اگر کوئی اپنا بھی اس قانون کی زد میں آتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ اس واقعے میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حد قذف لگائی گئی۔
- حد قذف کے صحابہ پر جاری ہونے کے باوجود ان کے قابل احترام، معیار حق اور جنتی ہونے کے منافی نہیں۔ اللہ نے تکوینی طور پر کچھ ایسے کام ان سے کرا دیے جن سے مقصد امت کو تعلیم دینا تھا۔
- جس پر ناحق تہمت لگائی جائے اللہ اس کو عزتیں عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت نصیب فرمائے۔ اور ان کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

حسن ابدال

جمعرات، 25 اپریل، 2019ء

رمضان المبارک خُطبۂ نبوی کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے مہینوں میں زیادہ عظمت اور برکت والا مہینہ رمضان ہے۔ اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ آیئے عمل کے جذبے کے ساتھ اس کو پڑھتے ہیں:

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّىٰ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّىٰ فِيْهِ فَرِيْضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّىٰ سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ يُزْدَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَ عِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا: لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ: يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ أَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَ أَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ وَ اسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَ خَصْلَتَيْنِ لَا غِنٰى بِكُمْ عَنْهُمَا فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ أَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنٰى بِكُمْ عَنْهُمَا

فَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ أَشْبَعَ فِيْهِ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

صحیح ابن خزیمۃ، باب فضائل شہر رمضان، الرقم:1887

ترجمہ: ”تم پر ایک مہینہ آ رہا ہے جو عظیم الشان اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو باعث ثواب بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے گا وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہو گا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہو گا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں بلکہ) اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسّی کا پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے

لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے رب تعالیٰ شانہ (روزِ قیامت) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔"

عظمتوں والا مہینہ:

- ❖ یعنی عام معمول کے مہینوں کی طرح نہیں بلکہ اس کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت شان اور اونچا مقام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس مہینے میں بہت سی ایسی عبادات کی جاتی ہیں جو عام مہینوں میں ادا نہیں کی جاتیں جیسا کہ سحری، روزہ، افطاری، تراویح، اعتکاف، صدقۃ الفطر وغیرہ۔

برکتوں والا مہینہ:

- ❖ اس ماہ مقدس میں اللہ کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ دو لفظ استعمال ہوتے ہیں کثرت اور برکت۔ چیز تھوڑی ہو اور فائدہ زیادہ ہو اسے برکت کہتے ہیں اور چیز زیادہ ہو لیکن فائدہ کم ہو تو اسے کثرت کہتے ہیں۔ ماہ رمضان میں عمل تھوڑا ہوتا ہے اور اس کا اجر زیادہ ملتا ہے اس لیے یہ بابرکت مہینہ ہے۔

لیلۃ القدر:

- ❖ اس میں لیلۃ القدر ہے۔ جسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ ہزار مہینوں سے بھی زیادہ بہتر ہے اگر کوئی شخص ہزار مہینے سے بھی زیادہ عبادت کرتا رہے اور ایک شخص صرف لیلۃ القدر میں عبادت کرے تب بھی اس رات کی عبادت ان ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

روزہ کی فرضیت اور انعام:

❖ اس میں روزہ فرض کیا گیا ہے۔ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کی جزا اور انعام خود اللہ رب ذوالجلال دیتے ہیں۔ روزہ ایسی عبادت ہے جو روزہ دار کو جہنم کے عذاب سے بچا لیتی ہے۔ روزہ دار کے منہ سے آنے والی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب اور پسند ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت جبکہ دوسری خوشی اللہ سے ملاقات کے وقت ملتی ہے۔

ثواب میں اضافہ:

❖ اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر جبکہ فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ملتا ہے۔ اندازہ کیجیے کس قدر اللہ کے انعامات کی بارش برس رہی ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک غلط فہمی دور کر لیجیے وہ یہ کہ نفل پڑھنے سے فرض کا ثواب ملتا ہے لیکن فرض ادا کرنا ذمہ سے ختم نہیں ہوتا جیسے کوئی شخص ظہر کی نماز سے پہلے چار نفل پڑھ لے اور پھر یہ سمجھ لے کہ مجھے ظہر کے فرض ادا کرنے کی ضرورت نہیں تو یہ بہت بڑی جہالت اور حماقت ہے۔ اسی طرح ایک فرض پڑھ کر ستر فرائض کا ثواب مل جاتا ہے لیکن فرائض ادا کرنا ذمہ میں پھر بھی باقی رہتا ہے۔

صبر کا مہینہ:

❖ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا جنت ہے۔ صبر کرنے والوں کو اللہ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ صبر کرنے والوں کو قرآن کریم میں خوشخبری دی گئی ہے۔

غمخواری کا مہینہ:

❖ یہ غمخواری کا مہینہ ہے، ایثار و ہمدردی کا مہینہ ہے غریبوں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے کا مہینہ ہے مفلس و نادار لوگوں کی پریشانیوں کو اپنی پریشانی سمجھنے کا مہینہ ہے۔

رزق میں اضافہ:

❖ اس مہینے میں رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ ہر شخص کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے غریب سے غریب شخص کے رزق میں وسعت اور برکت نازل ہوتی ہے۔

گناہوں کی معافی:

❖ روزہ افطار کرانے والے کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کا یہ عمل جہنم سے چھٹکارے کا سبب بنتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو روزہ داروں کی افطاری کا انتظام کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کا سوال اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب پڑھ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق اخلاص اور حیثیت کے ساتھ ہے اگر کسی کی مالی حیثیت کمزور ہے تو معمولی چیز سے افطار کرانے پر بھی اللہ اس کو اتنا ہی اجر دیتے ہیں جتنا کسی مالدار کو عمدہ چیزوں سے افطار کرانے پر ملتا ہے۔

رحمت، مغفرت اور نجات:

❖ اس مہینے کے تین حصے ہیں: اول، درمیانہ اور آخری۔ پہلا حصہ (عشرہ اولیٰ یعنی ابتدائی دس دن) رحمت کے ہیں۔ دوسرا حصہ (عشرہ وسطیٰ یعنی درمیانے دس دن) مغفرت اور بخشش کے ہیں جبکہ تیسرا حصہ (عشرہ اخیرہ یعنی آخری نو یا دس دن) جہنم سے نجات پانے کے ہیں۔

نرمی کا حکم:

❖ اس مہینے میں اپنے ماتحت کام کرنے والوں سے نرمی کا حکم دیا گیا ہے ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے کا حکم ہے۔ اس پر عمل کرنے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

رمضان کے دو وظیفے:

❖ اس مہینے کے دو وظیفے ہیں: کثرت کے ساتھ کلمہ طیبہ اور استغفار کرنا۔ دیگر

عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کثرت کے ساتھ کلمہ طیبہ اور استغفر اللہ استغفر اللہ زبان پر جاری رکھنا چاہیے۔

رمضان کی دو دعائیں:

- اس مہینے کی دو دعائیں بطور خاص ہیں۔ پہلی جنت کو طلب کرنے کی اور دوسری جہنم سے پناہ مانگنے کی۔ پورے رمضان المبارک میں یہ ضرور مانگنی چاہییں۔

پانی کے بدلے جام کوثر:

- اس مہینے میں جو شخص روزہ دار کو افطاری کے وقت یا صبح سحری ختم ہونے سے پہلے پانی پلاتا ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو روز محشر میرے حوض سے جام کوثر پلائے گا اور اس کے بعد اس کو جنت داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مقدس کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 2 مئی، 2019ء

روزہ دار کی پانچ خصوصیات

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برس رہی ہیں، ان لوگوں کی خوش نصیبی کے کیا کہنے جو ماہ رمضان میں اللہ کی رحمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ یہ ایسا مبارک مہینہ ہے جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَتْ أُمَّتِي خَمْسَ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُفْطِرُوا وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ يَقُولُ يُوشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمُ الْمَئُونَةَ وَالْأَذَى وَيَصِيرُوا إِلَيْكِ وَيُصَفَّدُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلَى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ فِي غَيْرِهِ وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ۔

مسند احمد، الرقم: 7917

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو بطور خاص رمضان میں پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو پہلی امتوں کو نصیب نہیں ہوئیں: اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ سے آنے والی بُو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ داروں کی بخشش کے لیے دریا کی مچھلیاں افطار کے وقت تک اللہ سے دعا مانگتی رہتی ہیں۔ روزہ داروں کے لیے روزانہ جنت کو سجایا اور

آراستہ کیا جاتا ہے، اللہ رب العزت جنت سے فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے خود سے مشقتوں کو دور کر کے تیرے اندر آنے والے ہیں۔ اس میں سرکش شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے وہ رمضان میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن برائیوں میں رمضان کے علاوہ میں پہنچ سکتے ہیں۔ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یہ مغفرت والی رات شب قدر ہی ہے ناں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ کہ دستور دنیا یہی ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بُو:

اللہ کریم کا کرم دیکھیے کہ روزہ دار کا معدہ خالی ہونے کی وجہ سے اس سے جو ایک بو اٹھتی ہے اللہ کریم کو وہ مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں روزہ دار کو ایسی خوشبو عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ کو فرحت بخشنے والی ہو گی۔

مسواک کریں:

یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو سے مراد دانتوں اور مسوڑھوں سے آنی والی بد بو نہیں بلکہ یہ معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے۔ بعض لوگ اس بارے میں ایک غلطی کرتے ہیں کہ وہ روزے میں مسواک کرنا چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں منہ کی بو زائل نہ ہو جائے۔ یہ قطعاً غلط بات ہے۔ روزہ کی حالت میں مسواک ضرور کرنی چاہیے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ : مَا أُحْصِي وَلاَ أَعُدُّ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ.

السنن الکبریٰ للبیہقی، باب السواک للصائم، الرقم: 8585

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں کثرت سے مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلَاةُ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا۔

السنن الکبریٰ للبیہقی، باب تاکید السواک، الرقم: 162

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا فضیلت والی ہے۔

روزہ دار کے لیے دعا:

حدیث مبارک میں خود روزہ دار کی دعا بھی قبولیت کا تذکرہ ہے، لیکن قربان جائیے کہ روزہ دار کے لیے دریاؤں کی مچھلیاں تک دعائیں کرتی ہیں اور برابر افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ اللہ کے ہاں روزہ دار کی محبوبیت بر و بحر تک پھیل جاتی ہے۔

جنت کا آراستہ ہونا:

جنت اگرچہ خود بہت خوبصورت ہے لیکن اس کے باوجود روزہ دار کے اعزاز واکرام کے لیے اسے مزید سجایا جاتا ہے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان میں اللہ کو راضی کر کے اپنے لیے جنت واجب کر لیتے ہیں۔

سرکش شیاطین کا قید ہونا:

آپ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لیجیے کہ رمضان شروع ہوتے ہیں ساری دنیا میں مساجد آباد ہونا شروع ہو جاتی ہیں، سحر و افطار، روزہ، تراویح، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، صدقہ و خیرات اور دیگر عبادات میں لوگ مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ سرکش شیاطین قید ہوتے ہیں۔ باقی جو کچھ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نفس کی خباثت کا اثر

ہوتا ہے اور سال بھر میں گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے اور بعض گناہ دل کی سیاہی کی وجہ سے طبیعت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر گناہ شیاطین کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ کبھی گناہوں کا سبب نفس بھی ہوتا ہے۔ اس لیے صوفیاء ومشائخ کی محنت نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔

آخری رات میں بخشش:

رمضان المبارک کی آخری رات بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اس رات میں اللہ رب العزت روزہ داروں کی بخشش فرماتے ہیں مہینہ بھر روزہ رکھنے کا انعام عطا فرماتے ہیں۔ لیکن ہم اس رات موج مستی اور خرید و فروخت میں مصروف ہوتے ہیں، حالانکہ یہی تو وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ سے اپنی بخشش کرائی جائے، اپنے لیے مغفرت کا فیصلہ کرایا جائے۔ اے کاش! ہمیں اس بات کا احساس ہو سکے کہ ہم کتنی بڑی دولت اپنے ہاتھ سے ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تمام خصوصیات عطا فرمائے اور اس رمضان کو ہماری بخشش کا فیصلہ فرمادے۔

آمین یارب الصائمین بجاہ سید الصائمین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

ریاض، سعودی عرب

جمعرات، 9 مئی، 2019ء

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے جنس انسانی کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا: مرد اور عورت۔ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دونوں کو احکام شریعت کا مکلف بنایا، دونوں کو نیک اوصاف اپنانے اور برے اوصاف سے دور رہنے کا حکم دیا، دونوں کے لیے جزا و سزا کا قانون مقرر فرمایا۔ الغرض معاشرے میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کی اہمیت و حیثیت بھی مسلم ہے۔

عام طور پر عورت کی طرز زندگی کے بارے دو نظریے پائے جاتے ہیں جن میں افراط و تفریط کی ایسی آمیزش ہے جس نے اصل صورتحال کو مسخ کر دیا ہے۔ آج دس رمضان المبارک ہے، زوجہ رسول سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا یوم وصال ہے، چند دن پہلے (12 مئی) کو دنیا بھر میں ماؤں کا عالمی دن منایا گیا۔ اس مناسبت سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مختصر تعارفی زندگی اور اس کے چند اہم گوشے ذکر کیے جاتے ہیں جن سے مومنین کی سب سے پہلی ماں کی عظمت، منقبت، مقام و مرتبہ، شرافت و پاکدامنی، عزت و وقار اور عملی زندگی کا طرز معلوم ہو سکے گا۔

نام و نسب:

آپ کا نام خدیجہ تھا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب، آپ رضی اللہ عنہا کا نسب چوتھی پشت میں آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو اسد سے تھا، بنو اسد اپنی شرافت، ایمانداری اور کاروباری معاملات کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں قابل عزت و احترام تھا۔

پاکیزہ بچپن:

آپ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے نہایت نیک تھیں اور مزاجاً شریف الطبع خاتون تھیں، مکارمِ اَخلاق کا پیکرِ جمیل تھیں۔ رحم دلی، غریب پروری اور سخاوت آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ یہاں تک کہ زمانۂ جاہلیت میں آپ ”طاہرہ“یعنی پاک دامن کے لقب سے مشہور تھیں۔ مالدار گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے دولت و ثروت بھی خوب تھا علاوہ ازیں حسن صورت اور حسن سیرت میں بھی اپنی ہم عصر خواتین میں ممتاز تھیں۔

فائدہ: غور کرنے کی بات ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کا کردار میلا تو کجا دھندلا بھی نہیں ہوا، ایسا پاکیزہ کہ آپ کا لقب طاہرہ پڑ گیا۔ آج ہمیں اپنی زندگیوں میں غور کرنے کی ضرورت ہے باوجودیکہ ہم زمانہ جاہلیت میں نہیں رہتے پھر بھی ہمارے کردار میں اپنی اس عظیم ماں کی جھلک کیوں نہیں آتی؟

ازدواجی زندگی:

پہلی شادی ابو ہالہ ہند بن نباش تمیمی سے ہوئی، ابو ہالہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی عتیق بن عابد مخزومی سے ہوئی، کچھ عرصہ بعد وہ بھی چل بسے تو دنیاوی معاملات سے دل برداشتہ ہو کر زیادہ وقت حرم کعبہ میں گزارتیں۔ جس کے باعث آپ کے مزاج مبارک میں تقدس و شرافت مزید بڑھ گئی۔ قریش کے نامور صاحب ثروت سرداروں نے آپ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھجوایا لیکن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب کو یکسر انکار کر دیا۔

فائدہ: اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اسے دوسرا نکاح کر لینا چاہیے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب مصائب و مشکلات آئیں تو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ رجوع الی اللہ کرنے سے طبیعت میں حیا اور عفت اور شرافت پیدا ہوتی ہے۔ چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی تھیں اس لیے تکوینی طور پر اللہ ان کے دل میں کسی صاحب ثروت سے نکاح کی خواہش نکال دی۔ اس لیے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہیے کہ آپ کا دوسرے شوہر کے فوت ہونے کے بعد نکاح کا انکار کرنا قطعاً نکاح بیوگان کے خلاف نہیں۔

تجارت میں دلچسپی:

آپ کے والد محترم خویلد بن اسد اعلی درجے کے تاجر تھے، جب بڑھاپے کی دہلیز تک پہنچے تو انہوں نے اپنا سارا کاروبار اپنی بیٹی حضرت خدیجہ کے سپرد کر دیا۔ تیس سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہا تجارت سے وابستہ ہوئیں۔ جس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہا حجاز مقدس میں سب سے زیادہ مالدار خاتون شمار ہوتی تھیں آپ کی تجارت کا سامان عرب سے باہر ملک شام اور یمن میں سال میں دو مرتبہ جاتا تھا۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ اکیلا حضرت خدیجہ کا سامان تجارت مکہ کے سارے تجارتی قافلوں کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔

خاتون ہونے کی وجہ سے تجارتی معاملات میں سفر کرنا دشوار بلکہ ناممکن تھا اس لیے کسی کو بطور نیابت سامان تجارت دے کر روانہ کرتیں۔ آپ کے تجارتی نمائندوں کی دو صورتیں تھیں یا وہ ملازم ہوتے، اُن کی اُجرت یا تنخواہ مقرر ہوتی جو اُنہیں دی جاتی، نفع و نقصان سے اُنہیں کوئی سروکار نہ ہوتا۔ یا نفع میں اُن کا کوئی

حصّہ، نصف، تہائی یا چوتھائی وغیرہ مقرر کر دیا جاتا اگر نفع ہوتا تو وہ اپنا حصّہ لے لیتے جبکہ نقصان کی صورت میں ساری ذمہ داری حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر ہوتی۔

فائدہ: آپ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل سے خواتین کو سبق ملتا ہے کہ عورت کاروبار کرنا بھی چاہے تو اسے اپنی چادر چاردیواری کی حدود نہیں پھلانگنی چاہییں بلکہ گھر میں رہتے ہوئے کاروبار میں شراکت کرنا ہی اس کے لیے مفید ہے۔

حضرت خدیجہ کی درخواست:

کچھ عرصہ تک معاملات یونہی چلتے رہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کے کانوں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و صداقت کا چرچا پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سامان تجارت لے کر ملک شام جانے کی درخواست کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو خصوصی ہدایت کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معاملے میں دخل اندازی نہ کرے۔

فائدہ: آپ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ماتحت کام کرنے والوں کی تربیت ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو آداب سفر سکھلائے اور معاملات میں دخل اندازی سے منع کیا۔

تجارت میں نفع اور میسرہ کا مشاہدہ:

اس تجارتی سفر میں اللہ تعالیٰ نے بے حد برکت دی اور نفع پہلے سے بھی دوگنا ہوا، چونکہ میسرہ دوران سفر قریب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اخلاق، معصومانہ سیرت کا تجربہ اور معاملہ فہمی کا مشاہدہ کر چکا تھا اس لیے اس نے برملا اس کا اظہار کرتے ہوئے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نہایت معاملہ فہم، تجربہ کار، خوش اخلاق، دیانت دار، ایماندار، شریف النفس اور مدبر شخص ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس پہنچ کر تجارتی معاملات کا عمدہ حساب پیش کیا، جس سے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں۔

حضرت خدیجہ کی شادی:

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یعلیٰ بن اُمیہ کی بہن نفیسہ بنت امیہ پیغام نکاح لے کر گئیں۔ نفیسہ کا بیان ہے کہ میں آپ کے پاس آئی اور کہا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نادار اور خالی ہاتھ ہوں، کس طرح نکاح کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا کہ اگر کوئی ایسی عورت آپ سے نکاح کرنے کی خواہش مند ہو جو ظاہری حسن و جمال اور طبعی شرافت کے علاوہ دولت مند بھی ہو اور آپ کی ضروریات کی کفالت کرنے پر بھی خوش دلی سے آمادہ ہو تو آپ اس سے نکاح کر لینا پسند کریں گے؟ آپ نے دریافت کیا کہ ایسی کون خدا کی بندی ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا خدیجہ بنت خویلد۔

فائدہ: اپنے شریکِ حیات کا انتخاب کرتے وقت اس کی خاندانی شرافت، نیک نامی اور حسن اخلاق ملحوظ رکھنے چاہییں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا شریک حیات منتخب کرتے وقت انہی چیزوں کو ملحوظ رکھا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ بیوہ جب اپنے لیے کوئی مناسب رشتہ دیکھ لے تو اس کے لیے پیغام نکاح میں پہل کرنا بھی معیوب نہیں۔

مقامِ نکاح:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے ذکر کیا، انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفیسہ کو جواب دے دیا کہ اگر وہ اس کے لیے آمادہ ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔ نفیسہ نے آکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع دی، پھر باہمی مشاورت سے طے ہو گیا کہ آپ اپنے خاندان کے بزرگوں

کو لے کر فلاں دن میرے یہاں آ جائیں، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو طالب اور خاندان کے دیگر اہم شخصیات آپ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے۔ اُس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد زندہ نہ تھے وہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اس لیے آپ کے چچا عمرو بن اَسد اور خاندان کے دیگر بزرگ شریک تھے۔

فائدہ: مجلس نکاح تکلفات سے خالی ہونی چاہییں، دوسرا یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کے والدین فوت ہو جائیں تو وہ اپنے معاملات میں گھر کے بڑوں پر اعتماد کرے۔

بوقت نکاح:

خطبہ نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے پڑھایا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمدہ اوصاف، جلالت شان اور عزت و مقام کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا:

ان ابن اخی محمد بن عبداللہ لا یوزن بہ رجل الا رجح بہ شرفا نبلا و فضلاً وعقلاً وان کان فی المال قل۔ فان المال ظل زائل و امر حائل۔

دلائل النبوۃ للبیہقی، صفحہ 21

ترجمہ: میرے بھتیجے محمد کی یہ شان ہے کہ کوئی بھی شخص شرافت، دانائی، فضیلت اور عقلمندی میں ان سے بڑھ کر نہیں۔ باقی رہا مال و دولت تو یہ سایے کی طرح ڈھلنے اور بدل جانے والی چیز ہے۔

حق مہر:

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اَسد کے مشورہ سے 500 درہم مہر مقرر ہوا۔ بوقت نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ آپ کا یہ پہلا نکاح تھا جو اعلان نبوت سے تقریباً 15 سال پہلے ہوا۔

فائدہ: شادی بیاہ کے موقع پر اگر ایک طرف مالداری ہو اور دوسری طرف غربت

و ناداری۔ تو اس موقع پر یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ دنیاوی مال و دولت ڈھلتی چھاؤں کی مانند ہوتی ہیں۔ اصل تو باہمی پیار و محبت اور اعتماد ہوتا ہے۔

برے ماحول میں نیک فطرت:

آپ تصور کریں عرب کے اس فحش معاشرے میں جہاں صدیوں سے شراب و کباب اور عورت کی آبرو سرِعام بکتی ہو، ایسے میں 25 سال تک جوانی کی اُمنگوں اور جذبات کے ولولوں کو ضبطِ نفس کی پاکیزگی میں ڈھانپ کر کسی نوجوان دوشیزہ سے نہیں بلکہ 40 سالہ بیوہ عورت سے شادی کر کے پاکبازی کی ایسی مثال قائم کی جس کی مثال نہ پہلے ملتی ہے نہ بعد میں، دونوں کا کردار اتنا اجلا اور شفاف کہ دشمن تک کو اخلاقی پہلو پر منفی بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

فائدہ: برے معاشرے میں بھی انسان اپنی عزت و کردار کی حفاظت کر سکتا ہے۔

سیدہ خدیجہ کی وجہ انتخاب:

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو ان الفاظ میں موجود ہے: رَغِبْتُ فِيكَ لِقَرَابَتِكَ مِنِّي وَشَرَفِكَ فِي قَوْمِكَ وَوَسِيطَتِكَ فِيهِمْ وَأَمَانَتِكَ عِنْدَهُمْ وَحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِيثِكَ۔

دلائل النبوۃ للبیہقی، ص 67

ترجمہ: میں نے آپ کو قرابت داری، خاندانی شرافت، اعتدال پسندی، امانت داری، حسن اخلاق اور اور زبان کی سچائی کی وجہ سے اپنے لیے منتخب کیا۔

فائدہ: پسند کی شادی میں پسند کی وجوہات یہ ہوتی ہیں۔ نہ کہ محض ہوس کی پیاس۔

فضائل و مناقب:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں کہ جبرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آ رہی ہیں ان کے

ساتھ ایک برتن ہے اس میں سالن اور کھانا ہے، جب وہ آپ کے پاس آجائیں تو ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام پہنچائیے اور میری طرف سے بھی، اور ان کو خوشخبری سنائیے جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے ایک گھر کی، جس میں نہ شور و شغب ہو گا اور نہ کوئی زحمت و مشقت ہو گی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ان ذالك كان وهو بحرا۔ یعنی جبرائیل کی یہ آمد اس وقت ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ غار حرا میں حضرت جبرائیل کی پہلی آمد کے بعد کا ہے۔

فائدہ: اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ مکہ کی سب سے زیادہ دولت مند اور بوڑھی خاتون ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانے پینے کا سامان گھر پر تیار کر کے مکہ سے اڑھائی تین میل پیدل سفر کرنا بلکہ غار حرا کی بلندی تک چڑھنا کس قدر دشوار معلوم ہوتا ہے؟ چونکہ یہ عمل خلوص دل سے تھا اس لیے پروردگار عالم اور جبرئیل امین کے سلام پہنچتے ہیں۔

دنیا کی بہترین خاتون:

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر ایسا رشک نہیں آیا جیسا کہ خدیجہ پر آیا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت یاد کرتے اور بکثرت ان کا ذکر فرماتے، کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ آپ بکری ذبح فرماتے، پھر اس میں سے حصے بنا کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میل جول اور محبت رکھنے والیوں کے ہاں بھیجتے۔ بسا اوقات میں کہہ دیتی: دنیا میں بس خدیجہ ہی ایک عورت تھیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ

و سلم فرماتے کہ خدیجہ تو خدیجہ تھی اور ان سے میری اولاد ہوئی۔

فائدہ: جب شریک حیات دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کے تعلق والوں سے یوں تعلق بنانا اور نبھانا چاہیے۔

کڑے حالات میں تسلی:

نکاح کے تقریباً 15 برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف ختم نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اور آپ پر شدید حالات آئے تو اس کڑے وقت آپ کو جس طرح کی دانش مندانہ و ہمدردانہ تسلی کی ضرورت تھی وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و توفیق سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے تنہائی میں عبادت کرنے کے لئے غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانے پینے کا سامان تیار کر کے دے دیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرا میں کئی راتیں ٹھہرتے، اللہ کی یاد میں مصروف رہتے، کچھ دنوں بعد تشریف لاتے اور سامان لے کر واپس چلے جاتے۔

ایک دن حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں مشغول عبادت تھے کہ جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا کہ اِقْرَأْ یعنی پڑھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرئیل امین نے آپ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے بھینچ کر چھوڑا اور عرض کی اِقْرَأْ (پڑھیے) آپ نے پھر وہی جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیل امین نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے دبا کر چھوڑا اور پھر پڑھنے کو کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں فرشتے نے پھر تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر اپنے سے چمٹایا اور خوب زور سے دبا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

چھوڑ دیا اور خود پڑھنے لگے: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o

جو سن کر آپ نے یاد فرمالیں اور ڈرتے ہوئے گھر تشریف لائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: زملونی زملونی مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑا اوڑھا دیا اور کچھ دیر بعد وہ خوف کی کیفیت ختم ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو واقعہ سنایا، فرمایا: لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ (مجھے اپنی جان کا خوف محسوس ہو رہا ہے)

عموماً خواتین ایسے حالات میں گھبرا جاتی ہیں اور تسلی دینے کے بجائے پریشان کن باتیں شروع کر دیتی ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: وَاللہِ لَا یُخْزِیكَ اللہُ أَبَدًا فَوَاللہِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِینُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

صحیح البخاری، الرقم: 4953

ترجمہ: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کس و ناتواں لوگوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، دوسروں کو مال و اخلاق سے نوازتے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق بجانب امور میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

اسلام کی خاتونِ اوّل ہونے کا اعزاز:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نزول وحی کے ابتدائی ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مکہ کی پوری آبادی میں موحد صحیح العقیدہ نصرانی اور توریت و انجیل کے بڑے عالم و عامل تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غار حرا میں جبرائیل اور نزول وحی کی سرگزشت سن کر پختہ یقین

کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی بات کہی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ پوری امت میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق نبی ہونے کی تصدیق کرنے والی ہیں۔

اپنی دولت رسول اللہ پر لٹادی:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کریم نے دولت مندی کی نعمت سے بھی خوب نوازا تھا، آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری دولت اور اپنے غلام زید کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا اور آپ کو دین اسلام کی اشاعت کے مقدس مشن میں گھریلو معاشی افکار سے بے نیاز کر دیا۔

بت پرستی سے بیزاری:

اہل مکہ بت پرستی کے شرک میں مبتلا تھے، لیکن جاہلیت کے اس دور میں گنتی کے دو چار آدمی ایسے بھی تھے جن کو فطری طور پر بت پرستی سے نفرت تھی، ان میں ایک ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

شِعْبِ ابی طالب میں تین سالہ محصوری:

مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کو روکنے کے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کا اور آپ کے خاندان بنو ہاشم کے ان تمام لوگوں کا بھی جنہوں نے اگرچہ آپ کی دعوت اسلام کو قبول نہیں کیا تھا لیکن نسبی اور قرابتی تعلق کی وجہ سے آپ کی کسی درجہ میں حمایت کرتے تھے سوشل بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور آپ کے وہ قریبی رشتہ دار بھی شعب ابی طالب میں محصور کر دیے گئے، کھانے پینے اور بنیادی ضروریات سے محروم کر دیا گیا اور یہ بائیکاٹ تین سال کے عرصہ تک محیط رہا، یہاں تک کہ ان لوگوں کو کبھی کبھی درختوں

کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ ایام محصوری کے اس تین سالہ دور میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہیں۔

آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اس کے بعد تقریباً 24 سال تک آپ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، اس پورے 24 سالہ دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

وفات:

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا 24 سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانثار، اطاعت گزار اور وفا شعار بیوی بن کر زندہ رہیں اور ہجرت سے 3 برس قبل 64 سال کی عمر پا کر تقریباً ماہ رمضان المبارک کی 10 تاریخ کو مکہ معظمہ میں وفات پا گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجون (جنت المعلی) میں آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہاتھوں قبر مبارک میں اتارا چونکہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لئے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ام المومنین سیدہ خدیجہ اور دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن جیسی پاکیزہ کردار والی خواتین کے کردار کی پاکیزگی عطا فرمائے اور ہمارے مسلم معاشرے کی خواتین کو ان جیسا طرز زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین یارب امہات المومنین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

مکہ مکرمہ، سعودی عرب

جمعرات، 16 مئی، 2019ء

اعتکاف کے فضائل و مسائل

اللہ تعالیٰ کے در پر ڈیرے ڈالنے کا وقت آ پہنچا ہے، رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے، اس عشرے کی طاق راتوں میں کوئی ایک رات ایسی ہوتی ہے جس کا مقابلہ ہزار مہینے بھی نہیں کر سکتے یعنی لیلۃ القدر۔ اس رات کو پانے کے لیے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرے۔

اعتکاف کا لفظی معنی ہے: "ٹھہرنا اور رکنا"۔ اعتکاف کرنے والا کچھ مدت کے لیے ایک خاص جگہ میں یعنی مرد مسجد میں اور عورت گھر کے خاص حصہ میں جس کو اس نے منتخب کیا ہوتا ہے ٹھہرا اور رکا رہتا ہے، اس لیے اسے "اعتکاف" کہتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

صحیح البخاری: باب الاعتکاف في العشر الأواخر، الرقم: 2026

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں۔

فائدہ: حدیث مبارک کے آخری جملے کہ وضاحت آگے آ رہی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ...

وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالَى جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی: الرقم: 7326

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کیلیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

فائدہ: ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہو گی؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا

سنن ابن ماجہ، باب فی ثواب الاعتکاف، الرقم: 1781

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔

1) معتکف جتنے دن اعتکاف کرے گا اتنے دن گناہوں سے بچا رہے گا۔

2) جو نیکیاں وہ باہر کرتا تھا مثلاً مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء کی امداد، علماء کی مجالس میں حاضری وغیرہ، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا لیکن اس قسم کے اعمال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ۔

شعب الایمان للبیہقی، فصل فیمن فطر صائما، الرقم: 3680

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف کرے اس کا یہ عمل دو حج اور دو عمروں جیسا ہوگا۔

اعتکاف میں کیا کریں؟

اعتکاف میں انسان دوسرے کاموں سے کنارہ کش ہو کر مسجد ہی میں رہتا ہے، اس لیے اس وقت کو غیر ضروری کاموں اور آرام طلبی میں گزارنے کی بجائے تلاوت، ذکر و اذکار اور نفلی عبادات میں گزارنا چاہیے۔ اعتکاف کیلیے کوئی خاص نفلی عبادات متعین تو نہیں بلکہ جو میسر ہو سکے انسان کو کرنی چاہیے البتہ وہ خاص نوافل جو انسان عام حالات میں نہیں کر پاتا، اعتکاف میں ان کی ادائیگی کا بہترین موقع ہوتا ہے۔ اس لیے چند نوافل کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ معتکف کے لیے عمل کرنے میں سہولت ہو۔

تحیۃ الوضو:

تحیۃ الوضو کی نماز کی دو رکعتیں ہیں جو وضو کرنے کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ہم ایک حدیث مبارک نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ... فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

صحیح مسلم، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، الرقم: 345

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ قلب و ظاہر کی تمام توجہ ان دو رکعات کی طرف ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو

جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ (أَنْ لَمْ) أَتَطَهَّرْ طُهُورًا فِي سَاعَةِ (سَاعَةٍ) لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔

صحیح البخاری، باب فضل الطھور باللیل والنھار، الرقم: 1149

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت مجھے ارشاد فرمایا: ”اے بلال! مجھے بتاؤ تو سہی کہ اسلام میں تیرا وہ کون سا عمل ہے جس کی مقبولیت کی زیادہ امید ہو؟ کیونکہ میں نے تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنی ہے۔ میں نے عرض کی میرا ایسا عمل تو کوئی نہیں، اتنی بات ضرور ہے کہ جب بھی میں نے وضو وغیرہ کیا دن میں یا رات کسی بھی وقت، تو اس طہارت کے ساتھ جتنا ہو سکا میں نے نماز ضرور پڑھی ہے۔

تحیۃ المسجد:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ۔

صحیح البخاری، باب اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین، الرقم: 444

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیا کرو۔

اعتکاف کے ضروری مسائل:

1: رمضان کے سنت اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروبِ

آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک رہتا ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ بیسویں دن غروبِ آفتاب سے پہلے اعتکاف والی جگہ پہنچ جائے۔

2: یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی بڑے شہروں کے محلے کی کسی ایک مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی کی کسی ایک مسجد میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف کرے گا تو سنت سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔

3: جس محلے یا بستی میں اعتکاف کیا گیا ہے، اس محلے اور بستی والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اگرچہ اعتکاف کرنے والا دوسرے محلے کا ہو۔

4: آخری عشرے کے چند دن کا اعتکاف، اعتکافِ نفل ہے، سنت نہیں۔

5: عورتوں کو مسجد کے بجائے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

6: سنت اعتکاف کی دل میں اتنی نیت کافی ہے کہ میں اللہ تعالی کی رضا کیلیے رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔

7: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف بٹھانا جائز نہیں۔

8: مسجد میں ایک سے زائد لوگ اعتکاف کریں تو سب کو ثواب ملتا ہے۔

9: مسنون اعتکاف کی نیت بیس تاریخ کے غروبِ شمس سے پہلے کر لینی چاہیے، اگر کوئی شخص وقت پر مسجد میں داخل ہو گیا لیکن اس نے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا تو پھر نیت کرنے سے اعتکاف سنت نہیں ہو گا۔

10: اعتکافِ مسنون کے صحیح ہونے کیلیے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں:

1) مسلمان ہونا

2) عاقل ہونا

3) اعتکاف کی نیت کرنا

4)	مرد کا مسجد میں اعتکاف کرنا

5)	مرد اور عورت کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا۔ یہ شرط اعتکاف کے جائز ہونے کیلیے ہے، ااگر کوئی شخص حالت جنابت میں اعتکاف شروع کردے تو اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن یہ شخص گناہگار ہو گا۔

6)	روزے سے ہونا۔ اگر اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے یا کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔

11:	اگر کسی شخص نے پہلے دو عشروں میں روزے نہ رکھے ہوں یا تراویح نہ پڑھی ہو تو وہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔

12:	جس شخص کے بدن سے بدبو آتی ہو یا ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے لوگ تنگ ہوتے ہوں تو ایسا شخص اعتکاف میں نہ بیٹھے البتہ اگر بدبو تھوڑی ہو جو خوشبو وغیرہ سے دور ہو جائے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تو جائز ہے۔

اعتکاف کی حالت میں جائز کام:

1.	کھانا پینا (بشرطیکہ مسجد کو گندا نہ کیا جائے)

2.	سونا

3.	ضرورت کی بات کرنا

4.	کپڑے بدلنا

5.	تیل لگانا

6.	کنگھی کرنا (بشرطیکہ مسجد کی چٹائی اور قالین وغیرہ خراب نہ ہوں)

7.	مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا لیکن یہ کام بغیر اجرت کے کرے تو جائز ہیں ورنہ مکروہ ہیں۔

8.	برتن وغیرہ دھونا۔

9. ضروریات زندگی کیلیے خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ سودا مسجد میں نہ لایا جائے، کیونکہ مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں۔

10. عورت کا اعتکاف کی حالت میں بچوں کو دودھ پلانا۔

11. معتکف کا اپنی نشست گاہ کے ارد گرد چادریں لگانا۔

12. معتکف کا مسجد میں اپنی جگہ بدلنا۔

13. بقدر ضرورت بستر، صابن، کھانے پینے کے برتن، ہاتھ دھونے کے برتن اور مطالعہ کیلیے دینی کتب مسجد میں رکھنا۔

اعتکاف کے ممنوعات و مکروہات:

1. بلاضرورت باتیں کرنا۔ خواہ آپس میں یا موبائل پر

2. اعتکاف کی حالت میں فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر تصویر دار اخبارات و رسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا، سننا۔

3. ضرورت سے زیادہ سامان مسجد میں لاکر بکھیر دینا۔

4. مسجد کی بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کا بے جا استعمال کرنا۔

5. مسجد میں سگریٹ، بیڑی و حقہ پینا۔

6. اجرت کے ساتھ حجامت بنانا اور بنوانا، لیکن اگر کسی کو حجامت کی ضرورت ہے اور بغیر معاوضہ کے بنانے والا میسر نہ ہو تو ایسی صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ حجامت بنانے والا مسجد سے باہر رہے اور معتکف مسجد کے اندر۔

حاجاتِ طبعیہ:

پیشاب، پاخانہ اور استنجے کی ضرورت کیلیے معتکف کو باہر نکلنا جائز ہے، جن کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. پیشاب، پاخانہ کیلیے قریب ترین جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

2. اگر مسجد سے متصل بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تو وہیں ضرورت پوری کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو دور جا سکتا ہے، چاہے کچھ دور جانا پڑے۔

3. اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔

4. قضاء حاجت کے لیے جاتے وقت یا واپسی پر کسی سے مختصر بات چیت کرنا جائز ہے، بشر طیکہ اس کیلیے ٹھہرنا نہ پڑے۔

واجب غسل:

اگر کسی معتکف پر غسل واجب ہو جائے تو غسل کرنے کی ضرورت کیلیے معتکف کو باہر نکلنا جائز ہے جن کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

:1 معتکف کو دن یا رات میں احتلام ہو جائے تو اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑتا

:2 اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے تو اس میں غسل کرنا چاہیے لیکن اگر مسجد کا غسل خانہ نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں مثلاً مسجد میں پانی کے گرنے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں باہر جانا جائز ہے۔

:3 سردیوں میں احتلام ہو جائے، مسجد میں گرم پانی کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمم کرے، مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کرے تاکہ پانی گرم ہو جائے۔ اگر قرب و جوار میں کوئی گرم حمام ہو تو وہاں جا سکتا ہے ہو سکے تو وہاں بھی پہلے اطلاع کر دے اور فوراً غسل کر کے آ جائے۔

وضو کرنے کے لیے:

وضو کی ضرورت کے لیے معتکف باہر نکل سکتا ہے چند مسائل یہ ہیں:

1: اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف تو مسجد میں رہے اور وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں اور اگر ایسی جگہ موجود نہیں ہے تب وضو کیلیے کسی قریبی جگہ جانا جائز ہے۔

2: نماز فرض، سنت، نفل، سجدہ تلاوت اور قرآن کریم کو چھونے کیلیے وضو کی غرض سے باہر جا سکتا ہے کیونکہ ان سب چیزوں کیلیے وضو ضروری ہے البتہ صرف تسبیح ذکر، درود شریف وغیرہ پڑھنے کی غرض سے وضو کرنے کیلیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں کیونکہ ان چیزوں کیلیے وضو ضروری نہیں۔

3: اگر پہلے سے وضو ہے تو تازہ وضو کرنے کیلیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

کھانے پینے کی ضروری اشیاء:

1: کھانا پانی لانے کیلیے کوئی میسر نہ ہو تو اس غرض سے باہر جانا جائز ہے۔

2: ایسے وقت میں کھانا لینے کیلیے جائے جب اسے کھانا تیار ملے لیکن اگر گھر میں جا کر اسے معلوم ہو کہ کھانے میں کچھ دیر ہے تو مختصر انتظار کر سکتا ہے۔

3: اگر کھانا لانے کی ذمہ داری کسی کی لگا دی گئی ہے لیکن اتفاق سے وہ نہیں آیا تب بھی کھانا لانے کیلیے باہر جا سکتا ہے۔

جمعہ کی نماز کے لیے:

1: بہتر ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جائے جس میں نمازِ جمعہ ہوتی ہو، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلیے جا سکتا ہے۔ البتہ اس غرض کیلیے ایسے وقت میں نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جمعہ کی جگہ پہنچ کر چار رکعت سنت ادا کرنے کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔

2: کسی مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلیے گیا تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہیں پڑھ سکتا ہے لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں، تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرا تو چونکہ

مسجد ہی میں ٹھہرا ہے اس لیے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

3: جمعہ کی نماز کے یہ احکام صرف مردوں کیلیے ہیں، عورتوں کیلیے نہیں کیونکہ عورتوں پر جمعہ واجب ہی نہیں۔ لہٰذا ان کو جمعہ کیلیے جانے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ان کیلیے جائز ہے۔

اذان دینے کیلئے

1: اگر کوئی مؤذن اعتکاف میں بیٹھے اور اسے اذان دینے کیلیے مسجد سے باہر جانا پڑے تو جا سکتا ہے، البتہ اذان کے بعد باہر نہ ٹھہرے۔

2: اگر اذان کی جگہ تک جانے کیلیے دو راستے ہوں ایک مسجد کی حد کے اندر سے اور دوسرا باہر سے تو اندر والے راستے سے جانا چاہیے۔

خواتین کا اعتکاف:

شریعت نے عورت کے حیاو تقدس کا بہت خیال فرمایا ہے۔ اور عورت کی گھر کی چار دیواری کی عبادات پسند کیا ہے۔ اس لیے خواتین اعتکاف کریں، ضرور کریں لیکن مساجد میں نہیں بلکہ اپنے اپنے گھروں میں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِی کُلِّ رَمَضَانٍ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَکَانَہُ الَّذِی اعْتَکَفَ فِیہِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْہُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَکِفَ فَأَذِنَ لَہَا فَضَرَبَتْ فِیہِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِہَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَیْنَبُ بِہَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ (الْغَدَاةِ) أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا ہَذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَہُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَہُنَّ عَلَى ہَذَا آلْبِرُّ انْزِعُوہَا فَلَا أَرَاہَا فَنُزِعَتْ۔

صحیح البخاری، باب الاعتکاف فی الشوال، الرقم: 2041

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف فرماتے تھے، (حسب معمول ایک بار) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، پھر اپنی اعتکاف کی جگہ پر تشریف لائے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں اعتکاف کی اجازت چاہی، انہیں اجازت دے دی گئی، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وہاں ایک خیمہ لگایا گیا۔ اس کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو ان کے لیے بھی ایک خیمہ لگایا گیا اس طرح جب یہ بات ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو ان کے لیے بھی ایک خیمہ لگایا گیا۔ دوسرے دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے مسجد میں چار خیمے لگے ہوئے دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے پوچھا۔ آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم اس سے نیکی کا ارادہ کرتی ہو؟ پھر آپ نے حکم دیا کہ خیمے اکھاڑ پھینکو۔ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان خیموں کو اکھاڑ پھینکا گیا۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناگواری بتلا رہا ہے کہ خواتین کو مساجد میں اعتکاف کے لیے نہیں آنا چاہیے۔ مزید یہ کہ آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جیسی مقدس خواتین کے خیموں کو اکھاڑ پھینکنے کا حکم دیا۔ اور آج کا دور جب ہر طرف فتنے ہی فتنے ہیں ایسے دور میں خواتین کو اپنے گھروں ہی میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ مساجد میں جانے سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ازواج مطہرات کا اعتکاف:

ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ أَيْ فِي بُيُوتِهِنَّ۔

مرقاۃ المفاتیح، باب الاعتکاف الفصل الاول، الرقم: 2097

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اپنے گھروں میں اعتکاف کرتی تھیں۔

اَلْمَرْأَةُ تعتکف فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا۔

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، رقم 5201

ترجمہ: عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے والی جگہ اعتکاف کرے گی۔

خواتین کے اعتکاف کے چند مسائل:

1: گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مختص کی ہوئی ہو اس جگہ اعتکاف کریں اگر مقرر کی ہوئی نہیں تو پھر کسی کمرے کی ایک جگہ مقرر کریں اور اسی میں اعتکاف کریں۔

2: عورت نے اپنے اعتکاف کے لیے جو جگہ مقرر کی ہے وہ اس کے لیے اس کا حکم مسجد والا ہے لہذا بغیر ضرورت شرعیہ کے اس جگہ سے دور نہ جائے اگر بغیر ضرورت کے جائے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

3: اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لیے اپنے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے اگر شوہر اجازت دے تو ٹھیک ورنہ یہ عورت اعتکاف نہیں کر سکتی۔

فائدہ: مردوں کو چاہیے کہ اگر ان سے اجازت لی جائے تو دے دینی چاہیے۔

4: عورت نے اپنے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو منع نہیں کر سکتا اگر منع کرے بھی تو عورت بات ماننے کی پابند نہیں۔

5: عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ حیض و نفاس سے پاک ہو۔

فائدہ: اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ وہ پہلے سے حساب لگا لیں کہ اعتکاف کے دنوں میں ماہواری کے ایام تو نہیں آئیں گے؟ اگر ایام اعتکاف کے دنوں میں آ رہے ہوں تو عورت اعتکاف نہ کرے۔

6: اگر عورت نے اعتکاف شروع کر لیا پھر دوران اعتکاف ماہواری کے ایام آ گئے تو فوراً اعتکاف ختم کر دے بس جتنا اعتکاف کر لیا وہ ہو گیا جو باقی دن رہ گئے ان دنوں میں اعتکاف واجب نہیں جس دن اعتکاف ختم کیا ہے صرف اسی دن کی قضاء لازم

ہو گی۔ یعنی جس دن حیض شروع ہوا ہے خاص اسی دن کی قضاء لازم ہے بقیہ دنوں کی قضاء لازم نہیں۔ اس کی صورت یہ ہو گی کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کر لے۔ اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضاء کر سکتی ہے رمضان والا روزہ ہی کافی ہو جائے گا۔ اور اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد رمضان ختم ہو چکا تو کسی دن صرف اعتکاف کے لیے روزہ رکھ کر اعتکاف کی قضاء پوری کر لے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس رمضان کو ہمارے حق میں بخشش کا مہینہ بنا دیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

ابوظہبی، عرب امارات

جمعرات، 23 مئی، 2019ء

صدقۃ الفطر اور نماز عید

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے اس آخری عشرے کو ہمارے حق میں جہنم سے نجات والا بنا دے۔ رمضان المبارک ختم ہونے کو ہے اور تمام اہل اسلام عید کی تیاریوں میں مصروف ہونے والے ہیں۔ اس موقع پر دو باتیں بطور خاص پیش آتی ہیں ایک صدقۃ الفطر اور دوسری نماز عید۔ ان کے احکام و مسائل ذکر کیے جاتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ۔

صحیح البخاری، باب فرض صدقۃ الفطر، الرقم: 1503

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر غلام و آزاد مرد و عورت بچے اور بوڑھے پر بطور صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دینے کو ضروری (واجب) قرار دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ۔

سنن ابی داؤد، باب زکاۃ الفطر، الرقم: 1611

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے روزہ داروں کی فضول و بے مقصد باتوں سے پاکیزگی کے لیے اور غریبوں کے کھانے کے لیے صدقۃ الفطر کو ضروری (واجب) قرار دیا۔

فائدہ: اس حدیث مبارک میں صدقۃ الفطر کی دو حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ روزہ کو فضول، بے مقصد اور بے ہودہ باتوں اور کاموں کے برے اثرات سے پاک کرنا۔ اس بات میں اگر غور کیا جائے تو بندہ اس حقیقت تک پہنچتا ہے کہ واقعی روزہ دار سے فضول و بے مقصد باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جس سے روزہ کا مقصد اور اس کی برکات، فوائد و ثمرات ختم ہو جاتے ہیں اس کمی کو پورا کرنے کے لیے صدقۃ الفطر کا حکم دیا گیا ہے تاکہ پورا مہینہ جو اس میں کمی کوتاہی رہ گئی وہ ختم ہو جائے اور روزہ کے پورے فوائد اور اس کی برکات حاصل ہوں۔ صدقۃ الفطر روزہ دار کے گناہوں کے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ خوشی کے اس موقع پر غرباء و مساکین کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنا ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ اسلام کی تعلیمات میں باہمی محبت پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ اللہ ہمیں یہ باتیں سمجھنے اور ان پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

صدقۃ الفطر کا نصاب:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔

یہاں یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔

ادائیگی کا وقت:

صدقہ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے ہے، البتہ رمضان کے آخر میں کسی بھی وقت ادا کیا جا سکتا ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر کھجور، کشمش یا جَو کی صورت میں دیا جائے تو ایک صاع کی مقدار دینا چاہیے اور گندم کی صورت میں دیں تو نصف صاع دیا جائے گا۔

ایک صاع کی مقدار ساڑھے تین سیر اور نصف صاع کی مقدار پونے دو سیر ہے۔

نوٹ: اس سال 1440ھ بمطابق 2019ء صدقۃ الفطر کا محتاط نصاب اور اوسط قیمت یہ مقرر کیا گیا ہے:

جنس	مقدار	قیمت
گندم / آٹا	1.75 کلو	100 روپے
جو	3.5 کلو	300 روپے
کھجور	3.5 کلو	600 روپے
کشمش	3.5 کلو	1800 روپے

سعودیہ اور قطر میں صدقۃ الفطر کی اوسط مقدار 15 ریال، UAE میں 20 درہم، انگلینڈ میں 5 پاؤنڈ، امریکہ میں 7 ڈالر، عمان میں دو عمانی ریال اور بحرین و کویت میں 2 دینار ہے۔

دیگر ممالک والے مذکورہ اشیاء کی قیمت کے لحاظ سے فطرانہ ادا کریں یا اپنے مقامی مفتیان کرام سے رابطہ کریں۔

روزے اور نماز کا فدیہ ایک صدقۃ الفطر کی رقم کے برابر ہے، تیس روزوں کا فدیہ تیس صدقۃ الفطر کے برابر ہو گا۔

کیسا مریض فدیہ دے سکتا ہے:

یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھیں کہ فدیہ وہ شخص دے گا جو ایسا بیمار ہو جس کو ڈاکٹروں نے یہ کہا ہو کہ تم روزہ نہ رکھو ورنہ تمہاری یہ بیماری بڑھ جائے گی مزید یہ کہ اس کے صحت مند ہونے کی امید بھی نہ ہو تو ایسا شخص روزوں کا فدیہ دے گا آج کل بہت سارے لوگ معمولی معمولی سی بیماروں کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ وہ بیماری روزہ رکھنے کی وجہ سے بڑھتی نہیں اور ان کے صحت مند ہونے کی امید بھی ہوتی ہے۔ لہذا ایسے لوگوں کے لیے روزہ رکھنا ہی ضروری ہے۔

میت کی طرف سے فدیہ:

میت کی طرف سے وصیت ہو تو اس کی فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا فدیہ لازمی دیا جائے اور اگر وصیت نہ ہو تو ورثاء اپنی طرف سے ادا کریں۔ دن رات میں وتر سمیت کل 6 نمازوں کا فدیہ دیا جائے گا۔

صدقہ کے مصارف:

1: صدقۂ فطر کے مستحق ایسے غریب حضرات ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

2: صدقۂ فطر ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اسی طرح بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی کو دینا درست نہیں ہے۔ ایسے ہی بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو اپنا صدقۂ فطر نہیں دے سکتا۔

3: ان رشتہ داروں کے علاوہ مثلاً بھائی بہن، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا چچی، پھوپا پھوپی، خالہ خالو، ماموں ممانی، سسر ساس، سالہ بہنوئی، سوتیلی ماں سوتیلا باپ ان

سب کو صدقہ فطر دینا درست ہے بشرطیکہ یہ غریب اور مستحق ہوں۔

صدقہ فطر کے متفرق مسائل:

1: اگر عورت صاحبِ نصاب ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، مگر عورت پر کسی اور کی طرف سے فطرانہ نکالنا ضروری نہیں ہے، نہ بچوں کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ شوہر کی طرف سے۔

2: مردوں پر جس طرح اپنی طرف سے صدقہ فطر دینا ضروری ہے، اس طرح نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے دینا واجب نہیں۔

اسی طرح بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ وہ اس کے عیال داری میں کیوں نہ رہتے ہوں۔

البتہ اگر بالغ لڑکا یا لڑکی مجنون ہو تو اس کی طرف سے اس کے والد صدقہ فطر ادا کریں گے۔

3: اگر گندم کے علاوہ کوئی اور غلہ باجرہ چاول وغیرہ دیا جائے تو اس میں گندم کی قیمت کا اعتبار ہو گا یعنی جس قدر پونے دو کلو گندم کی قیمت ہو اتنی رقم کا غلہ دیا جائے۔

4: اگر کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب، دونوں میں فرق نہیں۔

نمازِ عید:

عیدین کی نماز دو رکعت ہے جو چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں کہہ کر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ پہلی رکعت میں تین زائد تکبیرات چونکہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ثناء

کے متصل بعد کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں یہ تکبیرات کہہ کر متصل رکوع کی تکبیر کہی جاتی ہے، اس لیے اس اتصال کی وجہ سے پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ مل کر یہ تکبیرات چار ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سے مل کر چار۔ گویا ہر رکعت میں چار تکبیرات شمار ہوں گی۔ بعض روایات میں پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ، تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر پانچ اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر چار بتایا گیا ہے اور مجموعی طور پر نو تکبیرات شمار کی گئی ہیں۔ دونوں صورتوں میں زائد تکبیرات چھ ہی بنتی ہیں۔

عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَاب رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عِیْدٍ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا وَاَرْبَعًا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ حِیْنَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَاتَنْسَوْا کَتَکْبِیْرِ الْجَنَائِزِ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِہٖ وَقَبَضَ اِبْھَامَہٗ۔

شرح معانی الآثار، باب صلوۃ العیدین

ترجمہ: ابو عبد الرحمٰن قاسم فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح (چار) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کا اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کر لیا۔

عَنْ مَکْحُوْلٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ عَائِشَۃَ جَلِیْسٌ لِّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ: اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَأَلَ اَبَامُوْسٰی الْاَشْعَرِیَّ وَحُذَیْفَۃَ بْنَ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یُکَبِّرُاَرْبَعًا تَکْبِیْرَۃً عَلَی الْجَنَائِزِ فَقَالَ

حُذَیْفَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَدَقَ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی کَذٰلِكَ کُنْتُ اُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَةِ حَیْثُ کُنْتُ عَلَیْهِمْ۔

سنن ابی داؤد، باب التکبیر فی العیدین

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے دوست ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَا کَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهٗ حُذَیْفَةُ وَاَبُوْمُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمْ سَعِیْدُ بْنُ الْعَاص رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّکْبِیْرِ فِی الصَّلٰوةِ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰی فَجَعَلَ هٰذَا یَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا وَهٰذَا یَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا حَتّٰی قَالَ لَهٗ حُذَیْفَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَلْ هٰذَا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ فَیَرْکَعُ ثُمَّ یُکَبِّرُ فِی الثَّانِیَةِ فَیَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَائَةِ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 9402

ترجمہ: علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو ان سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: ان

(حضرت ابو موسیٰ) سے پوچھو، اور حضرت ابو موسیٰ نے کہا: ان (حضرت حذیفہ) سے پوچھو، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مسئلہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازی چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے، پھر قراءت کرے، پھر تکبیر کہ کر رکوع کرے دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قراءت کرے، پھر قراءت کے بعد چار تکبیریں کہے (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع کے لیے)۔

عَنْ كُرْدُوْسٍ قَالَ: اَرْسَلَ الْوَلِيْدُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَحُذَيْفَةَ وَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقَالَ: اِنَّ هٰذَا عِيْدُ الْمُسْلِمِيْنَ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ؟ فَقَالُوْا: سَلْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ: يَقُوْمُ فَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَءُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَ يَرْكَعُ فَتِلْكَ خَمْسٌ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَقْرَءُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا يَرْكَعُ فِيْ آخِرِهِنَّ فَتِلْكَ تِسْعٌ فِي الْعِيْدَيْنِ فَمَا اَنْكَرَهُ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ۔

المعجم الکبیر للطبرانی: الرقم: 9400

ترجمہ: حضرت کردوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس تہائی رات گزرنے کے بعد پیغام بھیجا کہ یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے، اس میں نماز کا کیا طریقہ ہے؟ ان سب نے کہا: ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود سے پوچھو۔ چنانچہ قاصد نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے۔ پھر سورۃ الفاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، یہ پانچ تکبیریں ہوئیں۔ پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہو کر سورت فاتحہ

اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر چار تکبیریں کہے جن میں سے آخری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں یہ نو تکبیریں بنتی ہیں۔ ان سب حضرات میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تکبیراتِ جنازہ کے چار ہونے پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوا۔

فَاَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ عَلٰى اَنْ يَّجْعَلُوْا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيْرِ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَات۔

شرح معانی الآثار، باب التکبیر علی الجنائز کم ھو؟

ترجمہ: تو انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فِي الْاُوْلٰى خَمْسُ تَكْبِيْرَاتٍ بِتَكْبِيْرَةِ الرَّكْعَةِ وَبِتَكْبِيْرَةِ الْاِسْتِفْتَاحِ وَفِي الرَّكْعَةِ [الْاُخْرٰى] اَرْبَعَةٌ بِتَكْبِيْرَةِ الرَّكْعَةِ۔

مصنف عبد الرزاق، باب التکبیر فی صلوۃ العید، الرقم: 5702

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں رکوع اور تحریمہ کی تکبیر کو ملا کر پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع والی تکبیر کو ملا کر چار تکبیریں بنتی ہیں [خلاصہ یہ کہ ہر رکعت میں زائد تکبیروں کی تعداد تین ہے]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْعِيْدِ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا ثُمَّ قَرَءَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَقَرَءَ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ۔

سنن الطحاوی، باب التکبیر علی الجنائز کم ھو؟

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے

عید کی نماز پڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے چار تکبیریں کہیں، پھر قراءت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر جب آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے قراءت کی پھر تین تکبیریں کہیں، پھر (چوتھی) تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

تکبیرات عیدین میں رفع یدین:

نماز عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے:

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ: تُرْفَعُ الْاَيْدِىْ فِىْ سَبْعِ مَوَاطِنَ؛ فِى افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِى التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِى الْوِتْرِ وَفِى الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ۔

سنن الطحاوی، باب رفع الیدین عند رویۃ البیت

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔ (۱) نماز کے شروع میں (۲) نمازِ وتر میں قنوت کے وقت (۳) عیدین میں (۴) حجر اسود کو سلام کے وقت، (۵) صفا و مروہ پر، (۶) مزدلفہ اور عرفات میں (۷) دو جمروں کے پاس ٹھہرتے وقت۔

وَاتَّفَقُوْا عَلٰى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِى التَّكْبِيْرَاتِ۔

مرقاۃ المفاتیح، باب صلاۃ العیدین

ترجمہ: فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

وَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ يُرْفَعُ الْاَيْدِىْ فِىْ تَكْبِيْرِ الْقُنُوْتِ وَتَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ

بدائع الصنائع للکاسانی

ترجمہ: فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

فائدہ: پنجگانہ نمازوں میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت

کے شروع میں رفع یدین کرنا ممنوع اور عیدین میں کیا جانے والا رفع یدین مشروع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: **وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِيۡ**۔

سورۃ طٰہٰ: رقم الآیۃ: 14

ترجمہ: اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

تو نماز کا وہ عمل جو خود ذکر یا مقرون بالذکر (ذکر سے ملا ہوا) ہو تو اس آیت کی رو سے مطلوب ہو گا اور اگر وہ عمل خود ذکر یا مقرون بالذکر نہ ہو تو غیر مطلوب اور قابلِ ترک ہو گا۔ عیدین والے رفع یدین کے ساتھ ذکر یعنی اللہ اکبر ملا ہوتا ہے اس لیے یہ مطلوبِ شریعت ہے اور پنجگانہ نمازوں والے مذکورہ رفع یدین میں خالی حرکت ہوتی ہے ذکر نہیں ہوتا، اس لیے یہ غیر مطلوب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت رمضان کے آخری عشرے کو ہمارے حق میں جہنم سے نجات والا بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 30 مئی، 2019ء

رمضان المبارک کے بعد

اللہ تعالیٰ قدر دان ہیں، جس نے اس کے بھیجے ہوئے مہمان رمضان کی قدر کی اللہ اس کو سارا سال نواز تا ہے۔ اولیاء اللہ کا یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ جو بندہ رمضان میں تقویٰ والی زندگی گزارتا ہے، عبادات کا اہتمام کرتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے اللہ کریم اس کے لیے سال کے بقیہ مہینوں کو تقویٰ، عبادات، اور گناہوں سے اجتناب کو آسان بنادیتا ہے۔

رمضان المبارک بخیر و خوبی گزر گیا، اس کے چلے جانے کے بعد اپنی اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے ہیں کہ ہم نے رمضان میں کیا کھویا اور کیا پایا؟

عبادات کا اہتمام:

رمضان المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اللہ، نوافل، دعا، نماز باجماعت اور اللہ کے راستے میں صدقہ و خیرات کی پابندی ہوتی ہے۔ یہ رواجی، روایتی اور موسمی چیزیں نہیں جو صرف رمضان المبارک میں ہوں اور بقیہ مہینوں میں اس سے غفلت برتی جائے بلکہ مومن کی پوری زندگی ایسے گزرنی چاہیے۔ رمضان المبارک نے جن عبادات کا شوق پیدا کیا تھا ان عبادات میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔

ضبط نفس:

روزہ کا حقیقی مقصد "تقویٰ" ہے یعنی شیطان اور نفس کی خواہشات کو چھوڑ کر

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنا۔ محض بھوکا پیاسا رہنا مقصود نہیں۔ اس لیے رمضان کے بعد تقویٰ والی زندگی گزارنے کی بھرپور کوشش کی جائے، جب کبھی گناہ ہو جائے فوراً اس سے توبہ کی جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ.

صحیح مسلم، باب الصلوات الخمس، الرقم:472

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک درمیانی وقت کے گناہوں کو ختم کرنے والی عبادات ہیں بشرطیکہ گناہ کبیرہ نہ ہوں۔

فائدہ: کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اگر مذکورہ بالا عبادات میں توبہ کی نیت کرلی جائے تو یہ عبادات بھی صغیرہ و کبیرہ ہر طرح کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

صبر و تحمل:

حدیث مبارک میں رمضان المبارک کو صبر کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں روزہ دار کو حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو یہ اسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ رمضان کے بعد بھی لڑائی جھگڑے سے دور رہنا چاہیے اور صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے بلکہ اگر غور کیا جائے تو صبر کے مفہوم میں بہت وسعت ملتی ہے۔ خود کو گناہوں سے بچانے کو بھی صبر کہا جاتا ہے۔ اس لیے آنکھ، کان اور دیگر اعضاء انسانی کو حرام کاموں اور حرام باتوں سے بچانا ضروری ہے، آنکھ حرام چیزیں مثلاً نامحرم اور فحش مناظر وغیرہ نہ دیکھے۔ کان میوزک گانے بجانے اور غیبت

وغیرہ نہ سنیں، زبان جھوٹ، غیبت، چغلی، تہمت اور فضول گوئی سے بچائی جائے۔ اسی طرح دیگر اعضاء کو تمام گناہوں سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

جذبہ ایثار:

رمضان المبارک ہمیں جذبہ ایثار سے سرشار کرتا ہے۔ روزہ کی حالت میں بھوک وپیاس برداشت کرنی پڑتی ہے جس سے غریبوں کی بھوک وپیاس کا احساس ہوتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے: جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کراتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے آزاد فرمادیتے ہیں۔

حدیث مبارک میں ہے: رمضان المبارک میں اپنے ماتحت کام کرنے والوں پر نرمی والا معاملہ کرو۔ جو شخص نرمی کا برتاؤ کرے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

رمضان المبارک ہمیں یہ سبق دے کر گیا ہے کہ غرباء، ناتواں اور اپنے سے کمزور افراد پر محبت، ہمدردی اور ایثار سے کام لینا چاہیے۔ ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینی چاہیے۔ ہمیں رمضان المبارک کے بعد بھی یہ سبق نہیں بھولنا چاہیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو غریب پروری اور ایثار و ہمدردی سے کام لینا چاہیے۔

صدقہ و خیرات:

رمضان المبارک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے پناہ صدقہ و خیرات کرنے کا اہتمام فرماتے اور اپنی امت کو اس کی ترغیب بھی ارشاد فرماتے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ امت آج بھی اپنے نبی کے احکامات پر عمل پیرا ہے۔ رمضان المبارک میں زکوٰۃ، نفلی اور واجبی صدقات خوب ذوق شوق سے ادا کرتے ہیں۔ صدقہ و خیرات کرنے سے اللہ بھی راضی ہوتے ہیں اور انسان پر آنے والی آفات بھی ٹل جاتی ہیں۔ اس لیے جیسے رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے اب بھی صدقہ و خیرات اہتمام سے کرتے رہنا چاہیے۔

نظام الاوقات کی پابندی:

رمضان المبارک میں اوقات کار کی پابندی کرائی جاتی ہے: سحری سے لے کر افطاری تک انسان وقت کا پابند ہوتا ہے۔ اس دوران اپنی مرضی سے کچھ نہ کھا سکتا ہے اور نہ ہی پی سکتا ہے۔ سحری کے وقت میں بھی پابندی کرائی جاتی ہے جونہی ختم سحری کا وقت ہوتا ہے اب ہر چیز سامنے موجود ہونے کے باوجود اس کو کھا پی نہیں سکتا۔ افطاری کے وقت میں غروب آفتاب سے پہلے کوئی چیز نہیں کھا پی سکتا۔

رمضان المبارک کے گزر جانے کے بعد اپنے تمام کاموں کے اوقات کار متعین کرنے چاہییں تاکہ کام ٹھیک بھی ہوں اور بروقت بھی ہوں۔ عملی تجربات سے ثابت ہے کہ جس کام میں نظام الاوقات مقرر ہو اس کے اچھے نتائج اور ثمرات ظاہر ہوتے ہیں۔

رمضان المبارک ہم سے کچھ لے کر نہیں جاتا بلکہ ہمیں بہت کچھ دے کر جاتا ہے۔ رمضان ہمیں تقویٰ، عبادات کا اہتمام، ضبط نفس، صبر و تحمل، جذبہ ایثار و ہمدردی، صدقہ و خیرات اور نظام الاوقات کی پابندی دے کر گیا ہے۔ اگر ہم ان پر عمل پیرا رہیں گے تو رمضان کی برکات کے اثرات و ثمرات سال کے بقیہ مہینوں میں بھی ملتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں رمضان کے بعد رمضان جیسی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 6 جون، 2019ء

دینی مدارس کا کردار

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ ”اے مسلمانوں تم میں سے کچھ لوگ دین کی خوب سمجھ بوجھ حاصل کریں اور دوسروں کو اس سے آگاہ کریں۔ “ اس کو سامنے رکھتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے پیش نظر مختلف شکلوں میں دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ قوم کا ایک مخلص، باصلاحیت، ہونہار اور دین کی تڑپ رکھنے والا طبقہ پوری امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکے۔

مدارس کا بنیادی مقصد:

الحمدللہ! چودہ صدیوں کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہر دور میں امت کو جب کبھی دینی رہنمائی کی ضرورت پڑی، علمائے کرام نے اسے احسن انداز سے پورا کیا۔ دینی مدارس کا بنیادی مقصد ہی اسلامی عقائد و نظریات کی معتدل اور متوازن تشریح، اسلامی علوم کی حفاظت و اشاعت، اسلامی تہذیب کا فروغ اور امت کے اجتماعی شیرازے کو منتشر ہونے سے بچانا ہے۔ اس کے لیے انتظامی طور پر جتنے شعبہ جات ممکن تھے مدارس نے اس کے لیے افراد مہیا کیے ہیں۔

شریعت کے اصول و قوانین:

مدرسے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ راہنما اصول و قوانین پڑھائے جاتے ہیں جو علم سماوی اور وحی الٰہی میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ جس میں اپنے ،

پرائے، بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورت، گھر والے، پڑوس والے، مسلمان، کافر۔ الغرض ہر شخص کے مکمل حقوق کی ادائیگی اور اس کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا تحفظ موجود ہے۔ انسان تو انسان رہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین کے مطابق تو پرندے اور جانور بھی اپنی زندگی سکھ سے بسر کرسکتے ہیں۔

مدارس میں کیا سکھایا جاتا ہے؟

مدرسے کا پاکیزہ ماحول ہمارے اخلاقی اقدار اور روایات کا علمبردار ہے، ہماری اچھی معاشرت کا ضامن ہے، اس کی تعلیمات میں والدین کا مقام اور ان کی قدر ومنزلت، خوشحال ازدواجی زندگی، اولاد سے حسن سلوک، ان کی تعلیم وتربیت، بڑوں کا احترام، چھوٹوں سے شفقت، یتیموں، مسکینوں سے ہمدردی، نادار اور مفلس عوام کی کفالت، دکھی اور پریشان انسانیت کی دلجوئی، مصائب اور آفت زدہ لوگوں سے جذبہ خیر خواہی، آپس میں پیار ومحبت، انس و مودت، الفت و اخوت، ایثار و قربانی اور جانثاری کا درس ہے۔

مدارس سچا مسلمان بناتے ہیں:

مدرسہ ہمیں خدا کے قریب کرتا ہے، نبوت پر ایمان، اطاعت اور محبت، قرآن سے عقیدت اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی راہ دکھلاتا ہے صحیح عقائد مہیا کرتا ہے اور باطل نظریات اور ضعف الاعتقادی سے باز رکھتا ہے۔ نیک صالح معاشرے کے خدوخال سے برائیوں کی گرد ہٹاتا ہے۔ صرف جرائم کو ختم کرنے کی بات نہیں کرتا بلکہ اسباب جرائم کو بھی جڑ سے اکھاڑنے کی بات کرتا ہے۔ غیبت، چغلی، گالم گلوچ، تہمت واتہام، بہتان بازی اور دشنام طرازی، جاسوسی اور بدنظری کو بھی برداشت نہیں کرتا۔

آسمانی و زمینی حقائق:

آسمانی حقائق پر ایمان لاتے ہوئے اگر زمینی حقائق کو نظر انداز نہ کیا جائے تو اس بات کا قطعاً انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مدرسہ ہمیں ایسے جلیل القدر شخصیات فراہم کرتا ہے جن کے ہاتھوں پر لاکھوں بندگان خدا اسلام کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں۔ عالم رنگ و بو میں دین اسلام کی تجدید اور اِحیاء مدرسہ کا درویش خدامست کرتا ہے۔ مسلمانوں کے ملی اور اجتماعی تشخص اور آزادی میں مدارس کا کلیدی کردار ہے۔

اسلامی نظریاتی سرحدات:

اسلام کی نظریاتی سرحدات پر مدرسے کے دستر خوانِ علم کے خوشہ چین ہی مورچہ زن ہیں۔ اسلام اور ارکان اسلام کے متعدد شعبہ جات کی تعلیم دینے والے مدرسے سے میسر ہوتے ہیں، اہل اسلام کو مذہبی اور سیاسی و سماجی قیادت بھی مدرسہ عطا کرتا ہے۔

مدارس فراہم کرتے ہیں:

- آپ کے محلے کی مسجد کا خادم، موذن، امام، خطیب اور مدرس
- قرآن کا ترجمہ تفسیر، حدیث و فقہ کی تشریح کرنے والے
- فتنہ گروں کی فتنہ سازی سے بچانے والے
- آپ کے مسائل کا شرعی حل بتانے والے مفتیان کرام
- آپ کے کاروباری زندگی میں شرعی بورڈ کے ذمہ داران
- آپ کو الفاظ قرآن درست کرانے والے قاری صاحبان
- دینی علوم سمجھانے والے علماء کرام
- بلکہ آپ کی اولاد کے نام رکھنے والے

- ان کے کان میں اذان و اقامت کے الفاظ پڑھنے والے
- ان کی علمی و عملی اور اخلاقی تربیت کرنے والے
- عبادات و معاملات میں رہنمائی کرنے والے
- حلال و حرام کی پہچان کرانے والے
- اقتصادی نظام کو سود کی لعنت سے پاک کرنے والے
- ہمارے مردوں کو غسل دینے والے
- ان کی تجہیز و تکفین کرنے والے
- ان کے جنازے پڑھانے والے ...اس سے بڑھ کر لوگوں کے طعنے سہنے والے، گالیاں سننے والے، ملامت کا نشانہ بننے والے اور ان سب کے باوجود دعائیں کرنے والے کہاں سے آتے ہیں؟ جواب ایک ہے کہ مدارس فراہم کرتے ہیں۔

روز محشر کے سفارشی:

یہ سب مدارس اسلامیہ کی تیار کردہ کھیپ ہے جو مسلسل اپنے کام سے کام میں لگی ہوئی ہے۔ یہ قوم کا اثاثہ اور سرمایہ ہے ہمیں ان کی ضرورت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ کیونکہ مدارس کے حافظ صاحبان، قراء کرام، اور علمائے کرام نے کل روز محشر ہماری سفارش کرنی ہے۔ خود سوچیۓ کہ کیا کوئی اپنے سفارشی سے ایسا برتاؤ کرتا ہے جیسا کہ ہم کر رہے ہیں؟

مدارس کو مضبوط کرنے کی تین صورتیں:

ہرگز نہیں! قدرشناس اور قدردان لوگوں کا رویہ ہم سے مختلف ہوتا ہے اس لیے مدارس کو مضبوط کیجیے۔ اس کی پہلی صورت یہ ہے اپنے بچوں میں اسلامی تعلیم کا شوق پیدا کریں اگر آپ کی اولاد مدارس میں پڑھ رہی ہے تو ان کی حوصلہ افزائی کریں، ان کی کمی کوتاہی کو برداشت کر کے مناسب انداز میں اصلاح کی کوشش کیجیے۔ آپ

خود ان اعزازات کے مستحق بنیں جو حافظ، قاری اور عالم کے والدین کے ہوتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مدارس میں پڑھنے والوں کی مالی ضروریات کو پورا کریں، وسائل کی تنگی کو ان کی علمی ترقی میں رکاوٹ نہ بننے دیں۔ تیسری صورت یہ ہے ان کی کامیابی اور استقامت علی الدین کے لیے تہ دل سے دعائیں کریں۔

نسل نو کا روشن مستقبل:

یاد رکھیں! ہماری نسل نو کا روشن مستقبل مدرسہ کی چار دیواری میں چمک رہا ہے اور یہ مستقبل صرف چند سالوں کا نہیں جو سانسیں اکھڑتے ہی ختم ہو جائے بلکہ ابد الآباد کا مستقبل ہے۔

آپ کا اپنا ادارہ:

الحمد للہ! آپ کے اپنے ادارے مرکز اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا میں شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم، شعبہ کتب (درس نظامی) شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ برائے فارغ التحصیل علماء کرام داخلے جاری ہیں، عصری تعلیم اور جدید فنون کا بھی معقول اور عمدہ انتظام ہے۔ اسی طرح بچیوں کے لیے مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی میں تمام شعبہ جات میں داخلے جاری ہیں۔

اللہ کریم ہمیں سنجیدگی سے بات سمجھنے، اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، تراڑ کھل، آزاد کشمیر

جمعرات، 13 جون، 2019ء

اسلام اور کھیل کود

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا کی جو زندگی عطا فرمائی ہے وہ بہت مختصر ہے اور قیمتی بھی۔ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کی گئی وہ امانت ہے جس کا حساب ہم نے روز محشر خدا کے حضور دینا ہے کہ اے ابن آدم! زندگی کس طرح بسر کر کے آئے ہو؟ اس لیے اس سرمایے کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال کا احساس دلایا گیا ہے اور اس کے ضیاع کو خسارے سے تعبیر کیا گیا ہے، اسی فانی زندگی پر ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کا دارومدار رکھا گیا ہے۔

اعتدال... اسلام کا طرہ امتیاز:

اسلام انسان کی ساری زندگی گزارنے کے خطوط متعین کرتا ہے، کامیابیوں کی راہیں روشن کرتا ہے جبکہ ناکامیوں کی تاریکیوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ ادیان عالم میں صرف دین اسلام کو وہ خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے کہ یہ فطرت انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔ یہ ایسا خشک نظام نہیں جس میں خوش مزاجی، تفریح طبع اور ہنسی مزاح نہ ہو اور نہ ہی ایسا آزاد کہ ساری زندگی کو ہی محض کھیل تماشا قرار دے۔ یہ خود ساختہ رہبانیت، خود ساختہ روشن خیالی اور افراط و تفریط کے بے ہنگم اور پر پیچ راستوں میں اعتدال پر گامزن ہونے کا سبق دیتا ہے اور یہی اس کا طرہ امتیاز ہے۔

کامیاب مومن کی ایک علامت:

قرآن کریم میں کامیاب ہونے والے مومن کی جہاں علامات ذکر کی گئی ہیں وہاں ایک علامت یہ بھی مذکور ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔

سورۃ المومنون، رقم الآیۃ: 3

ترجمہ: کامیاب مومن وہ ہیں جو فضول باتوں اور بے مقصد کاموں سے خود کو بچاتے ہیں۔

انسانی طبیعت کا فطری عمل:

دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کی طبیعت اور مزاج میں اکتاہٹ، سستی، کاہلی، انقباض، تنگ دلی اور تھکن سب شامل ہیں۔ بشر ہونے کے ناتے وہ دنیاوی اور دینی امور انجام دیتے دیتے اکتاہٹ اور تھکن محسوس کرتا ہے اگر یہ عمل مسلسل ہوتا رہے تو اس کے باعث انسانی طبیعت بوجھل پن کا شکار ہو جاتی ہے اور نتیجتاً انسان بیماریوں اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔

صحت افزاء کھیل کی حوصلہ افزائی:

اس لیے اسلام اکتاہٹ اور تھکن کو دور کرنے کے لیے صحت افزاء کھیل کود اور ورزش کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ تاکہ صحت مند رہ کر دین و دنیا کے امور انجام دیے جا سکیں۔

کھیل کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

لیکن یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ کھیل کود کا مقصد اکتاہٹ اور تھکن کو دور کر کے دینی اور دنیاوی امور کو چستی کے ساتھ انجام دینا ہے اس کا

برعکس نہیں کہ کھیل کود میں اپنی ساری توانائیاں لگا دی جائیں اور کھیل کھیل کر خود کو اتنا تھکا دینا کہ دینی اور دنیاوی معاملات بالخصوص فرائض وواجبات کی ادائیگی میں خلل بلکہ عبادات چھوڑنے کی نوبت آجائے اس طرح کرنا شرعا اور عقلا جرم ہے۔

تندرستی اور چستی:

چونکہ انسانی زندگی میں کھیل کود ایک ضرورت ہے اس لیے اس کو بقدر ضرورت ضروری سمجھنا چاہیے۔ احادیث مبارکہ میں چند کھیلوں کا تذکرہ ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہر اس کھیل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس کے مقاصد میں جسمانی طور پر خود کو تندرست رکھنا اور غلبۂ دین کے لیے چست رکھنا شامل ہے۔

چار کھیل:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَجَابِرَ بْنَ عُمَيْرٍ الأَنْصَارِيَّيْنِ يَرْمِيَانِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِصَاحِبِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ اللهِ فَهُوَ لَهْوٌ وَلَعِبٌ إِلاَّ أَرْبَعَ مُلاَعَبَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَتَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمَشْيُهُ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ وَتَعْلِيمُ الرَّجُلِ السَّبَّاحَةَ.

السنن الکبریٰ للنسائی، باب ملاعبۃ الرجل زوجتہ، الرقم: 8890

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دو انصاری صحابی حضرت جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ دونوں تیر اندازی کر رہے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ لہو ولعب ہے۔ ہاں! چار ایسی چیزیں ہیں جو لہو ولعب میں شامل نہیں۔ شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا، متعین کردہ دو جگہوں کے درمیان دوڑ لگانا اور تیراکی کرنا۔

فائدہ: حدیث مبارک میں دو لفظ آئے ہیں لہو اور لعب۔ ان کو سمجھ لیجئے!

اللھو: ما یشغل الإنسان عمّا یعنیہ و یھمّہ۔

مفردات القرآن للراغی

ترجمہ: لہو: ہر وہ چیز جو انسان کو قابل توجہ اہم امور سے غافل کر دے۔

اللعب: الفعل لا یقصد بہ مقصد صحیح۔

مفردات القرآن للراغی

ترجمہ: لعب: ہر وہ کام جو کسی اچھے اور صحیح مقصد کے بغیر سر انجام دیا جائے۔

میاں بیوی کی باہمی تفریح طبع:

اسلام میں میاں بیوی کے حلال جنسی تعلق کی بہت قدر و منزلت ہے کیونکہ یہی حلال تعلق ہی دونوں کو بد نگاہی، حرام کاری اور گناہوں سے بچاتا ہے۔ میاں بیوی آپس میں جی بہلانے، تسکین نفس حاصل کرنے اور حصول اولاد کے لیے جب ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہیں تو ان کا یہی کام صدقہ اور عبادت بن جاتا ہے اور اس پر ان دونوں کو اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

ایمانی حلاوت کب نصیب ہو گی؟

جنسیت میں فروغ پاتے پراگندہ اذہان حدیث مبارک کی مراد سمجھنے میں ہمیشہ ٹھوکر کھاتے ہیں، جنسیت سے دل و دماغ پاک ہوں تو معصوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پڑھتے وقت ایمانی حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شوہر اپنی بیوی کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بیوی اپنے شوہر کو محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

کنز العمال

گھوڑا سُدھانا:

گھڑ سواری کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے ، اس سے جسم کی پوری ورزش کے ساتھ ساتھ ہمت ، جرات ، مہارت ، خود اعتمادی اور بلند حوصلگی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اس لیے اسلام میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ غلبہ دین کے لیے گھوڑا پالنا، سدھانا اور اس پر سواری کی مشق کرنا سب باعث اجر و ثواب اور ذریعہ نجات ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کے راستے میں گھوڑا پالا، تو اس گھوڑے کا دانہ پانی حتی کہ لید گوبر اور پیشاب بھی قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں تولے جائیں گے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت رکھ دی ہے۔

دوڑ لگانا:

دوڑنے سے جسم میں پھرتی اور اعصاب میں پختگی پیدا ہوتی ہے ، چست اور صحت مند انسان ذہنی اور جسمانی طور پر ہوشیار اور چاق و چوبند رہتا ہے اور بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ تیز قدموں سے چلنے اور دوڑنے کی وجہ سے خوراک جزو بدن بن کر جسم کو طاقت بخشتی ہے۔ اس لیے اسلام میں دوڑنے اور دوڑ کا مقابلہ لگانے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما میں دوڑنے کا مقابلہ ہوا، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ آگے نکل گئے، تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ان دونوں کا دوڑ کا مقابلہ ہوا تو اس بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے نکل گئے۔ اب کی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی جملہ دہرایا: رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔

کنزالعمال

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے، ایک انصاری نوجوان ہمارے ہمراہ تھا، جو پیدل دوڑ میں کبھی کسی سے نہیں ہارتا تھا دوران سفر وہ کہنے لگا کہ کوئی ہے جو مجھ سے مدینہ تک دوڑنے کا مقابلہ لگائے… حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے اجازت مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے، اگر تم چاہو۔ چنانچہ میں نے ان سے مدینہ تک دوڑ لگائی اور جیت گیا۔

تیراکی:

ماہرین کی تحقیق کے مطابق تیراکی سے بلڈ پریشر کنٹرول اور جسمانی اعضاء مضبوط ہوتے ہیں ایک حدیث مبارک میں اسے مومن کا بہترین کھیل قرار دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تیراکی کا مقابلہ کرنا ثابت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حالت احرام میں تھے مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ آؤ غوطہ لگانے کا مقابلہ کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کس کا سانس زیادہ لمبا ہے۔

کرکٹ کا جنون:

حالیہ کچھ دنوں سے کرکٹ ورلڈ کپ 2019ء شروع ہے۔ دنیا بھر میں بالخصوص جنوبی ایشیاء میں کرکٹ ورلڈ کپ کا جنون اپنے عروج پر ہے۔ نوجوان نسل کا پسندیدہ یہ کھیل شہرت کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ عالمی سطح پر اس کے کھلاڑیوں اور شائقین کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں تک تعلق ہے کھیل کود اور جسمانی ورزش کا اس بارے اسلام اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے لیکن جب اس میں فضول، ناجائز اور حرام امور داخل ہو جائیں تو اسلام ان سے سختی سے روکتا ہے۔ اس سے متعلق چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔

وقت کا ضیاع:

انسانی زندگی کا سب سے بڑا اور قیمتی ترین سرمایہ وقت ہے۔ کرکٹ ہو یا کوئی اور کھیل جس میں انسان کی عبادات اور معاملات متاثر ہوتے ہوں یقیناً ایسا کھیل نہ تو دیکھنے کی اجازت ہے اور نہ ہی کھیلنے کی۔ اس طرح کتنے نوجوان ہیں جن کی تعلیمی سرگرمیاں ورلڈ کپ نے بہت بری طرح مجروح کی ہوئی ہیں۔ کل قیامت کو وقت کے بارے حساب کتاب ہو گا کہ کہاں خرچ کیا؟ اس لیے ورلڈ کپ کی خاطر فرائض و واجبات میں بالکل سستی نہ کریں اور تعلیمی سرگرمیوں کو مجروح مت ہونے دیں۔

جوئے بازی:

کرکٹ ورلڈ کپ کے موقع پر خوب جوئے بازی ہوتی ہے، بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے جواری سینکڑوں ہزاروں سے لے کر کروڑوں اربوں کا جوا لگاتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جوا کھیلنا گناہ کبیرہ ہے، اللہ کی ناراضگی کا بہت بڑا سبب ہے۔ قرآن کریم میں ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔

سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ: 91

ترجمہ: شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کی وجہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ اس لیے تمہیں (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیے۔

دیگر گناہ کے کام:

اس موقع پر شراب، گانا بجانا، ڈانس، بے ہودگی، مرد و عورت کا اختلاط اور میچ فکسنگ وغیرہ جیسے گناہ عام ہوتے ہیں۔ جس کے برے اثرات ہمارے معاشرے پر

پڑتے ہیں۔ قومی خزانے سے اربوں کا بجٹ اس کے لیے مختص کیا جاتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(الف) وہ کھیل جس سے دینی یا دنیوی معتد بہا فائدہ مقصود نہ ہو وہ ناجائز ہے اور وہی حدیث کا مصداق ہے۔

(ب) جس کھیل سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ معتد بہا مقصود ہو، وہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی امر خلافِ شرع ملا ہوا نہ ہو اور من جملہ امور خلاف شرع تشبّہ بالکفار (کفار کی نقالی) بھی ہے۔

معلوم ہوا کہ گیند کا کھیل خواہ کرکٹ وغیرہ ہوں، یا دوسرے دیسی کھیل، فی نفسہٖ جائز ہیں؛ کیوں کہ ان سے تفریح طبع اور ورزش و تقویت ہوتی ہے، جو دنیوی اہم فائدہ بھی ہے اور دینی فوائد کے لیے سبب بھی؛ لیکن شرط یہی ہے کہ یہ کھیل اس طرح پر ہوں کہ ان میں کوئی امر خلاف شرع اور تشبّہ بالکفار نہ ہو، نہ ہی لباس کے طرز میں انگریزیت ہو اور نہ گھٹنے کھلے ہوں، نہ اپنے نہ دوسروں کے اور نہ اس طرح اشتغال ہو کہ ضروریاتِ اسلام نماز وغیرہ میں خلل آئے، اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ کرکٹ، ٹینس وغیرہ کھیل سکتا ہے، تو اس کے لیے جائز ہے ورنہ نہیں، آج کل چونکہ عموماً یہ شرائط موجودہ کھیل میں نہیں ہیں اس لیے ناجائز کہا جاتا ہے۔

امداد المفتیین جدید صفحہ نمبر 1001

ناجائز اور حرام کھیلوں کے علاوہ کھیل کو جب تک کھیل سمجھا جائے اور کھیل سمجھ کر کھیلا جائے تو کھیلنا مباح ہے لیکن اگر کھیل کو مقصد سمجھ کر اس میں اپنی توانائیاں ضائع کی جائیں تو پھر یہ کسی صورت درست معلوم نہیں ہوتا۔

ایسا کھیل جس میں نمازوں کے اوقات، جمعۃ المبارک یہاں تک کہ رمضان

المبارک کی عبادات روزہ، تراویح وغیرہ کا خیال نہ رکھا جاتا ہو تو ایسے کھیل کا کھیلنا، دیکھنا وغیرہ سب ناجائز اور حرام ہو گا۔

کھیل کے وقت کھیلنا درست ہے لیکن کام اور بالخصوص تعلیم کے اوقات میں کھیلوں پر تبصرے کرتے رہنا جس سے کام اور تعلیم میں حرج پیدا ہو کسی صورت درست نہیں۔ اللہ کریم ہمیں فضول اور بے کار کاموں سے بچنے اور قوم و ملت کے حق میں مفید کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 20 جون، 2019ء

تین محبوب بندے

اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے پیار فرماتے ہیں ان کی نشانیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرما دی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں وہ اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مبغوض (ناپسندیدہ) بندوں کی علامات بھی ذکر فرما دی ہیں تا کہ انسان اپنے آپ کو ان برے اوصاف سے بچائے اور اللہ کے ناپسندیدہ افراد میں شامل ہونے سے خود کو محفوظ کر سکے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللہ عَنْه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلاَثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ وَثَلاَثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ فَأَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللَّهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْيَانِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لاَ يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلاَّ اللَّهُ وَالَّذِى أَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ فَقَامَ أَحَدُهُمْ يَتَمَلَّقُنِى وَيَتْلُو آيَاتِي وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا وَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ وَالثَّلاَثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ: الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ.

جامع الترمذی، الرقم:2568

ترجمہ: حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت جبکہ باقی تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں ان میں سے پہلا وہ شخص ہے جو ایسی قوم میں رہتا ہو جس قوم کے پاس کوئی شخص رشتہ داری اور قرابت داری کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ کا واسطہ اور قسم دے کر کچھ مانگنے آیا ہو اور وہ قوم ایسے شخص کو دینے سے انکار کر دے اور یہ شخص علیحدگی میں اُس مانگنے والی کی اس طرح مدد کرے کہ اللہ تعالیٰ اور مانگنے والے کے علاوہ کسی کو اس بات کا پتہ نہ چلنے دے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی ایسے قافلے میں شریک سفر ہو کہ وہ قافلے والے سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے رات کو سو جائیں اور یہ شخص اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آہ وزاری اور کلام اللہ (قرآن کریم) کی تلاوت میں مشغول ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص جو ایسے لشکر میں شامل ہو جس کو میدان کارزار میں شکست ہو گئی ہو لیکن یہ شخص بھاگنے کے بجائے سینہ سپر ہو کر آگے بڑھے یا تو قتل کر دیا جائے یا پھر فتح و نصرت اس کے قدم چوم لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمائندہ خدا ہیں، آپ کی بعثت کا مقصد مخلوق خدا کو خدائے ذوالجلال کی پسند اور ناپسند سے باخبر کرنا ہے یعنی مخلوق خدا کے سامنے اللہ کی خوشی اور ناراضگی کے کاموں اور باتوں کو واضح کر دیں تاکہ انسانیت اللہ کو راضی اور خوش کرنے والے کام کرے اور اللہ کو ناراض کرنے والے کاموں سے بچ سکے۔

پہلا محبوب بندہ:

وہ ہے جو چپکے سے کسی حاجت مند کی ضرورت کو پورا کرے۔ جب کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور کوئی شخص ان کے پاس آئے اور رشتہ داری اور قرابت داری کا واسطہ دینے کے بجائے اللہ کی ذات کا واسطہ دے۔ لیکن لوگ اس کی بات پر کان نہ دھریں اور اس کی ضرورت پوری کرنے سے عملاً انکار کر دیں اسی دوران ایک شخص وہاں سے اٹھے اور چپکے سے ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کر دے باقی لوگوں کو اس کا پتہ نہ

چلے تو ایسا شخص اللہ کا محبوب ہے۔

ایک تو چپکے سے صدقہ دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اللہ رب العزت کے نام کا احترام کرتے ہوئے ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کیا ہے یہ دلیل ہے کہ اس کے دل میں محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت بہت زیادہ ہے۔ ظاہر ہے جو اللہ کے نام سے محبت کرتا ہے اللہ بھی اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔

اس شخص کا یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں محبوبیت و مقبولیت اس لیے بھی پا لیتا ہے کیونکہ اس شخص نے یہ نیکی کرتے وقت دو بڑے گناہوں سے خود کو بچا لیا ہے۔ ایک تو ضرورت مند کی عزت نفس کو مجروح نہیں کیا بلکہ علیحدگی میں اسے دیا اور دوسرا قوم کی دل آزاری بھی نہیں مجلس میں بیٹھ کر قوم کو نیچا نہیں دکھایا اور نہ ہی انہیں شرمندہ و رسوا کیا ہے۔ چونکہ اس شخص کا یہ عمل خالصتاً اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہے اس لیے ایسے شخص کو اللہ کے ہاں محبوبیت کا مقام نصیب ہوتا ہے۔

دوسرا محبوب بندہ:

وہ ہے جو چپکے سے اللہ کی عبادت کرے۔ جب قافلے والے سفر کی تھکان کی وجہ سے میٹھی نیند سو جائیں اور یہ سفر کی تھکاوٹ کے باوجود، نیند کو قربان کر کے، خواہش نفس کو روند کر نماز تہجد اور تلاوت قرآن کا اہتمام کرتا ہے یعنی مشقت کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو یہ عبادت اللہ کے ہاں اسے مقام محبوبیت تک پہنچاتی ہے اور یہ مخلوق خدا کی نظروں میں محبوب بن جاتا ہے۔

تیسرا محبوب بندہ:

وہ ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے تن تنہا لڑتا رہے۔ جب لشکر والے دشمن کی فوج سے شکست کھانے کے بعد پیٹھ دکھا کر بھاگ رہے ہوں ایسے وقت میں یہ شخص ہمت نہ ہارے اور سینہ سپر ہو کر دشمن کے مقابلے میں جان لڑا دے اور

مسلسل دشمن سے مقابلہ کرے اس دوران یا تو قتل ہو جائے اور شہادت کا درجہ حاصل کرلے یا پھر فتح و نصرت سے ہمکنار ہو جائے۔ دونوں صورتوں میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اس بات کا صحیح طور پر اندازہ صرف وہ لوگ کرسکتے ہیں جو میدان کارزار میں داد شجاعت دے چکے ہوں۔ جب لشکر والے اپنی جان بچا کر بھاگ رہے ہوں اور اس کو اپنے سامنے اپنی موت نظر آ رہی ہو اس کے باوجود بھی یہ شخص دین اسلام کی سربلندی اور دشمنان دین کو مٹانے کے لیے میدان میں ڈٹا رہے تو یہ اس کے اخلاص کی علامت ہے۔ اسی اخلاص کی بدولت وہ اللہ کے ہاں مقام محبوبیت پالیتا ہے۔

زمین و آسمان میں محبوبیت:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبۡدًا دَعَا جِبۡرِيلَ فَقَالَ : إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ : فَيُحِبُّهُ جِبۡرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهۡلُ السَّمَاءِ قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الۡقَبُولُ فِي الۡأَرۡضِ۔

صحیح مسلم، باب اذا احب اللہ عبدا، الرقم:6798

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ رب العزت کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں آپ بھی محبت کریں۔ حضرت جبرائیل اس سے محبت شروع کر دیتے ہیں اور آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بندے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں (اے آسمان والو) تم بھی اس سے محبت کرو آسمان والے محبت شروع کرتے ہیں اور زمین والوں میں اس کو مقبول بنا دیا جاتا ہے۔

دنیا سے حفاظت:

عَنۡ قَتَادَةَ بۡنِ النُّعۡمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَحَبَّ

اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ۔

جامع الترمذی، باب ما جاء فی الحمیۃ، الرقم: 2036

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو دنیا میں دل لگانے سے روکے رکھتے ہیں جیسا کہ تم لوگ بیمار بندے کو (بیماری کے بڑھ جانے کے خوف سے) پانی سے روکتے ہو۔

نرمی کا معاملہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ أَهْلَ بَيْتٍ أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ۔

من الفوائد الغرائب الحسان لابی بکر الابھری، الرقم: 18

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت جب کسی گھر والوں سے محبت فرماتے ہیں تو ان کے معاملات میں نرمی شامل فرما دیتے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین بجاہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 27 جون، 2019ء

تین مبغوض بندے

اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے نفرت کا معاملہ فرماتے ہیں ان لوگوں کی نشاندہی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے تاکہ خود کو ان گندے اوصاف سے دور رکھا جاسکے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ... وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ: اَلشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ.

جامع الترمذی، باب، الرقم:2568

ترجمہ: حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نفرت کا معاملہ فرماتے ہیں: پہلا وہ شخص ہے جو بوڑھا ہو جائے پھر بھی زنا کرے۔ دوسرا وہ شخص جو فقیر اور تنگدست ہو پھر بھی تکبر کرے اور تیسرا وہ شخص جو مال دار ہو لیکن دوسروں پر ظلم کرے۔

حدیث مبارک میں تین طبقات کا ذکر ہے جن سے اللہ رب العزت نفرت کا معاملہ فرماتے ہیں۔ بڑھاپے میں بھی زنا کرنے والا۔ فقیر ہو کر بھی تکبر کرنے والا اور مال دار ہو کر ظلم کرنے والا۔ یہ وہ تین طرح کے لوگ ہیں جو نگاہ خداوندی میں انتہائی مبغوض اور قابل نفرت ہیں۔ اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر کس قدر احسان ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں اور ان کے ان کاموں کی نشاندہی بھی فرمادی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ رب العزت کی نگاہ میں مبغوض ٹھہرتا ہے۔

پہلا مبغوض بندہ:

وہ ہے جو بوڑھا ہو کر بھی زنا کرتا ہو۔ یوں تو زنا ہر ایک کے لیے بہت بڑا گناہ ہے لیکن انسان عمر کے اس حصے میں پہنچ جائے کہ جہاں جنسی خواہشات کمزور ہو چکی ہوتی ہیں، اسباب زنا کے مواقع بہت کم ہو جاتے ہیں، اس کے باوجود بھی جب کوئی زنا کرتا ہے تو اللہ ایسے بندے سے شدید نفرت فرماتے ہیں۔

زنا کبیرہ گناہ:

کبیرہ گناہوں میں سے زنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کے متعلق یہ نہیں کہا کہ تم زنا نہ کرو بلکہ اسے بے حیائی اور بہت برا راستہ قرار دے کر اس کے قریب جانے سے بھی روک دیا ہے۔ یعنی تمام ایسی باتوں سے خود کو بچانے کا حکم دیا جن کی وجہ سے انسان زنا جیسی لعنت میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ یعنی نامحرم کے ساتھ بے حجابانہ گفتگو، تنہائی، بوس و کنار وغیرہ۔ عموماً بد نظری سے شروع ہونے والا سفر بدکاری تک جا کر تمام ہوتا ہے۔ اس دوران جتنے مراحل سے انسان گزرتا ہے ہر ہر لمحے میں اللہ کی ناراضگی اور پھٹکار کا شکار ہوتا رہتا ہے۔

احساس گناہ مٹ رہا ہے:

ہمارے معاشرے میں زنا کو فروغ دینے کے لیے ایسی راہیں ہموار کی جا چکی ہیں کہ اب احساس گناہ ہی مٹتا چلا جا رہا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب بندہ توبہ کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ہمارے بچے اور بالخصوص نوجوان نسل اس کا اتنا شکار ہو چکی ہے کہ الامان والحفیظ۔ اس سے کہیں زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ عمر رسیدہ بوڑھے زنا میں مبتلا نظر آتے ہیں، مجھے اور آپ کو حالات وواقعات کی دنیا میں آئے روز ایسی باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ اللہ ہمیں احساس جیسی نعمت سے محروم نہ فرمائے۔

زنا کی سخت سزا:

اسلامی شریعت میں اس گناہ سے معاشرے کو بچانے کے لیے سخت ترین سزا مقرر فرمائی گئی۔ شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کرے تو اس کو رجم یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے اور اگر غیر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اسے 100، 100 کوڑے مارے جائیں گے۔ جیسے زنا کی سزا بہت سخت ہے اسی طرح زنا کو ثابت کرنے کے لیے گواہوں کی گواہی کو پرکھنے کا طریقہ اور حکم بھی بہت سخت ہے۔

دوسرا مبغوض بندہ:

وہ بندہ جو فقیر اور تنگدست ہو پھر بھی تکبر کرے۔ قرآن و سنت میں متکبر شخص کے بارے میں بہت سخت وعیدیں مذکور ہیں۔ تکبر کرنا ویسے ہی بہت بڑا گناہ ہے لیکن ایک ایسا شخص جس کے پاس اسباب تکبر بھی نہیں، وہ بھی تکبر کرے تو اللہ رب العزت کی نگاہ میں قابل نفرت بن جاتا ہے۔

تکبر کسے کہتے ہیں؟

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ.

صحیح مسلم، باب الکبر و بیانہ، الرقم: 178

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ بندہ اچھے کپڑے اور اچھے جوتے کو پسند کرتا ہے۔ (کیا یہ بھی تکبر ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ

نہیں۔ اللہ جمیل ہیں اور حسن و جمال کو پسند فرماتے ہیں۔ تکبر یہ ہے کہ بندہ حق بات کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے۔

حدیث مبارک کے پہلے حصے میں متکبر کی سزا کا تذکرہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا اور دوسرے حصے میں تکبر کی تعریف اور حقیقت بیان فرمائی گئی ہے۔ عام طور پر تکبر علم، حسب و نسب، مال و دولت، حسن و جمال پر کیا جاتا ہے جبکہ یہ ساری چیزیں اللہ رب العزت کی محض عطا ہیں اس پر انسان کو اترانا اور تکبر کرنا زیب ہی نہیں دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر کا علاج یہ بتلایا ہے کہ بندہ سلام کرنے میں پہل کرے۔

تیسرا مبغوض بندہ:

وہ ہے جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ ظلم کرے۔ جو بندہ مال دار ہونے کے باوجود ظلم کرتا ہے وہ اللہ کے ہاں قابل نفرت ہے۔ کیونکہ مال کا مل جانا محض اللہ کی عطا سے ہے اس کی وجہ سے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی پر ظلم کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ نے الغنی الظلوم کی تشریح میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو دولت مند ہونے کے باوجود بھی قرض خواہوں کو قرض کی ادائیگی نہ کرے یہ بھی ظلم ہے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے اور مبغوض ہونے سے بچائے۔ آمین بجاہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 4 جولائی، 2019ء

حجاج کرام توجہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کریم ہیں، ان کا کرم یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان نیک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں جبکہ اگر کوئی مسلمان بندہ برائی کا صرف ارادہ کرے اور برائی کا کام نہ کرے اس پر اللہ کریم اس کے نامہ اعمال میں نیکی لکھ دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً۔

صحیح البخاری، باب من ھم بحسنۃ او بسیئۃ، الرقم: 6491

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت سے نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اللہ رب العزت نیکیوں کو بھی لکھتے ہیں اور برائیوں کو بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے، اس پر عمل کرنے سے پہلے پہلے اللہ رب العزت اس کے نامہ اعمال میں مکمل نیکی اور اجر

وثواب لکھ دیتے ہیں۔ اگر وہ نیک کام کرنے کا ارادہ کرے اور پھر وہ نیک کام کر بھی لے تو اللہ کریم اس کے نامہ اعمال میں (اخلاص کے بقدر) دس سے لے کر سات سو گنا بلکہ سات سو گنا سے بھی زیادہ اجر وثواب لکھ دیتے ہیں۔ جبکہ اگر کسی مسلمان کے ذہن میں صرف برے کام کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور وہ (اللہ کے خوف کی وجہ سے) اس برے کام کو نہ کرے۔ اس پر بھی اللہ اس کے نامہ اعمال میں مکمل نیکی اور اجر وثواب لکھ دیتے ہیں اگر کسی نے برا کام کر لیا تو اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی کا گناہ لکھتے ہیں۔

قانون عدل یا شان کرم؟

اس حدیث مبارک کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے، سوچئے کہ اللہ ہم سے کتنی محبت فرماتے ہیں۔ نیکی کا محض ارادہ کریں تو نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں اگر وہ نیک کام کر لیں تو اس کا ثواب دس سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ قانون عدل کا تقاضا تو یہ تھا کہ نیک کام کے محض ارادے پر مکمل اجر و ثواب نہ ملتا اور جب نیک کام کر لیا جائے تو اس کی مقدار کے برابر اجر ملتا لیکن اللہ رب العزت مسلمان بندے سے قانون عدل کے بجائے شان کرم کا معاملہ فرماتے ہیں جس کی وجہ سے محض ارادے پر بھی اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔

جبکہ دوسری جانب دیکھئے تو عجیب بات سامنے آتی ہے اگر کوئی مسلمان بندہ کبھی گناہ کا ارادہ کر لے تو اس کے محض ارادے پر اس کے نامہ اعمال میں برائی نہیں لکھتے بلکہ گناہ کا ارادہ کرنے کے باوجود اگر بندہ وہ گناہ نہیں کرتا تو اس پر بھی اس کے نامہ اعمال میں نیکی لکھتے ہیں۔ اور اگر اس سے گناہ سرزد ہو جائے تو نامہ اعمال میں برائی کی مقدار کے برابر گناہ لکھتے ہیں، زیادہ نہیں لکھتے۔

کرم بالائے کرم:

مسلمان بندے سے اللہ کی محبت کا عالم دیکھیے کہ نیکی کے ارادے پر اجر و

ثواب اور نیک کام کرنے پر قانون عدل کے بجائے شان کرم کا معاملہ۔ دس سے لے کر سات سو بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ ایک طرف تو لطف و کرم اور عنایات کی یوں بارشیں برساتا ہے جبکہ دوسری طرف عفو و درگزر کا یہ عالم کہ برائی کے محض ارادے پر گناہ نہیں بلکہ ارادے کے باوجود گناہ نہ کرنے پر نامہ اعمال میں نیکی اور اجر و ثواب لکھ دیتے ہیں اور اگر کوئی قسمت کا مارا گناہ کر بھی بیٹھے تو اس کے نامہ اعمال میں اسی برائی کے بقدر گناہ لکھتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کے وہ احسانات ہیں جن کو ذہن میں رکھنے سے نیکیوں کا شوق اور برائیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

نیکی کا ارادہ:

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً، فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً۔

صحیح مسلم، باب اذا ھم العبد بحسنۃ، الرقم: 251

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا بندہ اپنے دل میں کسی نیک کام کا پختہ ارادہ کرتا ہے تو میں اس کے لیے نیکی اور اجر و ثواب لکھ دیتا ہوں۔

اس لیے جب تک ممکن ہو نیک اعمال کرتے رہنا چاہیے اور اگر کبھی بشری تقاضے کے تحت نیک عمل کرنا ممکن نہ ہو تو ارادہ کر لینا چاہیے اس کی وجہ سے نامہ اعمال میں خیر ہی خیر اور اجر و ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

نیکی کا اجر:

جب مسلمان بندہ نیکی کا کام کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت اسے اس نیکی کے

بدلے میں دس گنا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 160

ترجمہ: ایک نیکی لے کر آنے والے کو اس کا دس گنا ثواب دیا جائے گا۔

عام طور پر یہی ضابطہ خداوندی ہے لیکن اگر اخلاص بڑھ جائے تو اللہ اجر میں اضافہ فرما دیتے ہیں اور کبھی تو اس اضافے میں اس قدر اضافہ فرماتے ہیں کہ اسے بے حساب بنا دیتے ہیں۔

برائی کا ارادہ:

ایک بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ گناہ کا ارادہ کر لینے کے بعد اس کو چھوڑنے کی وجہ کئی ہو سکتی ہیں اگر اللہ کا خوف غالب آ گیا اور گناہ نہیں کیا تو اس صورت میں نامہ اعمال میں گناہ کے بجائے نیکی لکھی جائے گی اور اگر برائی کا ارادہ کر لینے کے بعد کسی نے پوری کوشش بھی کر لی لیکن پھر بھی گناہ نہ کر سکا تو اب اس کے نامہ اعمال میں برائی لکھ دی جاتی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ وَمَنْ سَعَى فِي حُصُولِ الْمَعْصِيَةِ جُهْدَهُ، ثُمَّ عَجَزَ عَنْهَا، فَقَدْ عَمِلَ۔

جامع العلوم والحکم، النوع الرابع

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وساوس کو معاف فرما دیا ہے جب تک وہ اس برائی کی بات کو زبان سے کہہ نہ لیں یا پھر اس وسوسے کو عملی شکل نہ دے لیں۔ جو شخص برائی کا کام کرنے کی پوری کوشش کرے لیکن اس کو کر نہ سکے تو یہ شخص ایسا ہی ہے جیسے اس نے یہ گناہ والا کام کر لیا ہو۔

برائی کے کام:

مَنۡ جاءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلا یُجۡزی إِلَّا مِثۡلَھا

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 160

ترجمہ: جو شخص برائی کرے اس کو صرف برائی کے برابر ہی سزا دی جائے گی۔

حُجاج کرام کے لیے لمحہ فکریہ!

حج کی پروازوں نے اڑان بھرنا شروع کر دی ہے، دنیا بھر سے عازمین حج حرمین کی طرف رواں دواں ہو رہے ہیں۔ اللہ کریم تمام حجاج کے حج کو قبول فرمائیں۔ میری تمام حجاج سے گزارش ہے کہ بعض مقامات اور ایام ایسے ہیں جن میں گناہ کی سزا عام مقامات اور ایام کی نسبت بڑھ جاتی ہے۔ بالخصوص ایام حج میں اور حرم شریف میں گناہ کرنے سے گناہ کی سزا بڑھا دی جاتی ہے۔

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ قَالَ: لَأَنۡ أُخۡطِئَ سَبۡعِینَ خَطِیئَۃً- یَعۡنِی بِغَیۡرِ مَکَّۃَ- أَحَبُّ إِلَیَّ مِنۡ أَنۡ أُخۡطِئَ خَطِیئَۃً وَاحِدَۃً بِمَکَّۃَ۔

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں کیا جانے والا ایک گناہ عام جگہوں میں کیے جانے والے ستر گناہوں سے زیادہ سخت ہے۔

عَنۡ مُجَاھِدٍ رَحِمَہُ اللہُ قَالَ: تُضَاعَفُ السَّیِّئَاتُ بِمَکَّۃَ کَمَا تُضَاعَفُ الۡحَسَنَاتُ۔

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جیسے مکہ میں کی جانے والی نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے اسی طرح مکہ میں کیے جانے والے گناہ کی سزا بھی کئی گنا بڑھا دی جاتی ہے۔

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَحِمَهُ اللهُ بَلَغَنِى أَنَّ الْخَطِيئَةَ بِمَكَّةَ بِمِائَةِ خَطِيئَةٍ، وَالْحَسَنَةَ عَلَى نَحْوِ ذَلِكَ.

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں کیا جانے والا ایک گناہ سو گناہوں کے برابر ہے جبکہ مکہ مکرمہ میں کی جانے والی نیکیوں میں بھی اسی طرح اضافہ کیا جاتا ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: اعْلَمُوا أَنَّ الظُّلْمَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ أَعْظَمُ خَطِيئَةً وَوِزْرًا فِيمَا سِوَى ذَلِكَ۔

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ سورۃ التوبۃ کی رقم الآیۃ: 36 ان عدۃ الشھور عنداللہ اثنا عشر شھرا۔ الخ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اشہر حُرُم (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم) میں گناہ کرنا عام مہینوں میں گناہ کرنے سے بڑا جرم ہے۔

اللہ کریم ہمیں نیک بننے اور نیک ارادے کرنے کی توفیق دے، گناہگار بننے اور گناہ کے ارادے سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مرکزی جامع مسجد راولاکوٹ، آزاد کشمیر

جمعرات، 11 جولائی، 2019ء

مخموم القلب صدوق اللسان

اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن کو بہتر فرمادیں حقیقی کامیابی کا مدار اسی پر ہے۔ پورے انسانی جسم میں دو چیزیں بطور خاص ایسی ہیں اگر وہ درست سمت پر چلتی رہیں تو انسان کامیابی کی منزل تک ضرور پہنچ جاتا ہے، ان میں ایک دل اور دوسری زبان ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ. قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ۔

سنن ابن ماجہ، باب الورع والتقویٰ، الرقم:4216

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا انسان سب سے زیادہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخموم دل والا اور سچی زبان والا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! زبان کا سچا ہونا تو سمجھ میں آگیا یہ دل کا مخموم ہونا کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں خدا خوفی ہو، پاک صاف ہو، گناہ (کی باتیں) نہ ہوں، وہ حد اعتدال سے گزرنے والا نہ ہو، کینہ نہ ہو اور حسد نہ ہو تو ایسا انسان مخموم القلب کہلاتا ہے۔

مخموم القلب وہ انسان ہوتا ہے جس میں چھ باتیں پائی جاتی ہوں۔

التقی:

مخموم القلب شخص کی پہلی علامت کہ اس کے دل میں خدا خوفی اور تقویٰ ہو، وہ جہاں کہیں بھی ہو خواہ گھر میں یا گھر سے باہر، خلوت میں یا جلوت میں، مجمع عام میں ہو مجمع خاص میں ہر جگہ ہر وقت اللہ کی عظمت والا خوف اس کے دل میں موجود ہو۔ یہی تقویٰ اس کو نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے بچنے کے لیے سبب بنے گا۔ عام طور پر انسان لوگوں کے سامنے تو نیک اعمال کرتا اور برے اعمال سے بچتا ہے لیکن جب تنہائی میسر آ جائے تو پھر نیک اعمال کی چھٹی جبکہ برے اعمال میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب فضل و کمال مخموم القلب انسان کی پہلی علامت کے طور پر تقویٰ کو ذکر فرمایا ہے۔

النقی:

مخموم القلب شخص کی دوسری علامت یہ ہے کہ اس کا دل پاک صاف ہو اس میں گناہ کی باتیں نہ ہوں یعنی کسی کی عداوت، نفرت، بدگمانی، غرور، تکبر، فریب کاری اور جذبہ انتقام نہ ہو۔ کسی کے بارے میں منفی خیالات کی غلاظت نہ ہو بلکہ مخلوق خدا سے محبت، انس، ہمدردی، ایثار، عفو و درگزر پائی جاتی ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو مخموم القلب یعنی پاک باطن والا قرار دیا ہے۔ بعض مرتبہ لوگوں کے سلوک اور گفتگو کی وجہ سے دل میں ان کی نفرت آ جاتی ہے لیکن اس کو فوراً ختم کرنا چاہیے اور اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کے بارے دعا کریں۔

لَا بَغْیَ:

مخموم القلب شخص کی تیسری علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں ظلم نہ ہو یعنی حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے اور اس کائنات میں سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔

مزید یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کسی نیک عمل کو لوگوں کے دکھلاوے اور ریاکاری کے طور پر کرنا بھی ظلم ہے۔ کتنی بڑی بدبختی ہے کہ ساری زندگی انسان نیک اعمال بھی کرے لیکن آخرت میں اس کا کوئی اجر اسے نہ مل سکے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ -أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَىٰ مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔

مسند احمد، حدیث ابی سعید بن ابی فضالۃ، الرقم: 17888

ترجمہ: حضرت ابو سعید بن ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ رب العزت اولین و آخرین یعنی تمام لوگوں کو قیامت کے دن جمع فرمائیں گے تو ایک آواز دینے والا پکارے گا جس شخص نے اللہ کے لیے کیے جانے والے کسی عمل میں اللہ کے ماسوا کسی کو شریک کیا تھا تو وہ آج کے دن اسی سے نیک عمل کا اجر و ثواب لے اس لیے کہ اللہ رب العزت باطل شرکاء کے ساتھ شریک ہونے سے پاک اور بے نیاز ہے۔

لا غل:

مخموم القلب شخص کی چوتھی علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں کسی کے بارے میں برائی اور کینہ نہ ہو۔ کینہ کہتے ہیں کہ کسی دوسرے کے بارے دل میں دشمنی اور عداوت کے جذبات پالتے رہنا۔ یہ ایسی بری بیماری ہے جو دل کو سخت کر دیتی ہے کسی کے بارے نرم جذبات اور محبت پیدا نہیں ہونے دیتی۔

جنتی شخص کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے ایک مرتبہ

مسلسل تین دن تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں یہ فرماتے رہے کہ تمہارے سامنے ایک ایسا شخص آئے گا جو جنتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بعد ہر روز ایک انصاری صحابی تشریف لاتے۔ بالآخر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس شخص کے اس عمل کو دیکھنے کی جستجو پیدا ہوئی کہ جس عمل کی وجہ سے اللہ کے رسول ان کے بار بار جنتی ہونے کی بشارت دے رہے ہیں اس انصاری صحابی کے پاس حضرت عبداللہ بن عمرو جا پہنچے اور مسلسل تین راتیں ان کے ہاں قیام کیا تاکہ ان کا وہ عمل اور عبادات کو دیکھ سکیں لیکن ان کے معمولات کوئی ایسے نہ تھے کہ جو باقی لوگ نہ کرتے ہوں یعنی عبادات معمول کے تھے چنانچہ انہوں نے اس صحابی سے اس بارے سوال کر ڈالا اور اپنے وہاں رہنے کی وجہ بھی بتلا ڈالی:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ۔۔۔اِلٰی اَنْ قَالَ ۔۔۔ فَأَرَدْتُ أَنْ آوِیَ إِلَیْكَ، فَأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ؟ فَأَقْتَدِیَ بِكَ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَبِیرَ عَمَلٍ فَمَا الَّذِی بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَیْتَ فَانْصَرَفْتُ عَنْہُ، فَلَمَّا وَلَّیْتُ، دَعَانِی وَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَیْتَ غَیْرَ أَنِّی لَا أَجِدُ فِی نَفْسِی غِلًّا لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِینَ وَلَا أَحْسُدُہُ عَلَی خَیْرٍ أَعْطَاہُ اللّٰہُ إِیَّاہُ۔

کتاب الزھد لابن المبارک، باب ماجاء فی الشح، الرقم: 694

ترجمہ: کہ آپ کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار جنتی ہونے کی بشارت دی تو میں نے آپ کے پاس رہنے کا ارادہ کر لیا تاکہ آپ کا وہ عمل دیکھ سکوں جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کا بارہا اعلان فرمایا ہے لیکن میں نے کوئی ایسا خاص عمل آپ کے ہاں نہیں دیکھا جو باقی لوگوں میں نہ ہوتا ہو۔ ذرا بتلایئے وہ کون سا ایسا عمل ہے جس نے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے؟ جس کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو آپ نے

دیکھا وہی میرے معمولات ہیں ہاں ایک چیز ہے کہ میں کسی مسلمان کے بارے اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور کسی کو ملنے والی نعمت پر حسد نہیں کرتا۔

لا حسد:

مخموم القلب شخص کی پانچویں علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں کسی کے بارے میں حسد نہ ہو۔ حسد کہتے ہیں کہ کسی کے پاس کوئی دینی یا دنیاوی نعمت مثلاً مال و دولت، حسن و جمال، شہرت و مقبولیت، صلاحیت و استعداد یا علم و دیانت وغیرہ دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ کاش وہ نعمت اس کے بجائے مجھے مل جائے یا کم از کم اُس کے پاس بھی نہ رہے۔ حسد کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ جیسے میں اس نعمت سے محروم ہوں دوسرا شخص بھی محروم ہو جائے۔ اس گندے جذبے اور بری تمنا کا نام حسد ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ۔

سنن ابی داؤد، باب فی الحسد، الرقم: 4257

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو حسد سے خوب اچھی طرح بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسے خشک لکڑیوں کو آگ ختم کر دیتی ہے۔

صدوق اللسان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب فضل و کمال انسان کی علامت یہ ذکر فرمائی ہے کہ وہ زبان کا سچا ہو۔ اسے اپنی زبان پر مکمل کنٹرول حاصل ہو، زبان سے سرزد ہونے والی تمام برائیوں سے خود کو بچاتا ہو جیسے جھوٹ، غیبت، بدکلامی، گالی، تہمت، وعدہ خلافی وغیرہ۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ... ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ: بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ: كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا۔ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ، الرقم: 2616

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام نیکیوں کی بنیاد جاننا چاہتے ہو؟ حضرت معاذ نے عرض کی: جی ضرور۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زبان کو پکڑ کر فرمایا: اپنی زبان قابو میں رکھو۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ازراہ تعجب عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہماری گفتگو کی وجہ سے ہماری پکڑ ہو گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعجب کو دور کرتے ہوئے فرمایا: ارے معاذ! اللہ آپ کا بھلا کرے زیادہ تر لوگ اپنی بدگوئی کی وجہ سے جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔

اللہ کریم ہمارے دل، زبان اور ظاہر و باطن کو پاک و صاف فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مدینہ منورہ، سعودی عرب

جمعرات، 18 جولائی، 2019ء

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے انسان کو معاشرتی زندگی بسر کرنے کے لیے پڑوسیوں کی نعمت سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حقوق کی بہت اہمیت ذکر فرمائی ہے۔

جبریل کی آمد:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ يُوصِينِی جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔

صحیح البخاری، باب الوصاۃ بالجار، الرقم:6014

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسیوں کے (حقوق) کے بارے میرے پاس جبریل امین اتنی بار تشریف لائے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ ایک پڑوسی کو دوسرے پڑوسی کی میراث میں وارث (حقدار) قرار دیا جائے گا۔

فائدہ: حدیث مبارک سے اندازہ کیجیے کہ شریعت میں پڑوسی کی قدر و منزلت اور اس کا احترام کس قدر ہے؟ اگر معاشرتی طور پر ہم پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا شروع کردیں تو ہمارا معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے۔

پڑوسیوں کی عزت:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ۔

صحیح مسلم، باب الحث علی اکرام الجار، الرقم: 67

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ رب العزت اور قیامت کے دن (یعنی تمام ایمانیات کو صدق دل سے) تسلیم کرنے والا ہے اسے چاہیے کہ وہ پڑوسیوں کی عزت کرے۔

فائدہ: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہی ہے کہ وہ پڑوسیوں کی عزت کرنے اور ان کی عزت کی رکھوالی کرنے والا ہوتا ہے۔

پڑوسیوں کی رعایت:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ۔

صحیح مسلم، باب الوصیۃ بالجار والاحسان الیہ، الرقم: 4758

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! جب شوربہ (والا سالن) بناؤ تو پڑوسیوں کو اس میں سے دینے کے لیے کچھ پانی بڑھا لو۔

فائدہ: حدیث مبارک کا مقصد یہ ہے کہ پڑوسیوں کے حقوق ادا کرتے وقت معمولی چیزیں دینے میں بھی کوتاہی سے کام نہ لو بلکہ اگر سالن بنانا ہے تو اس کی کچھ مقدار اضافہ کر لو تاکہ پڑوسیوں کو بھیجا جا سکے۔

پڑوسیوں کی دیوار:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ

صحیح مسلم، باب غرز الخشب فی جدار الجار، الرقم: 3019

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے پڑوسی کو دیوار پر لکڑی وغیرہ گاڑنے یعنی اسے استعمال کرنے سے نہ روکے۔

فائدہ: یہ تب ہے جب دیوار مضبوط ہو اور پڑوسی کے استعمال کرنے سے نقصان کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ اگر دیوار مضبوط نہ ہو یا پڑوسی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہے تو محبت کے ساتھ روکا جاسکتا ہے۔

پڑوسیوں کے دس بنیادی حقوق:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَدْرِى مَا حَقُّ الْجَارِ؟ إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ وَإِذَا مَرِضَ عُدْتَهُ وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جِنَازَتَهُ وَلَا تَسْتَطِيلُ عَلَيْهِ بِالْبِنَاءِ تَحْجُبُ عَنْهُ الرِّيحَ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تُؤْذِيهِ بِقُتَارِ قِدْرِكَ إِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَهُ مِنْهَا وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهُ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجُ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيظَ بِهَا وَلَدَهُ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب اکرام الجار، الرقم:9113

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں پڑوسیوں کے حقوق کا پتہ ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا:

إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ:

پڑوسیوں کا پہلا بنیادی حق یہ ہے کہ جب وہ آپ سے جانی یا مالی مدد مانگیں تو اپنی استطاعت اور اس کی ضرورت دونوں کو ملحوظ رکھ کر ان کی مدد کریں۔

وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ:

پڑوسیوں کا دوسرا بنیادی حق یہ ہے کہ اگر ضرورت کے پیش نظر وہ قرض مانگیں تو انہیں قرض دیا جائے۔ یہاں بھی یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ اگر پڑوسی ایسا ہو جو قرض لے کر واپس نہ کرتا ہو تو ایسے پڑوسی کو قرض دینے سے انکار کیا جا سکتا ہے ہاں اگر پڑوسی معاملات کا اچھا ہو تو قرض دیا جائے ورنہ قرض کے بجائے جہاں تک ہو سکے تعاون کر دیا جائے۔

وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ:

پڑوسیوں کا تیسرا بنیادی حق یہ ہے کہ جب فقر اور محتاجی کی حالت کو پہنچ جائے پھر وہ مدد نہ بھی مانگے اور قرض نہ بھی مانگے تب بھی اپنی حیثیت کے پیش نظر اس کے فقر و تنگدستی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

وَإِذَا مَرِضَ عُدْتَهُ:

پڑوسیوں کا چوتھا بنیادی حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور بیمار پرسی کی جائے اور اس موقع پر بھی کچھ پھل فروٹ وغیرہ ساتھ لے جایا جائے یا کچھ رقم اسے دی جائے لیکن اس دینے کو ضروری نہ سمجھا جائے ہاں اس کی ضرورت کو سمجھا جائے۔

وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ:

پڑوسیوں کا پانچواں بنیادی حق یہ ہے کہ جب ان کے ہاں کوئی خوشی کا موقع آئے، مثلاً: ان کے ہاں اولاد ہونا، امتحانوں میں پاس ہونا، روزگار کا مل جانا، شادی بیاہ وغیرہ تو ان کو مبارک باد دینا۔ یہاں بھی یہ بات یاد رکھیں کہ اگر وہ پڑوسی خوشی کے موقع پر غیر شرعی یا غیر اخلاقی پروگرام کرتا ہے تو اس میں بالکل شرکت نہ کی جائے

اور نہ ہی اس موقع پر مبارک باد دی جائے تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔

وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ:

پڑوسیوں کا چھٹا بنیادی حق یہ ہے کہ جب ان کے ہاں کوئی غمی کا موقع آئے مثلاً فوتیدگی ہو جائے، ان کے ہاں چوری ہو جائے، ایکسیڈنٹ ہو جائے یا گھر میں کسی چیز کا نقصان ہو جائے وغیرہ تو ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا۔

وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جِنَازَتَهُ:

پڑوسیوں کا ساتواں بنیادی حق یہ ہے کہ جب ان کے ہاں فوتیدگی ہو جائے تو بشرط صحت عقائد اس کے جنازے میں شرکت کی جائے ہاں اگر فوت ہونے والے پڑوسی کے عقائد درست نہیں تو جنازے میں شرکت سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ جنازہ حکم شرعی ہے، رسم نہیں۔

وَلَا تَسْتَطِيْلُ عَلَيْهِ بِالْبِنَاءِ:

پڑوسیوں کا آٹھواں بنیادی حق یہ ہے کہ اپنے گھر کی دیوار اس کی اجازت کے بغیر اتنی اونچی نہ کی جائے کہ اس کے گھر کی ہوا رک جائے۔ یا اس صورت میں ہے جب عام آبادیوں میں گھر بنایا جائے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے رہائشی یا دفاتر وغیرہ کے پلازے بنانا ناگزیر ہوں تو بھی اخلاقی طور پر پڑوسی سے اس کی اجازت لی جائے اور پڑوسی کو بھی اخلاقی طور پر اجازت دے دینا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ بے پردگی کے پیش نظر پڑوسیوں کو اطلاع کیے بغیر اپنے گھر کی چھت پر چڑھنا جائز نہیں۔

وَلَا تُؤْذِيهِ بِقُتَارِ قِدْرِكَ:

پڑوسیوں کا نواں بنیادی حق یہ ہے کہ گھر میں کھانا تیار کرتے وقت اس بات کا خیال کیا جائے کہ کھانوں کی تیاری کے وقت پیدا ہونے والی خوشبو سے پڑوسی کو

تکلیف نہ دی جائے یہ نہ ہو ایک گھر سے روزانہ قسما قسمی کھانوں کی خوشبوئیں مہکتی رہیں اور ساتھ والا پڑوسی بھوکا رہے ہاں اگر کھانا تیار کرنے کے بعد کچھ ان کو بھی اخلاقی طور پر بھیج دیا جائے، تب ٹھیک ہے۔

وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِلَهُ:

پڑوسیوں کا دسواں بنیادی حق یہ ہے کہ اگر آپ اپنے لیے پھل وغیرہ خریدیں تو ان میں سے کچھ پڑوسیوں کو بھی ہدیے کے طور پر بھیج دیں اور اگر آپ ایسا نہیں کرسکتے یا آپ کے لیے ایسا کرنا فی الوقت ممکن نہیں تو پھر اپنے گھر میں پھل وغیرہ چپکے سے لائیں تاکہ پڑوسی دیکھ کر دکھ بھری آہیں نہ بھریں۔ اور اپنے بچوں کو پھل دے کر باہر نہ بھیجیں کیونکہ اس کی وجہ سے پڑوسیوں اور ان کے بچوں کو رنج وملال اور غربت کا احساس ہو گا۔

پڑوسیوں کو تکلیف دینے کا انجام:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.

صحیح مسلم، باب من لا یامن جارہ بوائقہ، الرقم: 81

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسیوں کو تکلیف دینے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے: اولا جنت میں داخل نہیں ہو گا ہاں پڑوسیوں کو دی گئی تکلیف والے جرم کی سزا بھگت کر یا پڑوسیوں کے معاف کرنے کی وجہ سے باالآخر جنت میں جائے گا۔ کافروں کی طرح ہمیشہ کے لیے جہنمی نہیں ہے۔

لمحہ فکریہ!

مذکورہ بالا احادیث سے جہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پڑوسیوں کے

اتنے حقوق ہیں تو خود اپنے گھر والوں کے کتنے حقوق ہوں گے۔ جب پڑوسیوں کو تکلیف دینا، ان کا دل دکھانا جائز نہیں تو خود اپنے گھر والوں سے بول چال چھوڑنا، مارنا پیٹنا اور غیر اخلاقی برتاؤ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ آج ہمارے معاشرے میں بہت سے خود کو دین دار کہلانے والوں کا اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں، اگر گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جاتا ہے ہر جائز اور ناجائز خوشیاں دینا شروع کر دی جاتی ہیں۔ اسلام وہ اعتدال والا دین ہے کہ یہاں خوشی بھی دینی ہے اور جائز خوشی دینی ہے۔

اللہ کریم ہمیں پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 25 جولائی، 2019ء

عشرۂ ذوالحج کے دس فضائل

اللہ تعالیٰ نے ماہ ذوالحج کو بالخصوص اس کے پہلے عشرہ کو حرمت، برکت، عظمت اور فضیلت عطا فرمائی ہے۔

پہلی فضیلت:

اس مہینے کا شمار ان چار مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحج، محرم اور رجب) میں ہوتا ہے جن کو حرمت عزت والے مہینے کہا جاتا ہے ان میں خونریزی، لڑائی جھگڑا وغیرہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ (ثَلَاثَةٌ) مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ۔

صحیح البخاری، باب قولہ ان عدۃ الشھور، الرقم:4662

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ گھوم کر اسی حالت پر آ گیا جیسے اس دن تھا جب اللہ رب العزت نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں اور ان میں سے چار حرمت یعنی عزت و احترام والے ہیں: تین تو اکٹھے ترتیب کے ساتھ ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحج، محرم اور چوتھا مہینہ رجب والا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

دوسری فضیلت:

اس مہینے کے پہلے دس دنوں میں کیے جانے والے نیک اعمال کا ثواب باقی ایام کے مقابلے میں زیادہ عطا کیا جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ أَفْضَلَ مِنَ الْعَمَلِ فِي هَذِهِ قَالُوا وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ۔

صحیح البخاری، باب فضل العمل فی ایام التشریق، الرقم: 969

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عشرۂ ذی الحج میں کیے جانے والے نیک اعمال دوسرے عام دنوں میں کیے جانے والے نیک اعمال کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ فضیلت والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا جہاد (جیسی عظیم عبادت) بھی ان کے برابر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر جہاد کے لیے نکلے اور پھر ان جان و مال میں سے کچھ بھی واپس نہ آئے (یعنی وہ شہید ہو جائے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعَمَلُ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ: قَالَ: الْعَشْرِ۔ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ۔

مسند عبد بن حمید، احادیث ابن عمر، الرقم: 805

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں عشرۂ ذو الحج زیادہ عظمت والا ہے اور ان دس دنوں

میں کی جانے والی عبادت باقی عام ایام کی بہ نسبت اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ ان دنوں میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو یعنی سبحان اللہ کہو، تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہو، تکبیر یعنی اللہ اکبر اور تحمید یعنی الحمد للہ کہو۔

تیسری فضیلت:

اس مہینے کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ یہ دین اسلام کے پانچویں اہم ترین رکن ”حج“ کی ادائیگی کا مہینہ ہے۔

چوتھی فضیلت:

اس مہینے کے مخصوص ایام (نویں ذوالحج کی نماز فجر سے تیرہویں ذوالحج کی نماز عصر تک) میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات تشریق کہی جاتی ہیں۔ تکبیر تشریق یہ ہے: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

پانچویں فضیلت:

اس مہینے کے پہلے عشرہ (مراد پہلے نو دن ہیں) کے روزوں کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ اس کے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، الرقم:689

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عام دنوں کے مقابلے میں عشرۂ ذی الحجہ کی عبادت زیادہ محبوب ہے، (عشرۂ ذی الحجہ کے) ایک دن کا روزہ (عام دنوں کے) ایک سال کے

روزوں کے برابر ہے اور (عشرۂ ذی الحج کی) ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔

نوٹ: یہ فضیلت یکم سے نو ذوالحجہ تک کے روزوں کی ہے دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ۔

سنن ابی داود، باب فی صوم العشر، الرقم: 2081

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کے (پہلے) نو دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

چھٹی فضیلت:

اس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مکمل فرمایا اور اپنی نعمت کو پورا فرمایا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ أَيُّ آيَةٍ قَالَ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

صحیح البخاری، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ، الرقم: 45

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن کریم) میں ایک آیت ایسی ہے اگر وہ ہمارے اوپر یعنی دین یہود میں نازل کی جاتی ہے تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے پوچھا کہ کون سی آیت؟ یہودی نے کہا: اَلْیَوْمَ

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا جس کا مفہوم یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ہم اس دن کو خوب جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی اچھی طرح سے جہاں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یوم عرفہ (نویں ذوالحج) بروز جمعہ میدان عرفات میں وقوف فرما رہے تھے۔

ساتویں فضیلت:

اس مہینے کی نویں تاریخ یعنی "یوم عرفہ" کا روزہ جس کا حدیث مبارک میں بہت زیادہ اجر ذکر کیا گیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَصِيَامِ أَلْفِ يَوْمٍ۔

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج، الرقم: 3486

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے دن کا روزہ (کا ثواب) ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَسَمْعَهُ وَبَصَرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى عَرَفَةَ۔

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج، الرقم: 3490

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عرفہ کے دن اپنی زبان کی، اپنے کانوں کی اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے تو اس دن سے لے کر دوسرے سال عرفہ کے دن تک کے اس

کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ يُقَالُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ بِكُلِّ يَوْمٍ أَلْفٌ وَيَوْمُ عَرَفَةَ عَشَرَةُ آلَافِ يَوْمٍ۔

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحجۃ، الرقم: 3488

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حج کے دس دنوں میں سے ہر دن کو ہزار دنوں کے برابر جبکہ عرفہ کے دن کو دس ہزار دنوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ۔

صحیح مسلم، باب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر ویوم عرفۃ، الرقم: 2716

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ یوم عرفہ کا روزہ اس کے بعد اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

فائدہ: پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ عظیم الشان فضیلت ان لوگوں کے لیے ہے جو حج ادا نہ کر رہے ہوں، حجاج کرام کو روزہ کی وجہ سے وقوف عرفہ جیسی عبادت میں سستی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔

آٹھویں فضیلت:

اس مہینے کی نویں تاریخ یعنی یوم عرفہ میں اللہ رب العزت لوگوں کو جہنم سے کثرت کے ساتھ آزاد فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ

يَوْمِ عَرَفَةَ۔

صحیح مسلم، باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ، الرقم:2402

ترجمہ: حضرت ابن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت باقی ایام کی بہ نسبت یوم عرفہ (نویں ذوالحج) والے دن لوگوں کو کثرت کے ساتھ جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔

نویں فضیلت:

اس مہینے کی دسویں تاریخ کو نماز عید ادا کی جاتی ہے، عید کا دن بھی فضیلت والا ہوتا ہے اور اس کی رات بھی۔ عیدین کی راتیں ایسی مبارک راتیں ہیں اگر کوئی شخص ان میں اللہ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔

سنن ابن ماجہ، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، الرقم:1782

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کا یقین رکھتے ہوئے عبادت میں مشغول رہا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

دسویں فضیلت:

اس مہینے کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو اللہ کے نام پر متعین جانور کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی قربانی کے مبارک عمل کی ادئیگی کی جاتی ہے اس دن اس عمل سے زیادہ کوئی اور عمل زیادہ اجر و ثواب والا نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُنْفِقَتِ الْوَرَقُ فِیْ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ نَحِیْرَۃٍ فِیْ یَوْمِ الْعِیْدِ۔

سنن الدار قطنی، باب الصید والذبائح، الرقم:4815

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی خرچ کی فضیلت اس خرچ سے ہرگز زیادہ نہیں جو عید قربان والے دن قربانی پر کیا جائے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ اَنَّہٗ لَیَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقُرُوْنِہَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِہَا وَاِنَّ الدَّمَ یَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِہَا نَفْساً۔

جامع الترمذی باب ماجاء فی فضل الاضحیہ، الرقم:1413

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْہَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ۔

سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضحیہ، الرقم:3127

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (روحانی) باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں قربانی کے کرنے سے کیا ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یارسول اللہ! اون (کے بدلے کیا ملے گا) فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

فائدہ: جس شخص نے قربانی کرنی ہو اسے چاہیے کہ ذوالحج کا چاند نظر آنے سے قربانی کرنے تک ناخن اور بال وغیرہ نہ کاٹے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَرْفَعُهُ قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أُضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا۔

صحیح مسلم، باب اذا دخلت العشر واراد احدکم ان یضحی، الرقم: 5233

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ذوالحج کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحج کا چاند نظر آجائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ ہو قربانی کا تو اس کو چاہیے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن نہ تراشے۔

اللہ کریم ہمیں ان مبارک ایام کی قدر توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، یکم اگست، 2019ء

فلسفۂ قربانی

اللہ تعالیٰ کے نام پر خود قربان ہونا اور اس کے نام پر قربانی دینا اس کا تعلق عقل سے کم محبت سے زیادہ ہے۔ اللہ ہمیں اپنی محبت اور معرفت عطا فرمائے۔ قربانی کے دن قریب ہیں اس موقع پر ملک پاکستان کے ایک قومی اخبار ”روزنامہ ایکسپریس“ نے مجھ سے تفصیلی انٹرویو لیا اور پورا رنگین صفحہ اس پر شائع کیا لاکھوں لوگوں نے اسے پڑھا۔ میری خواہش ہے کہ وعظ و نصیحت کے قارئین تک اس کا خلاصہ پیش کروں۔

قربانی کی تاریخی حیثیت:

اقوام عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر قوم میں قربانی کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے، ہزاروں سال پہلے جب انسان اپنے حقیقی خالق و مالک کو بھول چکا تھا اور عناصر، ہیاکل، ستاروں بلکہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں اور دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یا ان کے نام کی نذر و نیاز مانتے ہوئے جانور وغیرہ کو ذبح کر کے ان کے سامنے رکھ دیتا تھا یا پہاڑوں پر چھوڑ دیتا اور یہ عقیدہ رکھتا کہ اب دیوتا اور بت مجھے آفات و حادثات سے محفوظ رکھیں گے۔ قربانی کا یہ تصور یونہی چلتا رہا، آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قربانی کا حقیقی مقصد اور صحیح فلسفہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مختصر حالات:

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ کی طرف سے بڑی بڑی آزمائشیں آئیں اور آپ سب آزمائشوں میں کامیاب و کامران ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی مسلسل امتحانات میں گزری:

- جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ شرک کا گڑھ تھا۔
- آپ کے والد آزر اپنی قوم کے مذہبی پیشوا تھے، بت بنانے اور بیچنے کا پیشہ تھا اور انہی بتوں کے سامنے سجدہ ریز بھی ہوتے تھے۔
- آپ علیہ السلام نے اپنے والد کو تبلیغ کی کہ وہ بتوں کی عبادت چھوڑ دیں اور آپ کا لایا ہوا دین حق قبول کر لیں۔ انہوں نے بجائے حق قبول کرنے کے الٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جان سے مارنے کی دھمکی دی اور گھر سے نکال دیا۔
- کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے بت خانے میں جا کر بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کو توڑ ڈالا، جس کی پاداش میں آپ کو نمرود جیسے ظالم و جابر بادشاہ کے دربار میں لایا گیا آپ نے نمرود کے سامنے جرأت و بے باکی سے کلمہ حق بلند کیا جس کا منطقی نتیجہ یہی ہوا کہ آپ علیہ السلام کو آگ کے الاؤ میں جھونک دیا گیا۔
- اللہ رب العزت نے آپ کے لیے آگ کے اس چمنے کو گلستان بنایا، آپ بالکل صحیح سالم آگ سے باہر تشریف لائے اتنی بڑی حقیقت کو دیکھ کر اب چاہیے تو یہ تھا کہ لوگ آپ پر ایمان لاتے اور آپ کی دعوت کو قبول کرتے لیکن بد نصیبی غالب آجائے تو قوموں کے اچھے مقدر مغلوب ہو جاتے ہیں۔
- آپ علیہ السلام عراق کو چھوڑ کر ملک شام تشریف لے گئے۔
- یہاں سے فلسطین چلے گئے اور وہیں مستقل طور پر قیام گزیں ہو گئے اور یہیں اپنی

نبوت کی تبلیغ فرماتے رہے۔

- ❖ کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ حضرت سارہ کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے جہاں بادشاہ مصر نے آپ کی اہلیہ کی خدمت کے لیے حضرت ہاجرہ کو پیش کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ ابھی حضرت سارہ سے آپ کی کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی تھی۔
- ❖ بعد ازاں آپ مصر سے واپس فلسطین لوٹے آپ کی اہلیہ حضرت سارہ نے آپ کا نکاح حضرت ہاجرہ سے کرایا۔
- ❖ آپ کی عمر عزیز بڑھاپے کی دہلیز تک پہنچی تو آپ علیہ السلام نے اللہ کے حضور اولاد کی دعا مانگی: رب ھب لی من الصالحین۔ اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہاجرہ سے آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کی ولادت کے کچھ عرصہ بعد حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔
- ❖ پھر ایک اور آزمائش آپ پر یہ آئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور فرزند اسماعیل کو وادی بے آب و گیاہ مکہ مکرمہ میں چھوڑ آؤ! آپ نے اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حضرت ہاجرہ اور اپنے کمسن فرزند اسماعیل کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا۔
- ❖ بچے کو بھوک پیاس ستاتی تو ماں بے چین ہو کر قریب کی دو پہاڑیوں صفا اور مروہ پر پانی کی تلاش میں دوڑتی رہیں۔ واپس لوٹیں یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ حضرت اسماعیل کے قدموں تلے ایک چشمہ جاری ہو چکا ہے، جسے زمزم کہا جاتا ہے۔

کب، کہاں اور کیسے؟:

حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام کو مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے کافی عرصہ

بیت چکا تھا اس دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نبی کا خواب بھی "وحی" ہوا کرتا ہے چنانچہ اللہ رب العزت کے حکم کی تعمیل کے لیے پھر فلسطین سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

خلیل و ذبیح کا مکالمہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیتے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مابین جو گفتگو ہوئی ہے، قرآن کریم کی روشنی میں اسے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، اس بارے تیرا کیا خیال ہے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام: اے میرے ابو! جس کام کا آپ کو اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے آپ وہ کام کر گزریئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

غور کیجیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گفتگو کا ایسا طرز اختیار نہیں کیا جس سے خوف وہراس اور وحشت ٹپکتی ہو بلکہ فکری اور ذہنی طور پر اللہ کے نام پر جان قربانی کرنے کی خوبصورت انداز میں ترغیب دی ہے تاکہ جب اللہ احکم الحاکمین کے حکم پر عمل پیرا ہوا جائے تو اس میں بیٹا مجبور ولاچار نہ ہو بلکہ تسلیم و رضا کا پیکر نظر آئے اور ہر عبادت میں یہی مقصود ہوا کرتا ہے۔

اب آیئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جواب کی طرف اگر اس میں غور کیا جائے تو یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ حضرت اسماعیل اتنی بڑی قربانی دینے کے لیے اتنی چھوٹی سی عمر میں تیار ہوئے واقعتاً چھوٹی عمر میں بڑا کمال ہے لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے اپنی ذات کی طرف منسوب نہیں ہونے دیا بلکہ اسے محض

اللہ کی عطا سمجھا اور مشیئتِ ایزدی پر صبر کرنے والوں کی قطار میں خود کو کھڑا کر دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فیصلہ سنایا میں اللہ کے اس حکم پر دل و جان سے راضی ہوں اور یہ راضی ہونا محض لفظوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ذبح ہونے کو بھی تیار ہوں۔

جذبۂ خلیل اور صبر ذبیح:

باقی پدرانہ شفقت کی وجہ سے آپ اس سوچ میں بھی نہ پڑیئے کہ شاید میرا یہ فیصلہ ہنگامی یا وقتی ہو گا میں ”قربانی کا فلسفہ“ خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ اپنی جان تک کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا در حقیقت قربانی ہے اس حقیقت پر عمل کرنے کے لیے میرے ذاتی ارادہ کو دخل نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ کی مشیئت اور ارادہ سے ہی ممکن ہے چونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے میں بھی صبر کروں گا تاکہ اللہ کی معیت مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ کے حکم پر اپنے لخت جگر کو قربان کرنے کا جذبہ پختہ تھا اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اللہ کے نام پر قربان ہو جانے کا ارادہ بھی مصمم تھا یہ اس لیے کہ دونوں باپ بیٹا ”فلسفۂ قربانی“ کی حقیقت کو سمجھ چکے تھے۔

صبر ذبیح سے زیادہ صبر خلیل:

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تو اللہ تعالیٰ کے نام پر خود قربان ہونے کے لیے پیش کیا اس لیے ان کا جذبہ تو واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبہ قربانی سمجھنے کے لیے ایک دوسری حقیقت کو سمجھنا ہو گا وہ یہ کہ باپ کے لیے اولاد کی قربانی پیش کرنا اپنے آپ کو ذبح کر لینے سے زیادہ مشکل ہوتا ہے، یہ وہ قلبی کیفیت اور دلی احساس ہے جس کو سمجھا تو جا سکتا ہے لیکن الفاظ میں سمجھایا نہیں جا سکتا۔ دنیا کا ہر باپ اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اولاد کی محبت کیا ہوتی ہے؟ اس لیے قرآن کریم نے اولاد کو (فتنہ) باعثِ آزمائش کہا ہے۔ اس بنیاد پر یہ بات کہی جا

سکتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا جذبۂ قربانی بھی قابلِ صد ستائش ہے اور ان کا صبر و ضبط بھی مثالی ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا "جذبۂ قربانی" اس سے بڑھ کر قابل تحسین اور ان کا صبر بے مثال ہے۔ انسان اپنے آپ کو قربان کر سکتا ہے لیکن لخت جگر نرم و نازک اور معصوم گردن پر اپنے ہاتھوں سے چھری چلانا، نہ چلے تو بار بار چھری کو تیز کر کے چلانا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

سنتِ ابراہیمی:

یہ کام اعصاب شکن، مشکل اور بہت صبر آزما تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صدق نیت کے ساتھ اس پر عمل کر کے دکھایا تو اللہ رب العزت نے بچے کے عوض ایک دنبہ وہاں بھیج دیا اور فرمایا کہ آپ امتحان میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد یہ عمل شریعت میں اس قدر پسندیدہ اور مقبول ہوا کہ اسے "سنتِ ابراہیمی" کے مبارک الفاظ سے یاد کیا جانے لگا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اخلاص کی ایسی مضبوط دلیل ہے جو تا قیامِ قیامت قائم رہے گی۔

قربانی کی حیثیت:

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللہِ! مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَارَسُوْلَ اللہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ۔

سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضحیہ، الرقم: 3127

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (روحانی) باپ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں قربانی کے کرنے سے کیا ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یارسول اللہ! اُون (کے بدلے میں کیا ملے گا) فرمایا: اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

قربانی کی اہمیت:

قربانی والی عبادت ان چیزوں میں سے ایک ہے جو اسلام کی علامت اور شعائر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں ہر سال قربانی فرماتے رہے اور آپ کے بعد صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، اسلاف اور اکابر، غرض پوری اس وقت سے لے کر آج دن تک امت کا متوارث، متواتر اور مسلسل عمل بھی قربانی کرنے کا چلا آرہا ہے۔

قربانی پر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ موجود ہیں جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ۔

سورۃ الحج، رقم الآیۃ: 34

ترجمہ: اور ہم نے ہر اُمت کے لئے قربانی اس غرض کے لئے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں، لہٰذا تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، چنانچہ اُسی کی فرماں برداری کرو، اور خوشخبری سنادو اُن لوگوں کو جن کے دل اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی اس کی اہمیت یوں بتلائی گئی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ اَنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً۔

جامع الترمذی باب ماجاء فی فضل الاضحیہ، الرقم:1413

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُنْفِقَتِ الْوَرَقُ فِيْ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ نَحِيْرَةٍ فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ۔

سنن الدار قطنی، باب الصید والذبائح، الرقم:4815

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی خرچ کی فضیلت اس خرچ سے ہرگز زیادہ نہیں جو بقر عید والے دن قربانی پر کیا جائے۔

فائدہ: ان کے علاوہ بھی متعدد احادیث قربانی کی فضیلت، وجوب، اہمیت کے بارے کتب حدیث میں موجود ہیں۔

اسلامی دنیا میں قربانی کی شرح:

ایک اندازے کے مطابق آبادی کے لحاظ سے اس وقت اسلامی دنیا کا

1. پہلا اور بڑا ملک انڈونیشیا ہے جس کی کل آبادی تقریباً ساڑھے 25 کروڑ ہے اور اس میں سے 1 کروڑ 8 لاکھ 40 ہزار لوگ ہر سال قربانی کرتے ہیں۔

2. دوسرے نمبر پر وطن عزیز پاکستان ہے۔ آبادی قریباً 20 کروڑ اور ہر سال 1 کروڑ 22 لاکھ کے لگ بھگ لوگ قربانی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔
3. تیسرے نمبر پر بنگلہ دیش ہے جس کی آبادی تقریباً 15 کروڑ 14 لاکھ ہے اور 80 لاکھ 72 ہزار بنگالی ہر سال قربانی کرتے ہیں۔
4. چوتھے نمبر پر مصر ہے جس کی آبادی تقریباً 8 کروڑ 5 لاکھ 24 ہزار ہے اور 62 لاکھ 23 ہزار لوگ ہر سال قربانی کرتے ہیں۔
5. پانچویں نمبر پر ترکی ہے جس کی کل آبادی تقریباً 7 کروڑ 46 لاکھ ہے اور 48 لاکھ 20 ہزار لوگ ہر سال قربانی کرتے ہیں۔
6. چھٹے نمبر پر الجیریا ہے جس کی کل آبادی تقریباً 3 کروڑ 48 لاکھ ہے اور 4 لاکھ 12 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
7. ساتویں نمبر پر مراکو ہے جس کی کل آبادی تقریباً 3 کروڑ 23 لاکھ ہے اور 8 لاکھ 40 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
8. آٹھویں نمبر پر عراق ہے جس کی کل آبادی تقریباً 3 کروڑ 11 لاکھ ہے اور 4 لاکھ 72 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
9. نویں نمبر پر سوڈان ہے جس کی کل آبادی تقریبا 3 کروڑ 8 لاکھ ہے اور یہاں 2 لاکھ 54 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
10. دسویں نمبر پر افغانستان ہے جس کی کل آبادی تقریباً 2 کروڑ 90 لاکھ ہے اور 2 لاکھ 10 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
11. گیارہویں نمبر پر ازبکستان ہے جس کی کل آبادی تقریباً 2 کروڑ 68 لاکھ ہے اور 1 لاکھ لوگ 60 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
12. بارہویں نمبر پر سعودی عرب ہے جس کی کل آبادی تقریباً 2 کروڑ 54 لاکھ ہے

لیکن حج کی وجہ سے سب سے زیادہ قربانی ہوتی ہے۔ تقریباً 1 کروڑ 50 لاکھ 30 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

13. تیرہویں نمبر پر ملک شام ہے جس کی کل آبادی 2 کروڑ 8 لاکھ ہے اور 1 لاکھ کے لگ بھگ لوگ قربانی کرتے ہیں۔ اسی طرح یمن کی کل آبادی بھی 2 کروڑ 8 لاکھ ہے جس میں سے 80 ہزار لوگ قربانی کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔

14. چودھویں نمبر پر ملائیشیا ہے جس کی کل آبادی 1 کروڑ 70 لاکھ ہے اور 95 ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

اسی طرح فلسطین، لیبیا، اردن، جبوتی، موریطانیہ، تاجکستان، آذربائیجان، ترکمانستان، قازقستان، قطر، بحرین، عمان اور متحدہ عرب امارات جیسے درجنوں ممالک ہیں جن میں کثیر تعداد میں قربانی کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے بلکہ بعض غیر مسلم ممالک میں بھی موجود مسلمان قربانی کرتے ہیں جیسے ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان ہے وہاں 1 کروڑ سے زائد لوگ قربانی کرتے ہیں۔

قربانی کے بجائے رفاہی کام:

رفاہ عامہ میں روٹی کپڑا اور مکان ہے۔ اسی رفاہ عامہ میں عید کے دنوں میں غریبوں کو قربانی کے جانور کا گوشت دے دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ یقیناً یہ بھی رفاہ عامہ ہی ہے۔ لیکن اگر اس سے ہٹ کر بھی دیکھا جائے تب بھی قربانی میں عام لوگوں بالخصوص غریبوں کا بہت نفع ہے۔ قربانی والے عمل کا حکم دے کر شریعت یہ ہرگز نہیں کہتی کہ رفاہِ عامہ کے مفید کاموں کو نہ کیا جائے، انسانیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسلام کی تعلیمات موجود ہیں اس کے لیے زکاۃ، صدقۃ الفطر، عشر اور دیگر وجوبی صدقات کا مستقل ایک نظام ہے جس کے تحت انسانیت کی فلاح و بہبود، غریب و مساکین اور ناداروں پر خرچ کیا جاتا ہے، اس لیے شریعت یہ کہتی ہے کہ دس

ذوالحجہ سے لے کر بارہ ذوالحجہ کی شام تک جس شخص پر قربانی کرنا واجب ہے اس کے لیے قربانی چھوڑ کر اس رقم کا صدقہ کرنا بالکل جائز نہیں ہے، ہاں! جس شخص پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے اس کے لیے ان دنوں میں یا صاحبِ نصاب لوگوں کے ان دنوں میں قربانی کرنے کے ساتھ ساتھ یا سال کے دیگر ایام میں مالی صدقہ کرنا یقیناً بہت زیادہ ثواب کی چیز ہے لیکن اس لیے قربانی والے عمل کی قربانی دینا درست نہیں۔

قربانی کے معاشی فوائد:

سب سے پہلے تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ کی ذات حکیم و خبیر ہے اس کا کوئی حکم فائدے سے خالی نہیں اس کی ایک مثال اسی قربانی والے حکم سے سمجھی جا سکتی ہے وہ اس طرح کہ اس کے مختلف مراحل ہیں۔ جیسا کہ

- جانور پالنا اس میں لاکھوں انسان سال بھر مصروف رہ کر برسرِ روزگار بنتے ہیں۔
- اسی طرح چارہ خریدنا یہ کاروبار بھی انتہائی نفع بخش ہے زمیندار کو بھی فائدہ ہے اسی طرح دکاندار اور خریدار کو بھی۔
- جانوروں کی دیکھ بھال کے لیے ملازم رکھنا کہ غریب اور متوسط طبقے کے ہزاروں افراد اس ذریعے سے مالی فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- ساتھ میں دودھ کا نظام کہ ڈیری فارم، دودھ خریدنے اور بیچنے والی کمپنیاں اسی طرح مستقل طور پر ہوٹلوں اور گھروں کی ضرورت کا پورا ہونا۔
- جانوروں کو باندھنے کے لیے رسیوں اور زنجیروں کا کاروبار۔
- جانوروں کے چارے کے لیے برتنوں کا کاروبار۔
- قربانی کے ایام میں ان کی منڈیوں میں منتقلی کے لیے ٹرانسپورٹ کا وسیع نظام کہ جس میں ٹرانسپوٹرز سے لے کر منڈی کے منشی تک فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- گاڑیوں میں جانور لادنے اور اتارنے والے لوگ روزی کماتے ہیں۔

- اسی طرح ان دنوں میں جانور بیچنے کے نتیجے میں مالی منافع کا بڑھنا، قصابوں کی اجرت بھی اسی نظام کا حصہ ہے۔
- پچھلے سال قصابوں کی دی جانے والی اجرت 23 ارب کے قریب ہے۔
- کھال دینے میں ضرورت مندوں بالخصوص مدارس دینیہ کی مالی امداد اور غرباء مساکین اور رفاہی و سماجی اداروں میں گوشت کی فراہمی کو یقینی بنانا۔
- اسی طرح قربانی کی کھالوں سے بہت سے لوگوں کا کاروبار زندگی وابستہ ہوتا ہے جیسے ان کو نمک لگانے والے، ان کو خشک کرنے والے، پھر یہ سب چمڑے کی فیکٹریوں اور کارخانوں میں لایا جاتا ہے جہاں گرم لباس، کوٹ، خیمے، جیکٹس، بیگ اور دیگر اشیاء کی بناوٹ جو چمڑے اور کھال کے بل بوتے ہی کارآمد ہوتے ہیں
- اگر قربانی کا عمل ختم ہو جائے تو لیدر انڈسٹری کی 30 فیصد مصنوعات ختم ہو جائیں سال کے ان تین دنوں میں لیدر انڈسٹری اپنا 30 فیصد میٹریل قربانی کے جانوروں کی کھالوں سے حاصل کرتی ہے۔
- یہاں تک کہ آلائشوں کو اٹھانے والے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، آنتیں وغیرہ بیچی جاتی ہیں جس سے موم بتیاں و دیگر پراڈکٹس تیار ہوتی ہیں۔

آج دنیا بھر میں یہ نعرہ لگایا جا رہا ہے کہ ہمیں ایڈ نہیں ٹریڈ چاہیے یعنی امداد نہیں صاحب روزگار بنانے کی ضرورت ہے اور قربانی کے ان دنوں میں لاکھوں کروڑوں لوگ صاحب روزگار بن رہے ہوتے ہیں اب یہ سمجھیں کہ دنیا جہان کا کوئی ایسا شخص جس میں انصاف نام کی کوئی چیز پائی جاتی ہو اور تعصب نہ ہو تو وہ کسی صورت بھی قربانی کے بجائے رفاہی کام میں پیسہ خرچ کرنے کی بات نہیں کر سکتا۔

قربانی کا پیغام:

قربانی ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ہمارے دلوں میں یہ احساس اور فکر پیدا

ہو جائے کہ اللہ کا حکم ہر چیز پر مقدم ہے ہماری ساری کامیابیوں کا مدار اللہ کے احکام کو ماننے پر ہے اگرچہ وہ ہماری طبیعت، عقل اور سماج کے خلاف ہی کیوں نہ معلوم ہو رہا ہو۔ اس میں حکمتیں اور مصلحتیں نہ تلاشی جائیں بلکہ بے چوں وچرا اس پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ حدیث مبارک میں ہے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو میرے دین کے تابع نہ کر دے۔ دوسرا اہم پیغام یہ ہے اپنے اندر جذبۂ ایثار پیدا کریں اسی کی بدولت دنیا میں امن وامان قائم ہو گا۔

عید والے دن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید والے دن (عید گاہ کی طرف آنے اور جانے والا) راستہ بدل لیتے تھے۔ اس لیے جس راستے سے عید گاہ کی طرف جائیں مناسب ہے کہ واپسی میں وہ راستہ تبدیل کر لیا جائے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو کچھ کھا پی کر جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھنے تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔

بعض لوگ اس دن عید سے پہلے اپنے اوپر کھانے پینے کو حرام کر لیتے ہیں اور روزہ دار کی طرح کچھ نہیں کھاتے پیتے، یہ نظریہ غلط ہے۔

اللہ کریم تمام مسلمانوں کو عید کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 8 اگست، 2019ء

ذوالنورین...ذوالہجرتین رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح کرنا عبادت جبکہ اپنی جان دے دینا شہادت ہے۔ ہم اہل اسلام عبادت اور شہادت والی سعادت سب کو مانتے ہیں۔ ہر سچے مسلمان کی یہ آرزو اور تمنا ہوتی ہے کہ اللہ اسے سعادت والی زندگی اور شہادت والی موت نصیب کرے۔ انہی میں سے ایک نام خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ہے، مبارک تذکرے سے پہلے تمہید کے طور پر ایک اصول سمجھ لیجیے۔

جان لینا اور جان دینا:

اسلام ایسا دین ہے جس میں امن کی اہمیت باقی ادیان کی بنسبت سب سے زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں قیام امن کے لیے جان دینی پڑے تو جان دی بھی جاتی ہے اور امن کی راہ میں رکاوٹ پیش آ رہی ہو تو جان لی بھی جا سکتی ہے اور قیام امن کے بعد بقائے امن کے لیے برسر اقتدار قوت کے لیے جان لینا دشوار نہیں رہتا لیکن جان دینا بہت مشکل ہوتا ہے ان حالات میں اسلامی ریاست میں بقائے امن کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنے کا سبق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین کے حلقہ درس سے ہی ملتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے چند گوشے پیش خدمت ہیں اس نیت سے پڑھیں اور سنیں کہ اللہ ہمیں بھی ان کے توسل سے ایسے ہی اوصاف عطا فرمائے۔

ولادت:

الاصابہ میں امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی سے 47 سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

اسد الغابہ میں ہے کہ آپ کا نام نامی عثمان ہے سلسلہ نسب اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ گویا پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے اروىٰ بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی محترمہ بیضاء ام الحکیم؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی سگی جڑواں بہن تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی تھیں۔ اس نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھانجے ہوئے۔

پاکیزہ بچپن:

کنز العمال میں خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان موجود ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں نہ کبھی زنا کیا، نہ شراب پی، نہ کسی کو قتل کیا، نہ کبھی چوری کی، نہ کبھی مسلمان ہونے کے بعد دین سے پھرا، نہ دین بدلنے کی تمنا کی، نہ ہی گانا بجایا۔

حلیہ مبارک:

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بہت خوب صورت تھے: گندمی رنگ، قد معتدل، گھنی داڑھی، مضبوط جسم، بارعب اور شخصیت کو نمایاں

کرنے والا چہرہ تھا۔ تاریخ الخلفاء میں ہے: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کا نکاح اپنی بیٹی سیدہ ام کلثوم سے فرمایا تو ان سے کہا کہ بیٹی! آپ کے شوہر نامدار (سیدنا عثمان) تمہارے دادا حضرت ابراہیم اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

کنیت اور لقب:

امام ابن جریر طبری نے محمد بن عمر سے بسند لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زمانہ جاہلیت میں کنیت ابو عمرو تھی اور سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد جب لڑکا پیدا ہوا اس کا نام عبد اللہ تھا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہو گئی۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں نکاح میں دیں اس لیے "ذوالنورین" کہا جاتا ہے۔ الاصابہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عثمان ایسی عظیم الشان ہستی ہیں کہ جنہیں آسمانوں میں "ذوالنورین" کہا جاتا ہے۔

قبولِ اسلام:

آپ کے قبول اسلام کے سلسلے میں محدثین و مورخین اس بات متفق ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں، ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں، امام سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں اور امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یہی لکھا ہے۔ بلکہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بحوالہ ابن عساکر ابو ثور فہمی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایامِ محاصرہ کے دوران مجھ سے کہا: میں اسلام قبول کرنے والوں میں چوتھے نمبر پر ہوں۔

معاشی و سماجی حیثیت:

آپ کو اللہ نے مال و دولت سے خوب نوازا تھا اور آپ اس کو راہ خدا میں بڑی فیاضی سے خرچ فرماتے۔ مشکل حالات میں آپ نے مسلمانوں کے لیے ان کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کیا، خصوصاً ٹھنڈے میٹھے پانی کے کنویں وقف کیے، غزوات میں اسلحہ، سواریاں اور فوجی راشن کا بندوبست، زمین خرید کر مسجد نبوی کی توسیع کرنا آپ کی امتیازی شان ہے۔ چنانچہ ابن عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں لکھا ہے کہ سیدنا عثمان سابقین اولین میں ہیں، قدیم الاسلام ہیں، دو مرتبہ ہجرت فرمائی ہے، بیت اللہ و بیت المقدس دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں سے شادی کی ہے، جہادی لشکروں کی بھرپور امداد کی ہے اسلحے اور راشن سے لدے ہوئے تین سو اونٹ، ہزاروں دینار فی سبیل اللہ وقف کیے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا کہ آج کے بعد عثمان کو اس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

بارگاہ ایزدی میں:

بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بصرہ آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدتے ہوئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرمارہے تھے اور آپ کی زبان پر یہ آیت کریمہ جاری تھی۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئك عنھا مبعدون ۔ وہ لوگ جن کے لیے نیکیاں سبقت کر چکی وہی لوگ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ ان سے حضرت عثمان اور آپ کے ساتھی مراد ہیں۔

بار گاہ نبوی میں:

صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اکابر صحابہ باری باری حاضر ہو رہے تھے۔ انہی میں سے ایک شخص نے دروازے پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا دیکھا تو سامنے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

جنت میں نبی کا رفیق:

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہو گا اور میرا رفیق عثمان بن عفان ہو گا۔

فرشتے جس کا حیا کریں:

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: میں اس شخص (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) کا حیا کرتا ہوں جس کا فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

عثمان دنیا و آخرت میں میرا رفیق ہے:

مستدرک حاکم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن چند مہاجرین ابن حشفہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ جس میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے برابر والے شخص

کے ساتھ ہو جائے۔ سارے صحابہ اٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٹھے اور آپ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا: اے عثمان! تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔

ستر ہزار افراد کے لیے شفاعت:

در السحابہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت ایسے ستر ہزار لوگوں کے حق میں قبول کی جائے گی جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

سونے، موتی اور یاقوت کا جنتی محل:

درالسحابہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت میں سونے موتی اور یاقوت کا ایک محل دیکھا میں نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ خوبصورت محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ کے بعد آنے والے ایسے خلیفہ کا ہے جس کو ظلماً شہید کیا جائے گا یعنی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ہے۔

عثمان کا عمل:

جامع ترمذی میں ہے کہ 9 ہجری میں تبوک کا واقعہ پیش آیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اتنا مال لائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اُحد ٹھہر جا!

صحیح البخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اسی دوران زلزلہ آیا جس سے احد پہاڑ لرزنے لگا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا اور فرمایا: ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

جنازہ پڑھانے سے انکار:

جامع الترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک جنازہ لایا گیا اور آپ سے درخواست کی گئی کہ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کہ انه كان يبغض عثمان فابغضه الله۔ یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، اللہ بھی اس سے دشمنی کرتا ہے۔

نوٹ: کتب حدیث میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضائل پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔

غزوات میں شرکت:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے سخاوت کے پیکر تھے ایسے ہی شجاعت کے پیکر تھے، آپ نے زمانہ نبوی میں تقریباً تمام غزوات میں بنفس نفیس شرکت کی۔ البتہ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ کی اہلیہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ شدید علیل تھیں، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ آپ وہیں رہیں لیکن جب غنیمت تقسیم ہونی کی باری آئی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی مقرر فرمایا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکے میں شرکت سے روک دیا اور فرمایا کہ تم عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کرو۔

صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان:

6 ہجری میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوائے اور کسی نے کتروائے۔

آپ نے یہ خواب صحابہ کو سنایا سب نہایت خوش ہوئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سال ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ کا سفر شروع کیا، صحیح روایات کی بنیاد پر آپ کے ہمراہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 1400 اور 1500 کے درمیان ہے۔ مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے احرام باندھا، پھر آگے حدیبیہ تک پہنچے، کفار مکہ نے مزاحمت کی کہ ہم مکہ نہیں آنے دیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مشورے سے اپنا سفیر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بنا کر بھیجا کہ آپ جا کر مکہ والوں کو سمجھائیں کہ ہم لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ کعبہ کا طواف کر کے واپس چلے جائیں گے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے اور ان کو یہ بات سمجھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن کفار مکہ نے ضد کی وجہ سے اسے قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ جانے لگے تو کسی صحابی نے یہ بات کہہ دی کہ عثمان کی قسمت اچھی ہے وہ مکہ جا کر کعبہ کا طواف کریں گے مگر ہمیں کفار اجازت دیں یا نہ دیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: عثمان کے متعلق ہمیں یہ وہم بھی نہیں کہ وہ ہمارے بغیر کعبہ کا طواف کر لیں گے۔

ادھر دوسری طرف جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو سردار مکہ ابوسفیان نے کہا: عثمان اگر تم چاہو تو میں تمہیں طواف کی اجازت دے سکتا ہوں لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ تمہارے نبی کو طواف کی اجازت نہیں دیں گے۔ سیدنا عثمان رضی

اللہ عنہ نے ابو سفیان کو جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں ہر گز طواف نہیں کروں گا۔ آپ کے اس جواب پر ابو سفیان نے سیدنا عثمان اور آپ کے ہمراہ دس صحابہ کرام کو قید کر دیا۔ کسی نے یہ غلط خبر اڑا دی کہ کفار مکہ نے سیدنا عثمان اور ان کے ہمراہ دس صحابہ کرام کو شہید کر دیا ہے۔ اس خبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ پہنچا، آپ اٹھے اور میدان حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بلایا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے موت کی بیعت کی۔ جب آپ بیعت لے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔ اسی بیعت کو "بیعتِ رضوان" کہتے ہیں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ شہادت عثمان والی خبر سچی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کے کچھ لوگوں کو قید کر لو، مسلمانوں نے کفار کے چند لوگوں کو قید کر لیا۔ تب کافروں نے مجبور ہو کر سیدنا عثمان اور ان کے ساتھیوں کو رہا کیا اور اس کے بدلے اپنے لوگوں کو رہا کروایا۔

مکارمِ اخلاق:

قَسَّامِ اَزَل نے آپ کے خمیر میں اخلاقِ عالیہ، صفات حمیدہ، عادات شریفہ اور خصائل کریمہ کوٹ کوٹ کر بھر دیے تھے۔ تاریخ الخلفاء میں بحوالہ ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ کی روایت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے عثمان خلق کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ مشابہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے بارے فرمان:

صحیح البخاری باب ھجرۃ الحبشہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان موجود ہے: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفید ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوا۔ اللہ کی قسم! نہ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی نافرمانی کی نہ ہی خیانت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی، اس کے بعد حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنایا گیا خدا کی قسم! نہ تو میں نے ان کی حکم عدولی کی اور نہ ہی ان کی خیانت کی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا، اللہ کی قسم! نہ میں نے کبھی ان کی نافرمانی کی نہ کسی تعمیل حکم سے جی چُرایا اور نہ ہی ان سے فریب کیا۔

امت محمدیہ کا سب سے باحیا انسان:

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ باحیاء عثمان ہیں۔ اس کے ساتھ دوسری روایت کو ملایا جائے جس میں ہے کہ حیا ایمان کا شعبہ ہے۔ اس شعبہ ایمانی میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

تواضع و انکساری:

انکساری و تواضع کا یہ عالم ہے کہ تین براعظموں کے فاتح ہیں لیکن جب ایک غلام نے آپ کی دعوت کی تو آپ رضی اللہ عنہ اسے خوشی خوشی قبول فرمالیا چنانچہ صحیح البخاری باب اجابۃ الحاکم الدعوۃ میں روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے ایک غلام کی دعوت کو قبول فرمایا۔

زہد و تقویٰ:

زہد و تقویٰ کی بلندی ملاحظہ فرمایئے تاریخ الخلفاء میں بحوالہ ابن عساکر ابو ثور تمیمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی گانا نہیں سنا اور نہ ہی کبھی لہو لعب کی تمنا کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت تاریخ الخلفاء میں بحوالہ ابن عساکر بسند صحیح موجود ہے کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی۔

صلہ رحمی:

صلہ رحمی میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے الاصابہ میں سیدنا علی اور ام المومنین سیدہ عائشہ کا فرمان موجود ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

ایک رکعت میں مکمل قرآن:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اہم العبادات نماز سے بہت رغبت تھی کیونکہ اس میں کلام الٰہی کی تلاوت بھی ہوتی ہے اور بندگی کی انتہاء بھی۔ آپ پنجگانہ فرائض کے علاوہ نوافل بھی کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے اور خصوصاً تہجد کا معمول تھا آپ ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم ختم فرمالیا کرتے تھے۔

شہادت والی رات:

حلیۃ الاولیاء میں امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شہادت والی رات بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے معمول کے مطابق ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم تلاوت کیا۔

روزوں کی کثرت:

الاصابہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی دادی سے روایت ہے کہ سیدنا عثان رضی اللہ عنہ روزے بھی بکثرت رکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس دن آپ کو شہید کیا گیا آپ اس دن بھی روزے سے تھے۔

صدقہ و خیرات:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کثرت سے صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ تاریخ طبری میں آپ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جس وقت میں خلیفہ بنایا گیا

اس وقت میں عرب میں سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا اور آج میرے پاس سوائے ان دو اونٹوں کے کچھ بھی نہیں جو میں نے حج کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔

مسلسل دس حج:

آپ نے مسلسل دس حج ادا فرمائے ، آپ مناسک حج کے بہت بڑے عالم تھے، امہات المومنین کو بھی آپ نے حج کرایا، موطا امام مالک میں ہے کہ آپ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھی حج کرایا۔ اس موقع پر آپ لوگوں سے عمال کی شکایات دریافت فرماتے اور ان کا ازالہ فرماتے۔

ہر جمعہ ایک غلام آزاد:

البدایہ والنہایہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتا تھا اگر کسی جمعہ آزاد نہ کر پاتا تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتا۔

خشیت الٰہی:

جامع الترمذی اور مسند احمد میں روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے قریب سے گزرتے تو بہت روتے یہاں تک کہ آپ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر بتر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جنت و دوزخ کا ذکر آئے تو آپ اس قدر نہیں روتے قبر کو دیکھ کر بہت روتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر؛ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو اس میں کامیاب ہو گیا اس کے لیے اگلی منزلیں بھی آسان ہوں گی اور جو اس میں ناکام ہو گیا اس کے لیے اگلی منزلیں بھی مشکل ہوں گی۔

پہلا خطبہ:

تاریخ طبری میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے

ایک خطبہ ارشاد فرمایا: لوگو! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور میں نے اسے قبول کیا۔ میں پہلے لوگوں کی پیروی میں امور خلافت انجام دوں گا ان سے ہٹ کر نہیں قرآن و سنت پر عمل کرنے کے بعد تم سب کے میرے اوپر تین بنیادی حقوق ہیں:

1. اجماعی امور میں پہلے پیشرؤوں کا اتباع کرنا۔
2. غیر اجماعی امور میں اہل خیر کے طریقے کو اپنانا اور یہ کہ میں تم میں سے کسی پر کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کروں۔
3. اور تم خود بھی ایسے کام نہ کرنا جن سے تم سزا کے مستحق بن جاؤ۔ دنیا کی بے ثباتی کو ہر وقت ملحوظ رکھو اور اس کے دھوکے سے بچو۔

خلافت عثمانی کے نمایاں کارنامے:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جن حالات میں عہدہ خلافت اٹھایا اگرچہ وہ مشکل ترین حالات تھے لیکن اس کے باوجود آپ کی فراست، سیاسی شعور اور حکمت عملیوں کی بدولت اسلام کو خوب تقویت ملی۔ اسلام پھیلا، اسلامی تعلیمات سے زمانہ روشن ہوا۔ آپ نے خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی۔

آپ نے فوجیوں کے وظائف میں سو سو درہم کے اضافے کا اعلان کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ طرابلس، قبرص اور آرمینیہ میں فوجی مراکز قائم کیے چونکہ اس وقت فوجی سواریاں اونٹ اور گھوڑے ہوا کرتے تھے اس لیے فوجی سواریوں کے لیے چراہ گاہیں بنائیں۔

مدینہ کے قریب ”ربذہ“ کے مقام پر دس میل لمبی دس میل چوڑی چراگاہ قائم کی، مدینہ سے بیس میل دور مقام نقیع اور مقام ضربہ پر چھ چھ میل لمبی چوڑی چراگاہیں بنوائیں ہر چراہ گاہ کے قریب چشمے بنوائے اور چراگاہ کے منتظمین کے لیے مکانات تعمیر کرائے۔

آپ کے زمانہ خلافت میں اونٹوں اور گھوڑوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ صرف ضربہ کی چراگاہ میں چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے۔

اسلامی بحری بیڑے کی بنیاد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے رکھی۔

ملکی نظم و نسق کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا، رائے عامہ کا تہہ دل سے احترام فرمایا کرتے تھے، اداروں کو خود مختار بنایا اور محکموں کو الگ الگ تقسیم فرمایا: سول، فوجی، عدالتی، مالی اور مذہبی محکمے جدا جدا تھے۔

امام طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت شام کے گورنر امیر معاویہ تھے، بحریہ کے انچارج عبداللہ بن قیس انفزاری تھے اور عدالت عالیہ کے قاضی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ تھے۔

احتسابی عمل کسی بھی کامیاب حکومت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس عمل کے تحت کئی عمال اور سرکاری افسروں کو معزول بھی فرمایا۔

لوگوں کو خود کفیل بنانے کے لیے انتظامات کیے۔ البدایہ والنہایہ میں ابن سعد کی روایت ہے کہ محمد بن ہلال اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرا بیٹا ہلال پیدا ہوا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پچاس درہم اور کپڑے بھیجے اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ یہ تیرے بیٹے کا وظیفہ اور کپڑا ہے جب یہ ایک سال کا ہو جائے گا تو اس کا وظیفہ بڑھا کر سو درہم کر دیں گے۔

امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے لوگ حضرت عثمان کی عیب گوئی کرتے تھے مگر میں نے دیکھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روزانہ لوگوں میں مال تقسیم فرماتے، عطیات عطا فرماتے، کھانے

پینے کی اشیاء تقسیم فرماتے، یہاں تک کہ گھی اور شہد بھی تقسیم کیا جاتا۔ اس کے علاوہ امن وخوشحالی کے عوام سے قرب و ربط، مظلوم کی نصرت و حمایت، فوجی چھاؤنیوں اوراسلامی مکاتب و تعلیم گاہوں کا جال، تعمیر مساجد اور مسجد نبوی کی توسیع، تعلیم القرآن کو عام کرنا، خون وخرابہ سے دارالخلافت کو بچائے رکھنا وغیرہ۔

خلافت عثمانی کی فتوحات:

آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کی دو قسمیں تھیں۔

نمبر1: بعض ممالک جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتح ہو چکے تھے وہاں کے لوگوں نے بغاوت کی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فتح کیا۔

نمبر2: وہ نئے علاقے جو پہلے فتح نہیں ہوئے تھے۔

پہلی قسم کے تحت آذربائیجان، آرمینیہ، رَے اور اسکندریہ۔ طبری اور البدایہ والنہایہ میں تفصیلاً ان علاقوں کا ذکر ملتا ہے۔

دوسری قسم کے تحت بعض بلاد روم اور قلعے، بلاد مغرب، طرابلس، انطاکیہ، طرطوس، شمشاط، ملطیہ، افریقہ، سوڈان، ماوراء النہر، ایشائے کوچک، ایران، ترکستان، اندلس، اصطخر، قنسرین، قبرص، فارس، سجستان، خراسان، مکران، طبرستان، قہستان، ابر شہر، طوس، بیورو، حمران، سرخس، بیہق مرو، طالقان، مروروذ، فاریاب، طخارستان، جوزجان، بلخ، ہرات، باذغیس، مروین وغیرہ ان میں سے ہر علاقے کی فتح کی تفصیل کتب تاریخ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ گویا ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے ممالک فتح کیے۔ فارس وروم کی سیاسی قوت کا استیصال کیا اور روئے زمین کا بیشتر حصہ اسلامی سلطنت کے زیر نگیں آیا۔

افواج اسلام کو ہدایات:

تاریخ طبری میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سرحدوں پر موجود

اسلامی افواج کو یہ ہدایات بھیجیں کہ تم لوگ مسلمانوں کی حمایت اور ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہو تمہارے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو قوانین مقرر فرمائے تھے وہ ہماری مشاورت سے بنائے تھے۔

اس لیے مجھ تک یہ خبر نہیں پہنچنی چاہیے کہ تم نے ان قوانین میں ردوبدل سے کام لیا ہے اور اگر تم نے ایسا کیا تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئیں گے اب تم خود فیصلہ کرو کہ تم نے کیسے بن کے رہنا ہے؟ اور جو ذمہ داری مجھ پر ہے میں بھی اس کی ادائیگی کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔

سرکاری عملے کو ہدایات:

تاریخ طبری میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہدایات جاری کیں کہ اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی سے کام نہیں لینا، حق لو اور لوگوں کو حق دو، امانت اور راست بازی کا ہمیشہ خیال رکھو، جس سے جو وعدہ کرو اسے پورا کرو، ظلم نہ کرو کیونکہ مظلوم کا مدعی خود خدا ہوتا ہے۔

ایک خواب:

شہادت سے قبل آپ کو خواب آیا جس کا تذکرہ آپ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی کیا اور اپنی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ سے بھی کیا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہیں محصور کر دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہیں ان لوگوں نے پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول لٹکایا جس میں پانی تھا میں نے

پیٹ بھر کر وہ پانی پیا اس کی ٹھنڈک اب بھی اپنے سینے میں پاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو دشمنوں پر تجھے فتح نصیب ہو اور اگر تو چاہے تو ہمارے ساتھ افطار کر لے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ افطار کرنا پسند کیا۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ اسی دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

سیدنا عثمان کے گھر کا محاصرہ:

باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا ان دنوں میں آپ مسجد بھی نہیں جا سکے۔ اس دوران بہت سارے جانثاروں نے آپ سے اجازت طلب کی۔ تاریخ دمشق میں ہے کہ سیدنا حسن، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تلوار لٹکائے آپ سے اجازت مانگنے آئے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تلوار لٹکائے حاضر ہوئے اور اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا: اپنی تلواریں پھینک دو میں تمہارے ہاتھوں کسی کا خون ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔

مسند احمد میں ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ عوام کے امام ہیں آپ مشکل حالات میں ہیں اس لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ تین باتوں میں سے کسی بات کو اختیار فرما لیں۔

نمبر 1: آپ باہر نکلیں مقابلہ کریں آپ حق پر ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

نمبر 2: آپ کے لیے پیچھے سے دروازہ کھول دیتے ہیں آپ مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں وہاں کوئی شخص آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کی ہمت نہیں کر سکے گا۔

نمبر 3: آپ ملک شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جائیں وہاں آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

آپ نے ان باتوں کے جواب میں فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر امت کو خون ریزی میں جھونک دوں، مکہ مکرمہ بھی نہیں جا سکتا کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ جو قریشی حرم مکہ میں خون بہائے یا خون بہانے کا سبب بنے تو اس پر آدھی دنیا کے باشندوں کا عذاب ہو گا، جہاں تک شام جانے کا تعلق ہے تو یہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ میں دار الہجرت اور حضور کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا۔ محاصرے کے دوران آپ کا کھانا وغیرہ بند کر دیا باہر سے کوئی شخص اندر کوئی چیز نہیں بھیج سکتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی پہنچانے کی کوشش کی لیکن دشمنوں نے مشکیزے میں تیر مارا اور سارا پانی ضائع ہو گیا۔ اسی طرح ام المومنین سیدہ ام حبیبہ نے بھی کوشش کی، سِیَر اعلام النبلاء میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما نے بھی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکیں۔

حسنین کریمین کا حفاظتی دستہ:

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دو صاحبزادے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو مامور فرمایا۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے بچے بھی پہرے پر تھے۔ جب آپ کی شہادت ہو گئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو خوب ڈانٹا کہ تمہارے ہوتے ہوئے دشمن کیسے کامیاب ہو گیا؟

شہادت:

18 ذوالحجہ بروز جمعہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

بوقت شہادت دعا:

ریاض النضرہ میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خون میں لت پت تھے آپ کی زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی:

اللھم اجمع امۃ محمد۔ اے اللہ امت محمد یہ کو باہمی اتفاق نصیب فرما۔

تکفین و تدفین:

آپ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی اطلاع جب مدینہ طیبہ میں پھیلی، جو جہاں تھا وہیں ٹھہر گیا، کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ظالم باغی اس حد تک جا سکتے ہیں۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ چند باہمت نوجوان آئے اور انہوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور آپ کو شہادت والے خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا گیا۔

سیدنا عثمان کا وصیت نامہ:

البدایہ والنہایہ میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ علاء بن فضل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ باغیوں نے جب حضرت عثمان کو شہید کر دیا تو ان کے وہاں سے فرار ہونے کے بعد ایک صندوق کو کھولا گیا وہاں پر ایک چھوٹے سے ورق پر حضرت عثمان کی وصیت درج تھی: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، جنت اور دوزخ حق ہیں۔ اور روز قیامت اللہ تعالی لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ میں اسی عقیدے پر زندہ رہا، اسی پر مرا اور قیامت کے دن اسی پر اٹھایا جاؤں گا۔

اللہ کریم ہمیں اپنے پیاروں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، کراچی

جمعرات، 15 اگست، 2019ء

تقویٰ اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ کرم کیا کہ قرآن کریم نازل فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرامین و ارشادات ہم تک پہنچائے جن کی بدولت ہم ہمیشہ کی ناکامی اور عذاب سے بچ کر ابدی کامیابی اور انعام کے مستحق بن سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اچھی بات کی نشاندہی فرمادی ہے تاکہ ہم اسے کریں اور بری باتوں کی بھی نشاندہی فرمادی ہے تاکہ اس سے بچیں۔ درج ذیل روایت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں زندگی کے چند رہنما اصول اور ان کے فوائد ذکر فرمائے گئے ہیں۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ إِلَى أَنْ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصِنِي. قَالَ: أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لِأَمْرِكَ كُلِّهِ قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: عَلَيْكَ بِطُولِ الصَّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: إِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: لَا تَخَفْ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. قُلْتُ: زِدْنِي! قَالَ: لِيَحْجِزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضل السکوت عن کل مالایعنیہ، الرقم: 4592

ترجمہ: حضرت ابو ذر غِفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ہر حال میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا تاکیدی حکم دیتا ہوں کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تمہارے سارے کام اچھے طریقے سے انجام کو پہنچیں گے۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ کا ذکر خوب کیا کرو کیونکہ ان کی وجہ سے آسمانوں میں تمہارا اچھا تذکرہ ہوگا اور زمین میں تمہیں نور ایمانی عطا کیا جائے گا۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زیادہ خاموش رہا کرو کیونکہ یہی چیز شیطانی حملوں سے بچانے والی ہے اور دینی امور میں تمہاری مددگار ہوگی۔ میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ کر دیتی ہے اور چہرے کی رونق کو ختم کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچی بات کہو اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔

میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی ملامت اور طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرو۔ میں نے عرض کی: مزید نصیحت فرمائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے بچو اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھو۔

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: **أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لِأَمْرِكَ كُلِّهِ** میں تمہیں ہر حال میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا تاکیدی حکم دیتا ہوں یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تمہارے سارے کام اچھے طریقے سے انجام کو پہنچیں گے۔

تقویٰ کا وسیع مفہوم:

تقویٰ کا مطلب ہوتا ہے گناہوں سے بچنا اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنا۔ یہی وہ وصف ہے کہ جب انسان میں آجاتا ہے تو انسان صحیح معنوں میں "انسان" کہلانے کا مستحق بن جاتا ہے یہاں تک کہ وہ تنہائی میں بھی حرام اور گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ گناہ نہ کرنے والا بھی متقی ہے اور گناہ کر کے توبہ کرنے والا بھی متقی ہے۔

گناہ گار سے نفرت نہ کریں:

جب یہ بات دل میں بیٹھ جائے گی تو انسان دوسروں کے عیوب تلاش کرنے سے باز آجائے گا اس لیے کہ جب آپ کسی کو گناہ کرتے دیکھیں تو خود کو یہ سمجھائیں کہ یہ ابھی گناہ کر رہا ہے لیکن بعد میں توبہ کر کے متقی بن جائے گا جیسے میں پہلے گناہ کیا کرتا تھا اور اللہ کی توفیق سے توبہ کر کے اسے چھوڑ دیا تو یہ بھی چھوڑ دے گا اس سے گناہ گار کی نفرت دل میں نہیں آئے گی۔

آدم بے زاری:

باقی رہا آدم بے زاری، ترک دنیا اور خدائی نعمتوں سے روگردانی کرنا، خود ساختہ عبادت کا ایسا طریقہ ہے جس کی قرآن کریم نے بھرپور مذمت کی ہے، اس کو تقویٰ کا عنوان دینا غلط ہے۔ مجموعی طور پر تقویٰ کے چھ بنیادی فائدے ہیں۔

حق و باطل کے درمیان فرق:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 29

ترجمہ: اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں نور باطن عطا فرمائیں گے (جس کی وجہ

سے تم حق و باطل میں فرق کر سکو گے)۔

مصیبت سے بچنے کا راستہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۔**

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 2

ترجمہ: اور جو شخص خدا خوفی کرے گا (اس پر جب کوئی مصیبت آئے گی تو) اللہ اسے نکلنے کا راستہ عطا فرمادیں گے۔

ہر شخص کی ضرورت:

آج ہر شخص پریشان حال ہے مصائب و مشکلات کا شکار ہے اور اللہ تعالیٰ مصائب سے بچنے کا آسان نسخہ بتلا رہے ہیں کہ اللہ کی نافرمانیوں سے خود کو بچالو اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر و اللہ ہمیں مشکلات و مصائب سے بچالیں گے۔ یہ وہ بات ہے جس کی ہمارے اسلامی معاشرے میں ہر شخص کو ضرورت ہے۔

بے گمان رزق:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔**

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 3

ترجمہ: اللہ اس کو وہاں سے رزق دیں گے جہاں اسے گمان بھی نہیں ہو گا۔

رزق کا مدار:

آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے لوگ روزی کی خاطر دیس بدیس دھکے کھا رہے ہیں، حلال و حرام کا فرق بھلا بیٹھے ہیں، جائز ناجائز کی تمیز ختم کر بیٹھے ہیں، حرام طریقوں سے مال کمایا جا رہا ہے۔ چوری، ڈکیتی، لوٹ کھسوٹ، رشوت، سود سب کچھ کر رہے ہیں، صرف روزی کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس رزق

کا مدار تقویٰ پر رکھا ہے کہ تم اللہ کی نافرمانیوں سے خود کو بچاؤ اللہ تمہیں رزق کی پریشانیوں سے بچائے گا۔

مشکلات میں آسانی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا** ۔

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 4

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی مشکلات کو آسان فرما دیتے ہیں۔

آج ہمیں جن مشکلات کا سامنا ہے ان کا حل اللہ کریم نے تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ انسان محنت کرے بلکہ خوب محنت کرے، مشکلات سے بچنے کے لیے تدابیر اختیار کرے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ مشکل آسان تب ہوتی ہے کہ جب انسان صحیح معنوں میں تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ تقویٰ کے بغیر مشکلات وقتی طور پر کم ضرور ہوتی ہیں لیکن ختم اور آسان نہیں ہوتیں۔ مشکلات کا حل تقویٰ اختیار کرنے میں ہے۔

گناہوں کی معافی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ** ۔

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 5

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

زندگی میں انسان صحیح عقائد کے ساتھ نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ثواب جبکہ برے عمل پر عذاب دیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا قانون عدل ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے گریبان میں جھانکے تو اسے معلوم ہو گا کہ وہ خود کتنا گناہ گار ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے قانون عدل کی وجہ سے اس پر سزا و عقاب اور عذاب و عتاب دیں تو یہ بات بالکل برحق ہے لیکن اللہ کا قانون کرم یہ ہے کہ جو شخص دل میں اللہ کا ڈر رکھتے ہوئے گناہوں سے باز آجائے یا گناہ ہونے کے بعد توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے

گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں قیامت کو اسے ان گناہوں کی سزا نہیں ملے گی۔ معلوم ہوا تقویٰ کے عموم میں توبہ بھی شامل ہے۔ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر لے اور اللہ سے اپنے گناہوں کو معاف کرا کے جنت میں داخل ہو جائے۔

اجرِ عظیم:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۔

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ: 5

ترجمہ: اور (آخرت میں) اللہ اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر ملنے والے ایک انعام کا تذکرہ درج بالا الفاظ میں فرمایا ہے کہ متقی کو مرنے کے بعد روز محشر بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔ ایک بات ہمیں ہر وقت ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ دنیا چند دن کا کھیل ہے جو دن بدن اختتام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہاں کی مشکلات عارضی اور وقتی ہیں اور یہاں کی خوشیاں بھی دائمی نہیں۔ اس لیے مسلمان کی نظر ہمیشہ آخرت پر ہونی چاہیے دنیاوی مشکلات اور خوشیوں کی وجہ سے آخرت کو داؤ پر نہیں لگانا چاہیے۔

سچے متقین کی صحبت میں رہنا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 119

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

ان لوگوں کے ساتھ رہو جو تقویٰ میں سچے ہیں اللہ تمہیں بھی تقویٰ عطا فرما دیں گے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اپنی زندگی کے اکثر اوقات متقین لوگوں کے ساتھ گزارنے سے اللہ تقویٰ جیسی دولت عطا فرماتے ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ان کے ساتھ اتنا زیادہ رہو کہ تم بھی ان

جیسے بن جاؤ۔ کبھی کبھار ان کے پاس آنے جانے سے وہ فائدہ نہیں ملتا جو ملنا چاہیے یہ ٹھیک ہے کہ کبھی کبھار بھی آنا جانا فائدے سے خالی نہیں۔ بقول مولانا روم مرحوم

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حدیث مبارک میں اولیاء کی صحبت کی تاثیر یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ انسان کو شقی ہونے سے بچاتی ہے هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ اور جو شقی ہونے سے محفوظ رہا وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے سے محفوظ رہا۔ جبکہ محض عبادات اگرچہ بے ریا ہی کیوں نہ ہوں ان میں مردودیت سے حفاظت کی ضمانت نہیں، شیطان نے برسہا برس عبادت کی لیکن پھر بھی مردود ہونے سے نہ بچ سکا۔

یہ دعا مانگتے رہنا:

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ۔ اے اللہ ہمیں حق کا راستہ دکھا! اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما! اے اللہ ہمیں باطل کا راستہ سجھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما!

اللہ تعالیٰ تقویٰ والی زندگی عطا فرمائے اور سچے متقیوں کی صحبت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 22 اگست، 2019ء

قرآن کی تلاوت اور ذکر اللہ کی کثرت کرنا

اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی تلاوت اور اس کا مبارک ذکر ایسی عظیم الشان نعمتیں ہیں جس کا اجر زمین و آسمان میں عطا کیا جاتا ہے۔ حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری نصیحت یہ ارشاد فرمائی: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ قرآن کی تلاوت اور اللہ کا ذکر خوب کیا کرو کیونکہ ان کی وجہ سے آسمانوں میں تمہارا اچھا تذکرہ ہو گا اور زمین میں تمہیں نورِ ایمانی عطا کیا جائے گا۔

تلاوتِ قرآنِ کریم کے آداب:

1. تلاوت کے لئے وضو مستحب جبکہ ہاتھ لگانے کے لئے وضو ضروری ہے۔
2. قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔
3. پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔
4. قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھنا۔
5. تلاوت کرنے سے پہلے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھنا۔
6. تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا۔

سورۃ التوبۃ سے پہلے بسم اللہ کا مسئلہ:

سورۃ براءۃ (سورۃ توبہ) کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر

پہلے سے پڑھتے آرہے ہوں تب تو بسم اللہ پڑھے بغیر ہی سورۃ توبہ شروع کر دیں اور اگر اس سورۃ سے تلاوت شروع کرنی ہے تو عام معمول کے مطابق اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر شروع کریں اور اگر اس سورۃ کے درمیان تلاوت روک دی تھی آگے جب تلاوت شروع کرے تب بھی اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر شروع کریں۔

7. ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) اور تجوید (حروف کی ادائیگی) کے ساتھ پڑھنا۔
8. قرآن مجید رو کر پڑھنا، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا۔
9. تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔
10. آیات کو بار بار پڑھنا۔
11. دوران تلاوت کسی سے بات نہ کرنا۔
12. یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطِب ہیں۔
13. قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی دعا مانگنا۔

قرآن کریم کے حقوق:

عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَفْشُوهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَلَا تَعْجَلُوا تِلَاوَتَهُ فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:1852

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبیدہ مُلیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قرآن کو ماننے والو! قرآن پر سہارا کر کے بیٹھ نہ جاؤ (کہ ہمارے پاس قرآن ہے اور ہم قرآن والے ہیں) بلکہ دن رات اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ اس کو پھیلاؤ۔ اس کو مزے لے لے کر پڑھو۔

اس میں غور و فکر کرو کامیابی کے لیے پُر امید رہو۔ اور اس کی تلاوت میں جلدی نہ مچاؤ اس کا عظیم ثواب ملنے والا ہے۔

قرآن دل کا زنگ اتارتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ۔ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:1859

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں پر اس طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے کی وجہ سے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! یہ زنگ کیسے اترتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔

فرشتوں کی مبارکباد:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَرَأَ طٰهٰ وَيٰس قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ : طُوبٰى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هَذَا عَلَيْهَا وَطُوبٰى لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هَذَا وَطُوبٰى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهَذَا.

سنن الدارمی، باب فی فضل سورۃ طٰہٰ ویٰس، الرقم:3477

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰس کی تلاوت فرمائی۔ فرشتوں نے قرآن کو سنا تو کہنے لگے: خوش قسمت ہے وہ امت جن کو یہ قرآن عطا کیا جائے گا۔ خوش قسمت ہیں وہ سینے جو اس کو محفوظ رکھیں

گے (یعنی حفظ کریں گے) اور خوش قسمت ہیں وہ زبانیں جو اس کی تلاوت کریں گی۔

بہترین مسلمان:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

صحیح البخاری، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ، الرقم: 5027

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں زیادہ بہتر شخص وہ ہے جو خود قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حامل قرآن کی تعریف:

وَقَالَ أَبُو عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ وَحَمَلَةُ الْقُرْآنِ هُمُ الْعَالِمُونَ بِأَحْكَامِهِ وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ وَالْعَامِلُونَ بِمَا فِيهِ.

تفسیر القرطبی، باب ماجاء فی حامل القرآن ومن ھو

ترجمہ: ابو عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حامل قرآن وہ ہیں جو قرآن کریم کے احکام، قرآن کی حلال اور حرام کردہ چیزوں کا علم رکھنے والے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

حامل قرآن پر رشک:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔

صحیح البخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل آتاہ القرآن، الرقم: 7529

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو آدمی ہی قابل رشک ہیں ایک جسے اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی وہ صبح و شام اس (کی تلاوت وغیرہ) میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے

اللہ نے مال کی نعمت عطا فرمائی ہے وہ دن رات اسے راہِ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔

مشغول بالقرآن کی فضیلت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ۔

جامع الترمذی، الرقم:2926

ترجمہ: حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص قرآن کریم میں اس قدر مشغول رہا کہ وہ میرا ذکر بھی نہ کر سکا اور مجھ سے دعائیں بھی نہ مانگ سکا تو ایسے شخص کو میں ذکر کرنے والوں اور دعائیں مانگنے والوں سے بھی زیادہ فضیلت عطا کروں گا۔

1=10 نیکیاں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْه يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لاَ أقول: الٓمٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلاَمٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن، الرقم:2910

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی جو کہ دس نیکیوں کے برابر ہے ملے گی، میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک ہی حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام الگ حرف ہے اور میم علیٰحدہ حرف۔

حاملین قرآن کے پانچ انعامات:

رَوَى أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْقُرْآنُ

أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ وَقَّرَ الْقُرْآنَ فَقَدْ وَقَّرَ اللّٰهَ وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ اِسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى حَمَلَةُ الْقُرْآنِ هُمُ الْمَحْفُوْفُوْنَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ الْمُعَظِّمُوْنَ كَلَامَ اللهِ اَلْمُلْبِسُوْنَ نُوْرَ اللهِ فَمَنْ وَالَهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللهِ تَعَالٰى۔

تفسیر القرطبی، باب ماجاء فی حامل القرآن و من ھو و فی من عاداہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم ہر ایک سے زیادہ فضیلت والا ہے جس نے قرآن کریم کی تعظیم کی تو در حقیقت اس نے اللہ کی تعظیم کی (کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے) اور جس نے قرآن کریم کی بے قدری کی در حقیقت اس نے اللہ تعالیٰ کے حق کی بے قدری کی۔ حاملین قرآن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہر طرف سے لپٹے ہوئے ہیں۔ کلام اللہ کی عظمت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نورِ ہدایت میں ملبوس ہیں۔ جنہوں نے ان حاملین قرآن سے دوستی رکھی تو انہوں نے اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑ لیا اور جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی۔

تکمیل قرآن قبولیتِ دعا کا وقت:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 647

ترجمہ: حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم مکمل کرنے والے کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔

ختمِ قرآن پر گھر والے اکٹھے ہوں:

عَنْ ثَابِتٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ

جَمَعَ أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ فَدَعَا لَهُمْ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 674

ترجمہ: حضرت ثابت رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم کی تکمیل فرماتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کرتے پھر ان کے لیے دعا فرماتے۔

چار ہزار ملائکہ کی آمین:

عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ دَعَا أَمَّنَ عَلَى دُعَائِهِ أَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَكٍ.

سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، الرقم: 3545

ترجمہ: حضرت حُمید اعرج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن کریم (مکمل) پڑھے اس کے بعد دعا کرے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم جیسا اجر:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ: مَنْ شَهِدَ الْقُرْآنَ حِينَ يُفْتَحُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ فَتْحاً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ شَهِدَ خَتْمَهُ حِينَ يُخْتَمُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ الْغَنَائِمَ تُقْسَمُ۔

سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، الرقم: 3535

ترجمہ: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن کریم کی افتتاح کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ لشکر اسلام کی فتوحات کے وقت آیا اور جو شخص تکمیل قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ مال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

الحال المرتحل:

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ

الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ. قِيلَ: وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ: صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ وَمِنْ آخِرِهِ إِلَى أَوَّلِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔

سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، الرقم:3540

ترجمہ: حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: نیک اعمال میں سے کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حال مرتحل۔ سوال کرنے والے نے پوچھا حال مرتحل کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جو قرآن کریم کو اول سے شروع کرے یہاں تک کہ آخر قرآن تک پہنچ جائے تو پھر سے شروع کر دے، جب بھی سفر تلاوت ختم کرے پھر سے چل پڑے۔

ملائکہ کی دعائے مغفرت:

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَافَقَ خَتْمُ الْقُرْآنِ أَوَّلَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ وَإِنْ وَافَقَ خَتْمُهُ آخِرَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ فَرُبَّمَا بَقِيَ عَلَى أَحَدِنَا الشَّيْءُ فَيُؤَخِّرُهُ حَتَّى يُمْسِيَ أَوْ يُصْبِحَ۔

سنن الدارمی، الرقم:3812

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تکمیل قرآن شروع رات میں ہو تو فرشتے صبح تک قرآن کریم مکمل کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر تکمیل قرآن شروع دن میں ہو تو فرشتے شام تک قرآن کریم مکمل کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

نزولِ رحمت کا وقت:

عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ.

المصنف لابن ابی شیبۃ، الرقم:30665

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تکمیل قرآن کریم کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ملائکہ بوسہ لیتے ہیں:

عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: إِذَا خَتَمَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ قَبَّلَ الْمَلَكُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔

المجالسۃ وجواہر العلم، الرقم: 395

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے جب کوئی شخص قرآن کریم مکمل کرتا ہے تو فرشتہ اس کی پیشانی کا بوسہ لیتا ہے۔

اجر اور حشر:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ أَجْرَانِ۔

صحیح مسلم، باب فضل الماہر بالقرآن والذی یتتعتع فیہ، الرقم: 1898

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کا ماہر (اچھی طرح پڑھنے والا) ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو فرشتوں کے سردار ہیں اور جو شخص قرآن مجید کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں مشکل اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

اکرام و اعزاز:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَيَرْضَى عَنْهُ

فَيُقَالُ لَهُ: اِقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً۔

جامع الترمذی، الرقم:2915

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن کریم اللہ کی بارگاہ میں اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گا: اے رب اسے پہنائیے! اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا تاج پہنائیں گے۔ پھر عرض کرے گا کہ اے رب اس میں مزید اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا لباس پہنائیں گے۔ عرض کرے گا اے رب! اس سے راضی بھی ہو جا! اللہ تعالیٰ اس قرآن والے سے راضی ہو جائیں گے۔ اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجے) چڑھتا جا۔ ہر آیت کے بدلے اس کی نیکیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

حافظِ قرآن کی جنت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔

سنن ابی داؤد، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، الرقم:1466

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت والے دن) حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا جہاں تو آخری آیت کی تلاوت مکمل کرے گا وہی تیرا آخری درجہ ہو گا۔

عامل بالقرآن کے والدین:

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ

الْقِيَامَةِ ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا۔

سنن ابی داوٗد، باب فی ثواب قراءۃ القرآن، الرقم:1455

ترجمہ: حضرت سہل بن معاذ الجہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس پر عمل بھی کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اگر وہ (اس دنیا میں) تمہارے پاس ہوتا تو اس کی روشنی اس دنیا میں لوگوں کے گھروں میں چمکنے والے سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہوتی۔ بتاؤ! اُس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا ہو؟

حافظِ قرآن کی شفاعت:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ۔

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی تنویر موضع القرآن، الرقم:2436

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن کریم کو پڑھا اور اسے حفظ کیا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ سے اپنے خاندان کے ایسے دس بندوں کے بارے شفاعت (بخشش کی سفارش) کرے گا جن پر (گناہوں کی وجہ سے) جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

قرآن سے خالی دل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

جامع الترمذی، الرقم: 2913

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بندہ جس کا دل قرآن سے خالی ہے اس گھر کے مانند ہے جو ویران پڑا ہو۔

اس کے بعد حدیث مبارک میں یہ نصیحت ذکر کی گئی ہے کہ اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔ اپنی زبانوں کو اللہ کے ذکر کے ساتھ ہر وقت تر رکھنا چاہیے۔ یہی وہ عبادت ہے جس کو ادا کرنے کے لیے کسی طرح کی کوئی شرط نہیں۔

عبادات کی شرائط:

جبکہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ عبادات کو ادا کرنے میں مختلف قسم کی شرائط اور قیودات ہیں۔ مثلاً نماز کے لیے طہارت، وقت قبلہ رو ہونا وغیرہ جیسی شرائط ہیں۔ زکوٰۃ کے لیے نصاب کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ سال کا گزرنا شرط ہے، فرض روزے کے لیے سال کا ایک مہینہ رمضان المبارک مقرر ہے وغیرہ۔

ذکر اللہ سے متعلق دس اہم باتیں:

1. ذکر اللہ کے لیے کوئی وقت متعین نہیں۔ دن، رات، صبح، دوپہر، شام، چاشت، زوال الغرض دن رات کے کسی بھی حصے میں کرنا چاہیں، کریں۔
2. ذکر اللہ کے لیے جگہ متعین نہیں۔ شہر، دیہات، مسجد، گھر، دفتر، بازار، کھیت، ہوا، فضاء، سمندر یا صحراء الغرض جہاں بھی ہوں، ذکر اللہ کرتے رہیں۔
3. ذکر اللہ کے لیے جہت متعین نہیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، فوق، تحت، قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں۔
4. ذکر اللہ کے لیے الفاظ متعین نہیں۔ اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ،

استغفر اللہ اور تلاوت قرآن کریم وغیرہ۔ مسنون کلمات کا اہتمام بہت بہتر ہے۔

5. ذکر اللہ کی ہیئت متعین نہیں۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، چلتے، پھرتے، دوڑتے، پیدل، سوار (خواہ کوئی بھی سواری ہو سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز اور آبدوز تک) ہر طرح اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔

6. ذکر اللہ کے لیے کوئی حالت متعین نہیں۔ خوشی، غمی سکون، پریشانی، امن، خوف یا جنگ یہاں تک کہ باوضو یا بغیر وضو کے ہر حالت میں اللہ کا ذکر کریں۔

7. ذکر اللہ کے لیے کوئی کیفیت متعین نہیں۔ انفرادی، اجتماعی، خلوت، جلوت۔ جو موقع میسر ہو اس میں اللہ کا ذکر کریں۔

8. ذکر اللہ کے لیے جہر (اونچی آواز) اور سرّ (آہستہ آواز) متعین نہیں۔ زبان سے کریں یا دل سے کریں، بعض افراد کے لیے جہراً (اونچی آواز سے) افضل ہے اور بعض افراد کے لیے سرّاً (آہستہ آواز سے) افضل ہے جبکہ بعض افراد کے لیے قلب کی کیفیت افضل ہے۔

9. ذکر اللہ کے لیے جنس اور عمر متعین نہیں۔ مرد، عورت، خواجہ سرا، بڑے، چھوٹے، بالغ، نابالغ سب کریں۔ بڑوں کو تو کرنا ہی چاہیے، بچوں کو بھی اس عبادت کی عادت ڈالنی چاہیے اور خواتین کو بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

10. ذکر اللہ کی تعداد متعین نہیں۔ ایک بار، دس بار، سو بار، ہزار بار، لاکھ بار، بار بار بلکہ جتنی بار بھی کیا جائے پھر بھی کم ہے۔ ہاں جہاں جو خاص فضائل خاص مقدار اور تعداد پر مذکور ہیں وہاں مقدار اور عدد کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ذکر اللہ کی برکات:

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام میں جو لذتیں، حلاوتیں، محبتیں اور برکتیں ہیں وہ اور کسی میں نہیں۔ اسی مبارک نام کے دم قدم سے دنیا آباد ہے اور اس وقت تک آباد

رہے گی جب تک یہ مبارک نام لیا جاتا رہے گا اور جب یہ نام مبارک لینے والا کوئی بھی نہیں رہے گا تو اس وقت قیامت آ جائے گی۔

ذکر اللہ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں:

1: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:152

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندوں سے فرماتے ہیں کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

2: الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ۔

ترجمہ: وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (گویا ہر حالت میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ:191

3: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:2

ترجمہ: مومنوں کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل (اللہ کے خوف یا اس کے غلبہ محبت سے) نرم ہو جاتے ہیں۔

4: الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

سورۃ الرعد، رقم الآیۃ:28

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر دلوں کے اطمینان کا سبب ہے۔

5: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:21

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس شخص کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے۔

6: وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 35

ترجمہ: ذکر کرنے والے مرد و خواتین کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

7: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 41

ترجمہ: اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔

8: وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ: 10

ترجمہ: کثرت کے ساتھ ذکر کرنا کامیابی کا باعث ہے۔

9: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ
مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

سورۃ المنافقون، رقم الآیۃ: 9

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

10: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔

سورۃ الدھر، رقم الآیۃ: 25

ترجمہ: اور صبح و شام اپنے رب کا ذکر کیا کرو۔

ذکر اللہ اور نماز:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 103

ترجمہ: جب نماز ادا کر لو تو اس کے بعد اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہر حالت میں۔

نماز کے بعد ذکر کا مسئلہ:

نماز کے بعد زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنا جس سے باقی نمازیوں کی نماز میں خلل آتا ہو، اسے ضروری سمجھنا اور نہ پڑھنے والوں کو ملامت کرنا، درست نظریہ نہیں ہاں جو اذکار مسنون ہیں وہ کیے جاسکتے ہیں، مثلاً: سبحان اللہ 33 مرتبہ، الحمد للہ 33 مرتبہ اللہ اکبر 34 مرتبہ۔ حدیث مبارک میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ ذکر فرماتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُ۔

صحیح البخاری، باب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: 844

ترجمہ: اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ وہی ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے اے اللہ جو چیز آپ عطا فرمائیں اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو چیز آپ روک دیں وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے مقابلے میں کچھ بھی فائدہ مند نہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ۔

جامع الترمذی، باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد، الرقم: 586

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی پھر سورج کے طلوع ہونے تک (مسجد میں) بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا اور سورج کے طلوع ہونے کے بعد دو رکعت (نماز

اشراق) ادا کی تو اس کو ایک حج اور عمرے کے اجر کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورے حج اور عمرے کا، پورے حج اور عمرے کا، پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔

ذکر اللہ اور نماز جمعہ:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ: 10

ترجمہ: جب نماز جمعہ پڑھ لی جائے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم اپنے کام کاج کے لیے مسجد سے باہر نکل کر زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس حالت میں بھی اللہ کا خوب ذکر کرو تاکہ کامیابی تمہارا مقدر بن جائے۔

ذکر اللہ اور نماز کسوف:

عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هٰذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ [يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ] فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ۔

صحیح البخاری، باب الذکر فی الکسوف، الرقم: 1059

ترجمہ: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرا کر اٹھے اس خوف سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آکر بہت ہی لمبا قیام، لمبا رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ)

میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا (نماز کے بعد) فرمایا یہ (سورج اور چاند گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم الشان) نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اس سے دعا اور اس سے اپنے گناہوں سے معافی مانگو۔

ذکر اللہ اور حج:

إِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:200

ترجمہ: جب تم حج کے متعلقہ عبادات ادا کر کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ تم تفاخراً (ایک دوسرے پر فخر جتلانے کے لیے) پنے آباء و اجداد کا تذکرہ کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔

ذکر اللہ... طواف، سعی اور رمی:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ.

سنن ابی داؤد، باب فی الرمل، الرقم:1890

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف، صفا و مروہ کی سعی (ان دو پہاڑوں پر سات چکر لگانا) اور جمرات کی رمی (شیطانوں کو کنکر مارنا) یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

فائدہ: ادائیگی حج کے دوران ماہ ذوالحج کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو میدان منیٰ میں پانچ (یا اس سے زائد) ہاتھ کی دوری سے درج ذیل جمرات پر سات سات کنکریاں پھینکنے کو "رمی جمار" کہتے ہیں۔

1: جمرۂ صغریٰ منیٰ میں مسجد خیف کے بعد یہ پہلا اور قریب ترین جمرہ ہے۔

2: جمرۂ وسطیٰ اس لئے کہ یہ جمرۂ صغریٰ اور جمرۂ کبریٰ کے درمیان واقع ہے۔

3: جمرۂ کبریٰ یہ مکہ کی طرف منیٰ کا آخری جمرہ ہے۔

ذکر اللہ اور جہاد:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَ اذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:45

ترجمہ: اے میری ذات اور بات ماننے والو! جب تمہارا کسی دشمن کی فوج سے ٹاکرا ہو جائے تو ثابت قدم رہ کر لڑو اور اللہ کا ذکر کرو تاکہ کامیابی تمہارے قدم چومے۔

ذکر اللہ کا فلسفہ:

الغرض قرآن کریم کی متعدد آیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فضائل و مناقب موجود ہیں۔ ذکر اللہ کا اصل فلسفہ احساسِ عبدیت، اظہارِ بندگی اور عظمتِ الٰہی کا قلبی اقرار و اعتراف کرنا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ہیں اس لیے ہماری جسمانی و روحانی خوشیاں، رزق کی فراوانیاں، آل اولاد، مال و دولت، عزت و شہرت اور صحت و سلامتی الغرض سب کچھ اسی کی عنایت ہے ایسے محسن کا نام لینے میں لطف آتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جسمانی تکالیف، مصیبت و پریشانی، بیماری، آزمائش و امتحان اور تمام دنیوی معاملات میں اسی کی مدد کے محتاج ہیں اس لیے بھی اس ذات کا ذکر ہمارے لیے ضروری ہے۔

ذکر اللہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام اخلاص و للّٰہیت، ذوق و شوق اور محبت کے ساتھ لینے پر فوائد و انعامات تو ہیں ہی لیکن اس ذات کا نام مبارک اس قدر پر تاثیر ہے کہ اگر اس

کو محبت و اخلاص کے بغیر بھی لیا جائے تب بھی نفع سے ہرگز خالی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اور ان کے واسطے سے پوری امت) کو ذکر اللہ کی تعلیم اور ترغیب دی ہے۔

زندہ و مردہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

صحیح البخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الرقم: 6407

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے، اور وہ جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (یعنی ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ ہے)

زیادہ اجر والے عبادت گزار:

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا قَالَ: فَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا ثُمَّ ذَكَرَ لَنَا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ بِكُلِّ خَيْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ.

مسند احمد، الرقم: 15614

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مجاہدین میں سے اجر کے اعتبار سے سب سے زیادہ

عظمت والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے، اس نے پھر سوال کیا: روزے داروں یں اجر کے اعتبار سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کا کثرت سے ذکر کرے۔ پھر اس نے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں بھی یہ سوال دہرایا کہ ان کاموں کو کرنے والوں میں سے اجر کے اعتبار سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار یہی جواب ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والا ہو۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو حفص! ذکر اللہ کرنے والے تو تمام بھلائیاں سمیٹ کر لے گئے۔ (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں ایسے ہی ہے۔

روحانی بیماریوں کا علاج:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُول اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وَسَلَّم: مَنْ عَجَزَ مِنْکُمْ عَنِ اللَّیْلِ أَنْ یُکَابِدَہُ وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ یُنْفِقَہُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ یُجَاھِدَہُ فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ.

مسند بزار، الرقم: 4904

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات کی عبادت کرنے سے عاجز ہو جائے، مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بخیل ہو جائے، اور دشمن سے لڑنے میں بزدل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔ (اس سے ساری کوتاہیاں دور ہو جائیں گی)

ذکر اللہ کی مجالس:

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلہِ مَلَائِکَۃً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ أَھْلَ الذِّکْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِي قَالُوا يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْأَلُوْنِي قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔

صحیح البخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الرقم:6408

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ (مقرر کردہ) فرشتے ذکر اللہ کرنے والوں کو تلاش کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چکر لگاتے ہیں اور اس دوران جب وہ ایسی لوگوں کے پاس پہنچتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو ایک دوسروں کو کہتے ہیں کہ آؤ ہمیں منزل مقصود مل گئی۔ چنانچہ وہ فرشتے ان ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود (ذکر اللہ کرنے والوں کی فضیلت اور مرتبے کو ظاہر کرنے کے لیے) فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے

اللہ! آپ کی پاکی، بڑائی، تعریف اور بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ آپ کی پہلے سے بڑھ کر عبادت، بزرگی، بڑائی اور پاکی بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا بھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ جنت کے اور ہی زیادہ حریص، اس کی بہت ہی دعا مانگنے والے اور زیادہ اس کی طرف رغبت کرنے والے بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا بھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ اس جہنم سے دور رہنے کی اور زیادہ کوشش کریں گے اور اس سے پہلے سے زیادہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کی بخشش کر دی ہے۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ (اے اللہ!) ان جماعت میں فلاں شخص ذکر اللہ کے بجائے اپنی کسی ضرورت کے تحت آیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی خوش قسمت جماعت ہے کہ ان سے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا شخص (خواہ وہ ذکر نہ بھی کر رہا ہو تب بھی وہ) محروم نہیں ہوتا۔

ذکر اللہ کے حلقے:

عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي

الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ۔

صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر، الرقم: 4869

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں چند لوگ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا کہ تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ایک بات ذہن میں رکھنا کہ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجے کا تعلق اور قرب مجھے حاصل ہے اس درجے کے تعلق والا کوئی اور شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرنے والا اب نہیں ہے۔ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حلقہ کے پاس پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم لوگ یہاں کس لیے جمع ہوئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس نے ہمیں ہدایت سے نوازا، اسلام کی دولت عطا فرما کر ہم پر عظیم احسان فرمایا اس پر اس کی حمد و ثناء کر رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی بدگمانی کی بناء پر تم سے قسم نہیں لی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل امین تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں فخر و مباہات کے ساتھ تمہارا ذکر فرما رہے ہیں۔

رحمتِ خداوندی کا نزول:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَشْهَدَانِ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.

سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، الرقم: 3791

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مجلس میں جب لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں ہر طرف سے ڈھانپ لیتے ہیں، ان پر رحمت خداوندی چھا جاتی ہے، سکون کی بارش ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ایسے لوگوں کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

موت کی حالت میں:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى؟ قَالَ: أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 181

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الوداعی ملاقات کی تو) میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: نیکی کے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اس حالت میں موت آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

عذاب سے نجات:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 2296

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کا کوئی بھی عمل ذکر اللہ سے زیادہ عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔

عرشِ الٰہی کا سایہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

صحیح البخاری، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، الرقم: 660

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات خوش نصیب افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اُس (قیامت کے) دن

(اپنی طرف سے) سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کی طرف سے ملنے والے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہیں ہو گا:

1. انصاف کرنے والا حکمران۔
2. ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو۔
3. جس کا دل مسجد میں ہی لگا رہتا ہو۔
4. وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، اسی کی خاطر ملیں اور اسی کی خاطر جدا ہوں۔
5. جسے کوئی بڑے خاندان والی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے مگر وہ اس سے کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
6. جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی اس کے صدقے کا علم نہیں ہوتا (یعنی چھپا کر دے)۔
7. جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں۔

اہل جنت کی حسرت:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهَا۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم:182

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت والوں کو کسی چیز کی حسرت باقی نہیں رہے گی سوائے ان اوقات کی جن میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کر سکے ہوں گے۔

ذکر اللہ کے متعلق پانچ اہم باتیں:

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام جس قدر محبت، ذوق، شوق اور ادب کے ساتھ لیا

جائے اسی قدر دل میں اللہ کی محبت، معرفت اور رضا سرایت کرتی ہے۔ پہلے ہم یہ بات بتا چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر جگہ، ہر وقت، ہر حال اور ہر کیفیت میں کرنا چاہیے، کوئی بھی فائدہ سے خالی نہیں البتہ اگر چند باتوں کو ملحوظ رکھا جائے تو فائدہ زیادہ ہو گا۔

1. ذکر اللہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت، شان، کبریائی، قوت، طاقت، حشمت، بادشاہت اور قدرت کا تصور پختہ طور پر دل میں جما لیا جائے اس کے بعد جب زبان سے اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لیا جائے تو اس سے دل کو جو سکون، طمانینت، راحت اور لطف محسوس ہو گا اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے الفاظ میں اس کیفیت کو بتلانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

2. ذکر اللہ کرتے وقت یکسوئی، تنہائی اور خود کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر سمجھا جائے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے خود کو ایک نافرمان مجرم کی حیثیت سے اللہ کی عدالت میں پیش ہونے کی کیفیت کو اپنے اوپر طاری کیا جائے، پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے اس تصور کو دل میں جا گزیں کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میری سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں یہ تو محض اللہ کا فضل و کرم اور لطف و احسان ہے کہ اس نے مجھے اپنا مبارک نام لینے کی توفیق نصیب فرمائی، اس نعمت پر شکر ادا کرنا چاہیے ورنہ ناقدری اور ناشکری سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ یہ تصور انسان کو ریا، تکبر، خود سرائی اور خود نمائی جیسے روحانی امراض سے نجات دیتا ہے۔

3. ذکر اللہ کرتے وقت غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالنے اور اللہ کی محبت کو دل میں لانے کا تصور کریں، اس کے لیے باقی اذکار بھی اپنے اپنے طور پر فائدہ دیتے ہیں لیکن کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے وقت یہ بات کامل طور پر فائدہ دیتی ہے لا الہ کہتے وقت خیال کریں کہ غیر اللہ کی محبت دل سے نکل رہی ہے اور الا اللہ کہتے وقت اللہ کی محبت دل میں آ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں اس

ذکر کو افضل الذکر قرار دیا گیا ہے۔

4. ذکر اللہ کرتے وقت کوشش کریں کہ طبیعت میں نشاط، تازگی اور چستی ہو۔ غافل دل کے ساتھ، نیند کے غلبہ کے وقت خود کو مشقت میں ڈال کر لسانی ذکر (زبان سے ذکر) کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ آرام کر لیا جائے۔ آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر اللہ کا ذکر کیا جائے کیونکہ شریعت میں غلبہ نیند کے وقت عبادت سے اس لیے روکا گیا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے مغفرت طلب کرنا چاہتا ہو اور انسان کی زبان پھسل جائے بجائے مغفرت طلب کرنے کے اپنے لیے بد دعائیہ جملے نکل جائیں۔ مثلاً وہ اللھم اغفرلی (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہنے کے بجائے اللھم اعفرلی (اے اللہ مجھے ہلاک فرما) کہنے لگے۔ اس لیے ایسی حالت میں آرام کر لیا جائے۔

5. ذکر اللہ جیسی عظیم عبادت کو اپنی زندگی بھر کی عادت بنانے کے لیے کسی شیخ طریقت سے بیعت ضرور ہو جائیں ورنہ نیک اعمال اور ذکر اللہ کی پابندی اور اس پر ہیشگی اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ذکر اللہ کے ثمرات:

اس مبارک نام سے دلوں کو سکون ملتا ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، آفات سے انسان محفوظ ہوتا ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے، عبادت کی توفیق ملتی ہے، روحانی ترقیات نصیب ہوتی ہیں، صحت ملتی ہے، رزق میں برکت آتی ہے، عمر میں برکت آتی ہے، اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں، بزدلی ختم ہوتی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان جہنم سے بچ کر جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ (بارہ) تسبیحات:

ہمارے ہاں اگرچہ بیعت؛ طریقت کے سلاسل اربعہ (قادریہ، چشتیہ،

سہر وردیہ اور نقشبندیہ) میں ہوتی ہے تاہم اذکار؛ مشائخ چشت کی ترتیب کے مطابق کرائے جاتے ہیں۔ مشائخ چشت کے تجویز کردہ اذکار میں دوازدہ (12) تسبیحات ہیں:

1) دو تسبیحات ذکر نفی و اثبات یعنی 200 مرتبہ: لا الہ الا اللہ

فائدہ: ابتداءً ایک بار مکمل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیں۔ پھر ہر 15 یا 20 مرتبہ لا الہ الا اللہ کے بعد ایک مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیں۔

2) چار تسبیحات ذکر اثبات یعنی 400 مرتبہ: الا اللہ

3) چھ تسبیحات ذکر اسم ذات دوضربی یعنی 600 مرتبہ: اللہُ اللہ

فائدہ 1: ضرب کا مطلب ہے جھٹکا لگانا یعنی دل پر ہلکی ضرب لگائیں یعنی جھٹکا لگائیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ پہلے لفظ اللہ کے آخر والی پیش کو خوب ظاہر کر کے پڑھیں۔ گنتی میں اللہُ اللہ کو ایک شمار کرنا ہے۔

4) ایک تسبیح ذکر اسم ذات یک ضربی یعنی 100 مرتبہ: اللہ

فائدہ 2: آخری تسبیح ذکر اسم ذات یک ضربی کو 100 سے زیادہ جتنا بھی بڑھانا چاہیں، بڑھا لیں۔

نوٹ: ذکر اللہ کرنے والے عام طور پر غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں کہ لفظ اللہ کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتے۔ خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ لفظ اللہ کے لام پر کھڑی زبر (ٰ) ہے، جسے ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ لفظ اللہ کے آخر میں (ہ) کو ظاہر نہیں کرتے۔ لفظ اللہ کو ادا کرتے وقت لام کی کھڑی زبر اور آخر والی (ہ) کو اچھی طرح ادا کریں۔

فائدہ 3: اصل تسبیحات پہلے والی 3 ہیں جن کی کل تعداد 12 بنتی ہیں انہی کو دوازدہ کہتے ہیں۔ آخری تسبیح یعنی ذکر اسم ذات یک ضربی اس وجہ سے ہے کہ اب ان 12 تسبیحات

پر رکنا نہیں بلکہ ذکر بڑھانا ہے اور بڑھانا ذکر اسم ذات یک ضربی کا ہے۔

تنہائی والا ذکر زیادہ مفید ہے:

ذکر اللہ کو جلوت و خلوت ہر حالت میں کرنا فائدہ ہی فائدہ ہے لیکن تنہائی میں کرنا زیادہ مفید ہے کیونکہ اس میں ریا کا عنصر ختم ہو جاتا ہے اور اخلاص پیدا ہوتا ہے اور ہر نیک عمل کی قبولیت میں اخلاص کا بہت زیادہ دخل ہے۔

چند فوائد:

تلاوت قرآن کریم اور ذکر اللہ کے فوائد بتلاتے ہوئے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت ایسے شخص کا ذکرِ خیر عرش اور ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو پر نور بنا دیتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے انسان کا دل اللہ سے راضی ہوتا ہے اور اللہ بھی اس شخص سے راضی ہو جاتے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں اپنے کلام کی تلاوت کرنے اور کثرت سے اپنا مبارک نام لینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

بنکاک، تھائی لینڈ

جمعرات، 29اگست، 2019ء

اکثر اوقات خاموش رہنا

اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں ایک عضو ایسا بنایا ہے جس سے ہم اپنے دل کی بات کا اظہار کر سکتے ہیں اپنے محسوسات، مشاہدات اور تجربات کو بتلا سکتے ہیں اور وہ عضو ”زبان“ ہے۔ اس عضو کو اگر قابو میں رکھا جائے اور اس کا درست استعمال کیا جائے تو انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے اور اگر اس کو لایعنی، فضول، جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، بدعہدی، گالم گلوچ، طنز و تشنیع، تمسخر وغیرہ میں استعمال کیا گیا تو اسی کی وجہ سے انسان کا وقار، اعتماد اور ذاتی حیثیت معاشرے سے ختم ہو جاتی ہے اور وہ جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری نصیحت یہ ارشاد فرمائی: عَلَيْكَ بِطُولِ الصَّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ. زیادہ خاموش رہا کرو کیونکہ یہی چیز شیطانی حملوں سے بچانے والی ہے اور دینی امور میں تمہاری مددگار ہوگی۔

شیطانی حملوں سے حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کا کھلا دشمن قرار دے کر اس سے بچنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور خاموشی ایسی چیز ہے جو انسان کو شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ کیونکہ جب بندہ اپنی زبان کو خاموش رکھے گا تو ان تمام گناہوں سے بچ جائے گا جو زبان کے غلط استعمال سے سرزد ہوتے ہیں ایسے انسان سے شیطان مایوس ہو گا اور وہ

اس کے مکر و فریب اور وساوس سے بچ جائے گا۔

دینی امور میں مددگار:

دینی امور میں خاموشی معاون و مددگار بنتی ہے اس لیے کہ جب شیطان سے حفاظت ہوگی تو ذکر اللہ، تلاوت، وعظ و نصیحت، درود پاک، امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ الغرض تمام دینی امور کی ادائیگی میں آسانی ہوگی۔

خاموشی میں سلامتی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْلَمَ فَلْيَلْزَمِ الصَّمْتَ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 1934

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ سلامتی کے ساتھ زندگی گزارے تو خاموش رہنے کا خوب اہتمام کرے۔

فائدہ: ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ وہ سلامتی والی زندگی گزارے لیکن افسوس کہ وہ اس طریقے کو اپنانے کے لیے آمادہ نہیں جس سے سلامتی ملتی ہے اور وہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموش رہنے کو قرار دیا ہے۔

خاموشی میں دانائی:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الصَّمْتُ حِكَمٌ وَقَلِيلٌ فَاعِلُهُ۔

جامع بیان العلم وفضلہ، الرقم: 921

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاموشی حکمت ہے اور اس کو اختیار کرنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔

فائدہ: ہر وقت فضول بولتے ہی رہنا بے وقوفی اور کم عقلی کی علامت ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں موقع محل کے مطابق سنجیدگی سے گفتگو کرنا حکمت و دانائی ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ حکمت و دانائی والے لوگ بہت کم پائے جاتے ہیں۔

خاموشی میں رحمت:

حَیْوَۃُ بْنُ شُرَیْحٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: إِنَّ الْمُتَكَلِّمَ لَيَنْتَظِرُ الْفِتْنَةَ وَإِنَّ الْمُنْصِتَ لَيَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ۔

جامع بیان العلم وفضلہ، الرقم: 912

ترجمہ: حَیوہ بن شُرَیح کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (بلاوجہ) بولنے والے کو آزمائش کا منتظر رہنا چاہیے اور خاموش رہنے والے کو رحمت کا منتظر رہنا چاہیے۔

فائدہ: بغیر ضرورت کے غیر ضروری باتیں کرنا انسان کو آزمائش اور ابتلاء میں ڈال دیتا ہے اور یہ چیز باعث زحمت ہے جبکہ ان آزمائشوں سے چھٹکارا پانے کے لیے غیر ضروری باتوں سے خاموشی اختیار کرنا باعث رحمت ہے۔

خاموشی میں نجات:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَمَتَ نَجَا۔

جامع الترمذی، الرقم: 2501

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

فائدہ: ایسے مقامات جہاں بولنے سے فساد پیدا ہوتا ہو وہاں خاموش رہنے میں نجات ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھی جائے کہ جہاں خاموش رہنے سے فساد پھیل رہا ہو

وہاں حکمت و دانائی سے بول کر فساد کو دور کرنا ضروری ہے۔ یعنی جیسے خاموشی کے مقام پر خاموش رہنے میں نجات ہے اسی طرح بولنے کے مقام پر بولنا بالخصوص فتنوں کی سرکوبی کے لیے مصلحت اور دلائل کی قوت کے ساتھ گفتگو کرنا بھی باعث نجات ہے ایسے موقع پر خاموش رہنا دینی حمیت و غیرت کے خلاف ہے۔

فائدہ: زبان کو قابو میں رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے ہونے والے گناہوں مثلاً: جھوٹ، غیبت، گالم گلوچ، فحش گوئی، فضول گوئی وغیرہ سے زبان کو بچایا جائے۔

خاموشی اور تنہائی کا معیار:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِئًا بِكِسَاءٍ أَسْوَدَ وَحْدَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا هَذِهِ الْوَحْدَةُ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السَّوْءِ وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوتِ وَالسُّكُوتُ خَيْرٌ مِنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم:4639

ترجمہ: حضرت عمران بن حطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد میں گیا تو وہاں پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کالے رنگ کی چادر سے گوٹھ مارے اکیلے تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا اے ابو ذر! یہ تنہائی کیوں اختیار کی ہوئی ہے؟ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ برے دوستوں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک لوگوں کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر جبکہ بری بات کرنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حدیث میں جلوت و خلوت اور خاموشی و گفتگو کے معیار کی نشاندہی فرمادی گئی ہے۔ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کو منع نہیں کیا

جا رہا بلکہ غیر ضروری اور غیر شرعی گفتگو اور لوگوں سے ساتھ فضول مجلس لگانے سے منع کیا گیا ہے۔

کم بولنا حکمت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ الْعَبْدَ يُعْطٰى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلْقِي الْحِكْمَةَ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم:1885

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی عطا کی گئی ہے اور کم سے کم بولنے کی نعمت عطا کی گئی ہے تو تم اس کے قریب رہو اس لیے کہ وہ دانائی اور حکمت کی باتیں دل میں ڈالے گا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ خاموشی اختیار کرنے اور بوقت ضرورت بولنے والے کو اللہ تعالیٰ حکمت کی نعمت سے مالا مال فرماتے ہیں اس لیے ایسے شخص کے ساتھ رہنے کی ترغیب دی جارہی ہے تاکہ اس کی صحبت کے آثار اس پر بھی اثر انداز ہوں۔ گویا اس حدیث مبارک میں حکمت و دانائی حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا جارہا ہے۔

اسلام کی خوبی:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔

جامع الترمذی، الرقم:2318

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی خوبی میں یہ بات بنیادی طور پر شامل ہے کہ انسان فضول

باتوں اور فضول کاموں کو چھوڑ دے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر وہ بات اور کام جس کا تعلق کسی جائز دنیاوی فوائد سے نہ ہو یا وہ کسی دینی فائدے سے وابستہ نہ ہو وہ لایعنی میں شامل ہے ہاں اگر کوئی ایسی بات اور کام ہے جس کا تعلق دین سے ہے یا پھر وہ بات اور کام تو دنیاوی ہے لیکن جائز امور میں شامل ہے تو اسے لایعنی نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث مبارک میں جس سے بچنے کو اسلام کی خوبی قرار دیا جا رہا ہے وہ پہلی قسم ہے۔

نیکی اور برائی کا مدار:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رَفَعَهُ ۔ قَالَ: إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ: اِتَّقِ اللّٰهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الرقم: 2407

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزانہ جب انسان بیدار ہوتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء اس کی زبان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اے زبان ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرنا بے شک ہمارا تیرے ساتھ تعلق ہے اس لیے کہ اگر تو درست رہی تو ہم سے صادر ہونے والے اعمال بھی درست رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھے پن اور کج روی کا شکار ہو گئی تو ہم سے صادر ہونے والے اعمال بھی گناہ بن جائیں گے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ زبان مدار ہے۔ استعمال درست تو باقی اعضاء سے نیک اعمال صادر ہوں گے اور اگر استعمال غلط تو باقی اعضاء سے برے اعمال سرزد ہوں گے۔

زیادہ گناہوں کی وجہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ...... سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: إِنَّ أَکْثَرَ خَطَایَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ۔

شعب الایمان للبیہقی، الرقم: 4584

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: انسان کے زیادہ تر گناہ زبان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جب تک زبان کا رخ درست نہیں ہوتا انسان گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور جب زبان کا رخ درست ہوتا ہے تو بندہ گناہوں سے باہر نکلتا آتا ہے۔

اچھی بات یا پھر خاموشی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔

صحیح البخاری، باب حفظ اللسان، الرقم: 6475

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی باتیں کہے یا پھر خاموش رہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جب تک انسان اچھی باتیں کرتا رہے شریعت اسے بولنے سے نہیں روکتی اور جب اس کے پاس کہنے کے لیے اچھی باتیں ختم ہو جائیں تو اب شریعت اسے خاموش رہنے کا حکم دیتی ہے۔

کاش میں گونگا ہوتا:

وَقَالَ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَيْتَنِي كُنْتُ أَخْرَسَ إِلَّا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

المرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب فی اخلاقہ وشمائلہ، الرقم: 5826

ترجمہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میں اللہ کے ذکر کے علاوہ کچھ نہ بول سکتا، گونگا ہوتا۔

غیبت اور چغلی کی تلافی:

اس لیے شریعت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بولنے میں از حد احتیاط سے کام لیں بغیر سوچے سمجھے کوئی بات منہ سے نہ نکالیں اور اگر کبھی بولنے میں کوئی بات خلاف شریعت منہ سے نکل جائے تو فوراً اس پر توبہ کریں اگر کسی کو گالی دی ہو، چغل خوری کی ہو، غیبت کی ہو یا کسی کا تمسخر کیا ہو ان صورتوں میں توبہ کے ساتھ ساتھ اس متعلقہ شخص سے بھی معافی مانگنا ضروری ہے اور جن لوگوں کے سامنے اس کی غیبت یا چغلی کی تھی انہی لوگوں کے سامنے اس بندے کی تعریف اور اچھائی بیان کریں۔ اور اگر کسی وجہ سے معاف کرانا مشکل ہو تو اس شخص کے لیے اور اپنے لیے استغفار کریں اور یوں دعا مانگیں: اللھم اغفرلنا ولہ

ترجمہ: اے اللہ ہماری اور اس کی مغفرت فرما!

دعوتِ فکر:

آپ روزانہ ایک وقت مقرر کرکے دن بھر کی اپنی باتوں کا حساب لگائیں کہ میں نے کتنی مفید باتیں کی ہیں اور کتنی فضول باتیں؟ آپ خود اس نتیجے تک پہنچیں گے کہ خاموشی میں کتنے فوائد ہیں۔ اللہ کریم ہمیں زبان کی حفاظت کرنے کی اور مفید باتیں کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

دوحہ، قطر

جمعرات، 12 ستمبر، 2019ء

زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرنا

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ ایسی بنائی ہے جہاں سُکھ، سُکھ اور سُکھ ہیں اس کا نام ”جنت“ ہے۔ ایک جگہ ایسی بنائی ہے جہاں دُکھ، دُکھ اور دُکھ ہیں اس کا نام ”جہنم“ ہے اور ایک جگہ ایسی بنائی ہے جہاں سُکھ بھی ہیں اور دُکھ بھی اس کا نام ”دنیا“ ہے۔

ہم دھوپ چھاؤں کی اس دنیا میں بستے ہیں جہاں کبھی ہمیں خوشیاں ملتی ہیں اور کبھی ہم پر پریشانیاں بھی آتی ہیں جن کے فطری نتائج ہمارے اوپر مرتب ہوتے ہیں۔ اسلام ان فطری حقائق کو تسلیم کرتا ہے اور رہنمائی بھی کرتا ہے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے عافیت کی دعا اور اس کے اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ طبعی خوش مزاجی، خندہ روی اور مسکرانے کو معاون قرار دیتا ہے۔ اس سے زندگی خوشگوار، آسودہ، طمانیت بھری اور مسرور کن بن جاتی ہے اس کی وجہ سے انسان کو اللہ کی نعمتوں پر شکر کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ مایوسی جو کہ انسان کے ایمان اور جسم دونوں کے لیے زہر قاتل ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ زندگی کو دیکھا جائے تو آپ کے چہرے پر مسکراہٹ ”مسکراتی“ نظر آتی ہے۔

حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی نصیحت یہ ارشاد فرمائی: **إِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ** بہت زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ اور چہرے کی رونق کو ختم کر دیتی ہے۔

مسکرانا سنتِ رسول ﷺ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جامع الترمذی، باب فی بشاشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 3641

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حارث بن جَزء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

ملاقات کے وقت مسکرانا:

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي۔

صحیح البخاری، باب التبسم والضحک، الرقم: 6089

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مسکرا کر دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ قَالَ فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ وَيُخَبَّأُ عَنْهُ كِبَارُهَا فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَهُوَ مُقِرٌّ لَا يُنْكِرُ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنَ الْكِبَارِ فَيُقَالُ: أَعْطُوهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلَهَا حَسَنَةً۔ قَالَ: فَيَقُولُ: إِنَّ لِي ذُنُوبًا مَا أَرَاهَا. قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ : فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ۔

مسند احمد، الرقم: 21393

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص حق تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا اور حکم ہو گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں اور اس کے بڑے بڑے گناہ ظاہر نہ کیے جائیں۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے فلاں فلاں روز یہ چھوٹے چھوٹے گناہ کیے ہیں؟ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا، اس وقت انکار کی گنجائش نہ ہو گی۔ وہ شخص دل میں نہایت خوفزدہ ہو گا کہ یہ تو چھوٹے گناہ ہیں، میرے بڑے گناہوں کا کیا بنے گا؟ اسی دوران حکم ہو گا کہ اس کے ہر چھوٹے گناہ کے بدلہ میں اس کو ایک نیکی دے دو۔ وہ شخص یہ حکم سنتے ہی بول اٹھے گا کہ ابھی تو میرے بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آ رہے۔ اس کے بعد حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات نقل کرنے کے بعد اتنا ہنسے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا (حَبْوًا) فَيَقُولُ اللهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يَقُولُ ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً۔

صحیح البخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار، الرقم: 6571

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور وہ آدمی گھسٹتا ہوا نکلے گا، اس کو حکم ہو گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ! وہ جنت میں داخل ہونے کے لیے جائے گا تو دیکھے گا کہ تمام لوگوں نے اپنی اپنی جگہ ٹھکانہ پکڑا ہوا ہے (یعنی جنت میں جگہ نہیں ہے) وہ واپس آئے گا اور اللہ تعالیٰ سے صورت حال عرض کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تجھے دنیا کا وہ زمانہ یاد ہے جس میں تم رہا کرتے تھے (یعنی دنیا کتنی فراخ اور کشادہ تھی) وہ عرض کرے گا: جی ہاں یاد ہے۔ حکم ہو گا کہ اب تم کچھ تمناؤں کا اظہار کرو! چنانچہ جو اس کا دل چاہے گا وہ اپنی ان خواہشات کا اظہار کرے گا۔ پھر اس کو کہا جائے گا کہ جن چیزوں کی تم نے آرزو کی ہے وہ بھی تم کو دیا اور پوری دنیا سے دس گنا مزید زیادہ بھی تم کو دیا۔ وہ شخص کہے گا: یا اللہ! آپ تو بادشاہ ہیں، آپ بھی میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

دوستوں کی محفل میں مسکرانا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَکْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَکَانَ أَصْحَابُہُ یَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَیَتَذَاکَرُونَ أَشْیَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ وَهُوَ سَاکِتٌ فَرُبَّمَا یَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر، الرقم: 2850

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سو بار سے بھی زیادہ مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شعر کہتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ آپ خاموش رہتے اور کبھی کبھار ان کے ساتھ مسکرا لیا کرتے تھے۔

دشمن کی شکست پر مسکرانا:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ.

صحیح مسلم، باب فضل سعد بن ابی وقاص، الرقم:6316

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن سعد کے لیے اپنے والدین کو ایک جملے میں اکٹھا ذکر فرمایا: مشرکین میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو جلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قربان تیر چلاؤ! حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغیر پھل والے تیر کو اس کے پہلو پر کھینچ مارا جس کی وجہ سے وہ گر پڑا اور اس کی شرمگاہ ظاہر ہو گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے اتنا مسکرائے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں مبارک دیکھ لیں۔

مسکرانے کی حد:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

صحیح البخاری، باب التبسم والضحک، الرقم:6092

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے (قہقہہ لگا کر) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق مبارک نظر آئے۔

مردہ دل:

قہقہہ لگا کر ہنسنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور انسان غفلت کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے خیر و شر کی پہچان مٹ جاتی ہے اور اپنا ابدی مستقبل آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دنیا بھر کے لوگ اس دل کی دھڑکن کی وجہ سے اسے زندہ کہہ سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فکرِ آخرت سے محروم ہو جانے والا دل "مردہ" ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

بے نور چہرہ:

زیادہ قہقہے لگانے سے چہرے کا نور چھن جاتا ہے۔ انسان کی بات بے وزن ہو جاتی ہے ایسے انسان کی لوگوں کے دلوں میں عزت ختم یا کم از کم؛ کم ہو جاتی ہے، سنجیدگی اور متانت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ باوقار شخصیت کا نقش مٹ جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کی معاشرے میں حیثیت کم ہو جاتی ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ہنسنے کے موقع پر ہنسنا چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ راتوں کو تنہائیوں میں بندہ اللہ کے حضور رونا بھول جائے۔ لوگوں کے ساتھ میل جول کے وقت چہرے پر مسکراہٹ اور خلوت میں اللہ کے حضور رونا، جس انسان میں یہ اوصاف اکٹھے ہو جائیں اس بندے کی قسمت کے کیا کہنے! اللہ ہم سب کو ایسی زندگی نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

دوحہ، قطر

جمعرات، 19 ستمبر، 2019ء

ہمیشہ حق بات کہنا

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو سیکھا اور امت کو سکھایا۔ ح حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچویں نصیحت یہ ارشاد فرمائی:: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا سچی بات کہو اگرچہ سننے والے کو کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔

حدیث کا درست مفہوم:

حدیث پاک کا درست مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ حق کا ساتھ دینا چاہیے سچی بات کہنی چاہیے کیونکہ سچ میں نجات ہے۔ گفتگو کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے (جس کی قدرے تفصیل بعد میں آرہی ہے) حق بات کہنے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہونا چاہیے اگرچہ کسی کو یا خود کو سننے میں کڑوی اور ناگوار ہی محسوس کیوں نہ ہو۔

حدیث کا غلط مفہوم:

بعض لوگ اس حدیث پاک کو بے موقع استعمال کرتے ہیں جس سے حدیث کا مفہوم بدل جاتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد باقی نہیں رہتی۔ وہ غلطی یہ کرتے ہیں کہ حق بات اسے سمجھتے ہیں جس میں درشت اور طنز آمیز لہجہ، الفاظ کی کرختگی، انداز میں بھدا پن مزید یہ کہ الفاظ کا غیر مناسب انتخاب کرکے بدتمیزی

کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ اور یہ سارا کچھ کرنے کے بعد اپنے عمل کو حدیث کے مطابق ثابت کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ شریعت میں حکم ہے قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا۔

پھر اس کا معنیٰ اور مطلب بھی بالکل غلط بیان کرتے ہیں کہ حق بات ہوتی ہی ایسی ہے کہ کڑوی لگے۔ یہ حدیث کا غلط معنیٰ ہے کیونکہ حق بات کو ضرور کڑوا کر کے ہی کہنا نہ تو حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حق تو میٹھا ہوتا ہے اس لیے کہتے رہنا چاہیے لیکن اگر کسی کو حق کڑوا لگے تو اس کو کڑوا لگنے کی وجہ سے حق نہیں چھوڑنا چاہیے ۔ جیسے انگور میں تو مٹھاس ہوتی ہے لیکن بخار والے کو یہ مٹھاس بھی کڑوی سی لگتی ہے۔

سننے والے کے مزاج کے خلاف:

بات کے کڑوا ہونے کا تعلق سننے والے کے ساتھ ہے۔ یعنی کبھی کہنے والا تو گفتگو کے آداب کی رعایت رکھ کر ہی بات کرتا ہے ہاں کبھی سننے والے کو اپنے مزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے کڑوی لگ جاتی ہے۔

کہنے والے کے مزاج کے خلاف:

یہ بھی ممکن ہے کہ حق بات ہی کہنی چاہیے اگرچہ وہ اپنے نفس، مزاج اور طبیعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔ اس معنی کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 135

ترجمہ: اے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو۔ اگرچہ (وہ) خود اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔

درست بات کا حکم اور انعامات:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 70، 71

ترجمہ: ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ درست بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی صحیح طور پر بات مانتا اور اس پر عمل کرتا ہے تو ایسا شخص بڑی کامیابی حاصل کرنے والا ہے۔

اعمال کی درستگی:

انسان کے اکثر اعمال کا تعلق چونکہ اس کی زبان کے ساتھ ہے۔ جب بندہ زبان کو قابو میں کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے اعمال کی اصلاح فرما دیتے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جب باقی اعمال کی اصلاح ہو جائے تو بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے اور اللہ نے اپنے پیاروں کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے جہاں کی سب سے بڑی نعمت ذات باری تعالیٰ کا دیدار ہے۔ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ انسان اپنی زبان کو قابو میں کرلے اور اس کی وجہ سے اس کے باقی اعضاء سے سرزد ہونے والے اعمال بھی درست ہوں گے نتیجتاً اللہ ایسے بندے کو جنت میں اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے۔

گناہوں کی معافی:

زبان کو مناسب موقع پر مناسب طور پر استعمال کرنا یعنی گناہوں کے بجائے نیکیوں میں استعمال کرنا بذاتِ خود گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص اپنی زبان کو قابو میں کرلیتا ہے وہ گویا توبہ کی ایک عملی شکل اختیار کرلیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اعمال کی اصلاح کا مطلب بھی حصول

جنت ہے اور گناہوں کی معافی کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو چیز جنت میں جانے کے لیے رکاوٹ بنتی ہے یعنی گناہ۔ تو اللہ ان گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور ایسے بندے کو جنت عطا فرما دیتے ہیں۔

زبان کو اکثر اوقات بند رکھنا چاہیے اور جب گفتگو کے وقت کھولا جائے تو اسے بے لگام نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کا درست استعمال کیا جائے۔

حسن سلوک والی گفتگو:

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں گفتگو کے بارے میں ہمیں حکم دیا ہے کہ جب آپسی گفتگو کی جائے تو ایک دوسرے کے ادب آداب کی رعایت رکھتے ہوئے اور مناسب موقع، مناسب لہجہ، مناسب الفاظ اور مناسب آواز کے ساتھ کی جائے:

وَقُوْلُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ لوگوں سے حسن سلوک سے گفتگو کرو۔

صاف اور واضح گفتگو:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ يُبَيِّنُهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ۔

جامع الترمذی، باب فی کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 3639

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی بات چیت نہ فرماتے تھے بلکہ آپ بالکل صاف اور واضح بات کرتے تھے اور ہر بات دوسری سے جدا ہوتی تھی جسے آپ کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص اچھی طرح ذہن نشین کرلیتا تھا۔

گفتگو میں بات کو دہرانا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ۔

جامع الترمذی، باب فی کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 3640

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) اپنی بات کو تین تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ سننے والا اچھی طرح بات سمجھ لے۔

بلاضرورت گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَه ... لَا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔

ادائیگی الفاظ کی رعایت:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا .. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ ... يَفْتَحُ كَلَامَهُ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام گفتگو اول سے لے کر آخر تک الفاظ کی درست ادائیگی کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ (نوک زبان سے کٹے ہوئے لفظ ادا نہیں فرماتے تھے)

معنی خیز اور جامع گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا.. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ... يَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کلمات کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ (جوامع الکلم کا معنی یہ ہے کہ بات ادھوری نہ فرماتے تھے بلکہ مکمل فرماتے تھے)

کمی زیادتی سے پاک گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا.. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ... فَصْلٌ لَا فُضُولَ وَلَا تَقْصِيرَ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بالکل ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، نہ اس میں فضول بات ہوتی تھی اور نہ ہی کوتاہی۔

نرم خوئی:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا.. قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ... دَمِثٌ لَيْسَ بِالْجَافِي وَلَا الْمُهِينِ۔

شعب الایمان، فصل فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں

ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم خو تھے۔ آپ نہ تو سخت مزاج تھے اور نہ ہی کسی کی تذلیل فرماتے تھے۔

فیصلہ کریں:

ہم سب ہر روز کسی نہ کسی سے ضرور گفتگو کرتے ہیں اس حوالے سے ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ آئندہ گفتگو کرتے وقت مذکورہ بالا آداب کی مکمل رعایت کریں گے اپنی گفتگو کو فضول گوئی، بے ہودہ گوئی، یاوہ گوئی سے پاک کریں گے۔

قولِ فیصل:

مزید یہ کہ اپنی گفتگو کو ادب واحترام، سنجیدہ، معنی خیز، جامعیت، نرم خوئی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ مزین کریں گے تو یقین جانیے کہ ہمیں قولِ سدید کی نعمت بھی مل جائے گی، قولِ حسن کی توفیق بھی نصیب ہو گی اور قولِ حق کا موقع بھی ملے گا اور قولِ فیصل کی قوت بھی عطا ہو گی۔ اللہ رب العزت ہماری نسلوں کو بھی دین کی سمجھ، دین پر عمل، دین کی اشاعت اور دین کے تحفظ کے لیے قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 26 ستمبر، 2019ء

ملامت کی پرواہ نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں کسی ملامت کرنے والے کی طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرنا۔ زندگی گزارنے کے ان رہنما اصولوں میں سے ایک ہے جن کی تعلیم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔ حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی نصیحت یہ ارشاد فرمائی: لَا تَخَفْ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی ملامت اور طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرو۔

دو اہم باتیں:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں کسی ملامت کرنے والے کی طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا شروع کرتا ہے کچھ لوگ اس پر ناحق ملامت اور طعن و تشنیع وغیرہ کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب ملامت کی جائے تو طبعاً اس کے اثرات منتقل ہوتے ہیں۔

ملامت کی پرواہ نہ کریں:

جب آپ شریعت کے حکم پر عمل کر رہے ہوں یا شرعی قوانین کی پابندی کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں کچھ لوگ آپ کو اس پر ملامت کریں گے، ایسے لوگوں کی ملامت کی پرواہ مت کریں کیونکہ ملامت کرنے والے مخلوق ہیں اور آپ خالق کی بات پر عمل کر رہے ہیں۔ خالق کے مقابلے میں خود مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں تو مخلوق

کی باتوں کی بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اس لیے علم دین حاصل کریں، اپنی اولاد کو دین سکھلائیں، خود دین پر عمل کریں، اپنی اولاد کو دین پر عمل کرائیں، اپنی وضع قطع اسلامی رکھیں، اپنا لباس، اپنا مزاج، اپنا انداز گفتگو، اپنا طرز زندگی الغرض اپنی ساری زندگی اسلامی طریقے کے مطابق گزاریں لوگوں کی ملامت کی پرواہ مت کیجیے۔ امام طیبی رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں اسی جملے کی شرح میں فرماتے ہیں: كُنْ صُلْبًا فِي دِينِكَ دینی معاملات میں خود کو پختہ کرو۔

داڑھی اور لباس:

مردوں میں عموماً دو باتوں کی وجہ سے لوگ ناحق ملامت کرتے ہیں۔ ایک تو داڑھی اور دوسرا لباس۔ بہت سے ناسمجھ لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں یا نفس امارہ کے اکسانے پر داڑھی والا داڑھی کٹوا لیتا ہے اور یوں دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھلنی کرنے کا جرم کر بیٹھتا ہے۔

داڑھی کٹانا، دلِ رسول ﷺ کو زخمی کرنا ہے:

مرزا قتیل بیدل ہندوستان کے بہت بڑے شاعر تھے ان کے کلام میں سوز و گداز پایا جاتا ہے ایک مرتبہ انہوں نے بہت عمدہ عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران پہنچ گئی، وہاں کے ایک شخص اس نظم سے اتنے متاثر ہوئے کہ شاعر کی زیارت کے لیے ہندوستان چلے آئے۔ آکر ان کے بارے معلوم کیا تو پتہ چلا وہ حجام کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ یہ شخص بھی حجام کے پاس جا پہنچا دیکھا کہ وہی شاعر داڑھی منڈوا رہے (شیو کروا رہے) ہیں۔ اس شخص نے اس شاعر سے کہا: ”آغا ریش می تراشی“ (جناب! آپ بھی داڑھی منڈاتے ہیں) مرزا صاحب نے شوخی سے جواب دیا: ”بلے ریش می تراشم، لکن دل کسے نمی تراشم“ (ہاں! داڑھی تراشتا ہوں لیکن کسی کا دل نہیں دکھاتا ہوں)

بیدل صاحب سے بھی صاحب دل مخاطب تھے فوراً کہا: ”آرے دل رسول

اللہ می خراشی!" (ہاں، ہاں! یہ کام کر کے آپ کسی اور کا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ضرور چھلنی کر رہے ہو)

یہ بات مرزا قتیل بیدل کے دل پر جا لگی اور انہوں نے اس آنے والے شخص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

جزاک اللہ چشم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہم راز کردی

ترجمہ: اے میرے مہربان! اللہ تمہیں اس خیر خواہی کا بدلہ اپنی شایان شان عطا فرمائے تم نے غفلت کی وجہ سے میری بند آنکھیں کھول دیں اور مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باخبر کر دیا۔

لباس پہننے میں گناہ سے بچیں:

اسی طرح اگر اسلامی طرز کا لباس اسلامی طریقے کے مطابق پہن لیا جائے تو لوگ باتیں بناتے ہیں۔ یا پھر وہ خود کو اپنی نگاہ میں اچھا خیال نہیں کر رہا ہوتا جس کی وجہ سے وہ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا لیتا ہے اور یوں ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ۔

صحیح البخاری، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، الرقم:5787

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹخنے اور اس کے نیچے نیچے کا جو حصہ شلوار، چادر وغیرہ سے چھپا رہ جائے گا وہ قیامت والے دن جہنم میں جلے گا۔

فائدہ: حدیث پاک میں جو وعید ہے اس کے لیے دو شرطیں ہیں: نازلاً اور قائماً۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ نازلاً کا معنی ہے کہ وہ کپڑا اوپر سے نیچے کی طرف آنے والا ہو

جیسے شلوار، تہبند، پینٹ۔ اس کے برعکس نہیں یعنی جرابیں موزے وغیرہ مراد نہیں۔ قائما کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونے اور چلنے پھرنے کی حالت مراد ہے اگر انسان بیٹھا ہوا یا لیٹا ہوا ہو اور کپڑے کی وجہ سے ٹخنے ڈھکے رہیں تو اس میں گناہ نہیں ہے۔

پردہ:

خواتین میں پردہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے خواتین کو معاشرے کے لعن طعن سہنے پڑتے ہیں۔ ایسے موقع پر مسلمان خاتون کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کیا ہوا اصول ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ شریعت پر عمل کرتے وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ ملامت کی وجہ سے حق بات کہنا، سننا اور حق بات پر عمل کرنا مت چھوڑیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے يُجَاهِدُونَ فرمایا اور آگے وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ فرمایا۔ اس لیے کہ جہاد غیروں کے ساتھ ہے اپنوں کے خلاف نہیں ہے۔ آگے فرمایا وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اس کا تعلق غیروں سے نہیں، اپنوں سے ہے۔ اپنے طعن و تشنیع بھی کرتے ہیں، یہ کام بھی نہیں چھوڑتے۔ آدمی اللہ کے دین کے لیے تحریک چلائے گا اس پہ جان بھی دے گا، تشدد برداشت کرے گا اور جب اپنے اس کے خلاف بولیں گے دل چھوٹا کر کے بیٹھ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بھی مشکل ہے مگر وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

مسلمان کی شان:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا طَاعَةَ

لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

مسند احمد، الرقم: 1905

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کو راضی کرنے میں خالق کو ناراض مت کرو۔

اطاعت کا دائرہ کار:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اسلام ہمیں اولوالامر کی اطاعت، والدین، اساتذہ اور مشائخ کی بات ماننے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کا دائرہ مقرر کرتا ہے کہ ان کی بات اس وقت تک ماننی ہے جب تک وہ اللہ کے حکم سے نہ ٹکرائیں۔ اور جب ان کی بات اللہ کے حکم کے خلاف آجائے اب اللہ کی بات ماننی ہے مخلوق میں بھلے کوئی بھی ہو اس کی بات نہیں ماننی یہاں تک کہ اپنے والدین، قریبی رشتہ دار، اساتذہ، زوجین، اولاد الغرض کوئی بھی ہو اس کی بات نہیں ماننی۔

نفس کی اطاعت:

بلکہ اس سے بڑھ کر خود اپنے آپ کی بات اپنے نفس کی بات جو اللہ کے حکم کے خلاف ہو اس کو نہیں ماننا کیونکہ نفس بھی ایک مخلوق ہے اور ایسا نفس جو انسان کو برائی پر ابھارے شریعت میں ”نفس امارہ“ کہلاتا ہے۔

مقامِ فکر:

اب ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں غور کرنا ہوگا۔ کتنے مواقع ایسے آتے ہیں ایک طرف ہمارے اللہ کا حکم ہوتا ہے اور دوسری طرف ہمارے نفس امارہ کی خواہش ہوتی ہے۔ مثلاً نماز کا وقت ہو چکا ہے، اذان ہو چکی ہے، جماعت کا وقت بھی قریب ہے اب ایک طرف اللہ کا حکم ہے کہ نماز ادا کرو اور دوسری طرف اپنے نفس کی خواہش ہے کہ سویا رہوں، بیٹھا رہوں، آرام کرتا رہوں، بیوی بچوں کے ساتھ

باتیں کرتا رہوں، آفس میں کام کرتا رہوں، دکان پر خرید و فروخت کرتا رہوں، موبائل، ٹی وی وغیرہ دیکھتا رہوں۔ اب ایسے وقت میں اپنے نفس کی خواہش کو قربان کریں، اللہ کا حکم مانیں، سب کام کاج چھوڑیں، اٹھیں نماز کی تیاری کریں اور نماز ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر سچے دل سے عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 3 اکتوبر، 2019ء

عیب گوئی سے بچنا

اللہ تعالیٰ کی ذات خود بھی ”ستار العیوب“ ہے اور ہمیں بھی عیب پوشی کا حکم دیا ہے۔ ہم انسانوں کے معاشرے میں رہتے ہیں اور انسان تو ہوتا ہی خطا کا پُتلا ہے۔ شریعت اسلامی میں زندگی گزارنے کے رہنما اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کے عیوب اور نقائص کو تلاش نہ کیا جائے اور اگر نظر آ بھی جائیں تو انہیں چھپایا جائے اچھالا نہ جائے۔ حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں نصیحت یہ ارشاد فرمائی: لِيَحْجِزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے بچو اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے شخص کے لیے ہلاکت اور تباہی کی وعید ذکر فرمائی ہے جو لوگوں کے عیوب تلاش کرتا ہے اور پھر دوسروں کو بتاتا پھرتا ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ ہر ایسے شخص کے لیے تباہی و ہلاکت ہے جو لوگوں کے منہ پر ان کے عیوب بتاتا ہے یعنی طعنہ زنی کرنے والا ہے اور جو لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے عیوب بتاتا پھرتا ہے یعنی غیبت کرنے والا ہے۔

سلجھا ہوا طبقہ:

جو ہر وقت لوگوں کی اچھائیاں اور خوبیاں تلاش کرتے ہیں، خوبیوں ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے بارے خیر کے کلمات کہتے ہیں یہ

لوگ بہت سی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں مثلاً: چغل خوری، بہتان، جھوٹ، غیبت وغیرہ جیسے کبیرہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔

بگڑا ہوا طبقہ:

جو ہر وقت کسی نہ کسی کے عیوب تلاشتا رہتا ہے، اس ٹوہ میں رہتا ہے کہ کب کوئی غلطی کرے اور میں اس کو معاشرے میں رسوا کروں۔ لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے بارے شر اور برائی کے کلمات کہتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے اگر لوگوں میں کوئی عیب نہ بھی ملے تو از خود کوئی غلط اور برائی کی بات اُن کی طرف منسوب کرتا ہے پھر اس کو معاشرے میں پھیلاتا ہے نتیجۃً ایسا انسان الزام تراشی، بہتان طرازی، کذب بیانی جیسے کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو کر خود کو خدائے رحمٰن و رحیم کی رحمت سے دور کر لیتا ہے۔

شہد کی مکھی:

ان لوگوں کی مثال جو لوگوں میں خوبیاں اور اچھائیاں تلاش کرتے ہیں شہد کی مکھی جیسی ہے جو پھولوں کی خوشبو کی متلاشی رہتی ہے ان سے رس چُوستی اور اس سے شہد بناتی ہے جس میں خیر ہی خیر ہے بلکہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہی شہد ہے۔

گندی مکھی:

ان لوگوں کی مثال جو لوگوں کے عیوب تلاش کرتے اور ان کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں گندی مکھی جیسی ہے جو سارے بدن کو چھوڑ کر زخم والی جگہ پر بیٹھتی ہے، گندگی پر بسیرا کرتی ہے اور اس سے بیماریاں جنم لیتی ہیں، وبائیں پھوٹتی ہیں۔

قیامت میں شرمندگی سے حفاظت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ

عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صحیح مسلم، باب بشارة من ستر اللہ تعالیٰ عیبہ فی الدنیا، الرقم:4692

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو چھپائے گا (اسے ذلت و رسوائی سے بچائے گا) تو اللہ کریم روز قیامت اس کے گناہوں کو چھپالیں گے۔

عیب پوشی پر جنت:

عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَى مُؤْمِنٌ مِنْ أَخِيهِ عَوْرَةً فَيَسْتُرُهَا عَلَيْهِ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم:1480

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مومن بھائی کے عیوب کو دیکھ کر چھپالیتا ہے تو اللہ اسے بدلے میں جنت عطا فرمائیں گے۔

عیب گوئی کا انجام:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ۔

سنن ابن ماجہ، باب الستر علی المومن، الرقم:2546

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی دوسرے کی ”عیب پوشی“ کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی ”عیب گوئی“ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔“

قابل مبارک باد:

عَن أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ... طُوبٰى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَن عُيُوْبِ النَّاسِ۔

مسند البزار، الرقم: 6237

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عضباء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا دوران خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قابل مبارک باد ہے وہ شخص جسے اپنا عیب لوگوں کی عیب گیری سے دور رکھے۔

قابلِ رحم حالت:

آج ہمارے معاشرے کی حالت بہت زیادہ قابل رحم ہے، لوگوں کے خفیہ عیوب ٹٹولنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ دوسروں کے عیوب دیکھنے اور ٹٹولنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنے عیوب دیکھیں اور ان کی اصلاح کی فکر کریں جب تک بندہ عیب جوئی اور عیب گوئی کے مرض کا شکار رہتا ہے اس وقت تک اپنی اصلاح نہیں کر پاتا اور جب اپنے عیوب کو دیکھنا شروع کرتا ہے تو اسے دوسروں کے عیوب دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ اللہ کریم ہمیں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 10 اکتوبر، 2019ء

ارہاصات (حصہ اول)

اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ کو برہانی قوت اور معجزات عطا فرمائے بلکہ آپ کی ولادت باسعادت سے بھی پہلے خرق عادت ایسی علامات اور نشانیاں ظاہر فرمائیں جو آپ کی نبوت کے اثبات پر بطور دلیل و برہان کے قائم ہیں ایسی خرق عادت علامات و نشانیوں کو "اِرہاص" کہا جاتا ہے۔ چند ایک کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ وُلِدَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَجَسَ إِيوَانُ كِسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ شُرَّافَةً وَخَمَدَتْ نَارُ فَارِسَ وَلَمْ تَخْمُدْ قَبْلَ ذٰلِكَ بِأَلْفِ عَامٍ وَغَاضَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةَ۔۔ الخ

دلائل النبوۃ للاصبہانی، الرقم:82

ترجمہ: جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اسی رات کسریٰ (شاہ ایران) کے محل میں زلزلہ آیا اور محل پر بنے ہوئے چودہ کِنگرے (گنبد) ٹوٹ کر گر پڑے فارس (ایران کا پرانا نام) کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ یک بیک بجھ گئی۔ بحیرہ ساوہ یکایک خشک ہو گیا۔

ایوان کسریٰ میں زلزلہ:

بنی ساسان کے نوشیروان نے کثیر مال و دولت لگا کر یہ محل تعمیر کرایا اس کی تعمیر پر 23 سال کا عرصہ لگ گیا۔ یہ ایوان دنیا کی مشہور عمارتوں میں سے تھا۔ اس میں

زوردار زلزلہ آیا جس کے جھٹکوں سے محل پر بنے 22 میں سے 14 کنگرے ٹوٹ پڑے جس کی وجہ سے کسریٰ نوشیر وان سخت پریشان ہوا، پہلے پہل تو عزم واستقلال سے کام لیا لیکن مسلسل پریشانی کے باعث دربار لگایا، اراکین سلطنت سے اس عظیم اور غیر معمولی واقعے کی وجہ دریافت کرنا چاہی۔ دربار لگا، اراکین سلطنت جمع ہوئے ابھی نوشیر وان ان سے کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ اسے اطلاع دی گئی کہ ”آج کی شب تمام آتش کدوں کی آگ یکایک بجھ گئی ہے۔“

یہ ابھی اسی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایلیا کے گورنر کا خط اس کو پہنچا جس میں اس نے لکھا کہ ”آج شب بحیرہ ساوہ کا پانی بالکل خشک ہو گیا ہے۔“

اس مجلس میں طبریہ سے خبر آئی کہ ”بحیرہ طبریہ میں پانی کی روانی موقوف ہو گئی ہے۔“ پریشانی کے عالم میں نوشیر وان نے کہا کہ آج شب ایوان میں سخت زلزلہ آیا ہے اور ایوان کے چودہ کنگرے بھی ٹوٹ کر گر پڑے ہیں۔ یہ سن کر موبذان نے کہا کہ آج کی رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔

سلطنت کسریٰ:

اُس وقت دنیا میں دو ہی زبردست طاقتور بادشاہ تھے۔ ایک قیصر (شاہ روم) اور دوسرا کسریٰ (شاہ ایران) کسریٰ کی سلطنت بہت وسیع تھی، خود حجاز کے اکثر حصے کسریٰ ہی کے زیر نگیں تھے۔ یمن کے بڑے بڑے صوبوں میں کسریٰ کے گورنر تعینات تھے اس اعتبار سے تقریباً کل عرب پر کسریٰ کی حکومت تھی۔

کسریٰ کے نام نامہ مبارکہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو کسریٰ شاہ ایران کو بھی دعوت اسلام دی۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر کسریٰ کے پاس پہنچے۔ نامہ

مبارکہ کے الفاظ یہ ملتے ہیں:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِيمِ.

مِنۡ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى كِسۡرَى عَظِيمِ فَارِسَ

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدَى وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَشَهِدَ أَنۡ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَدۡعُوكَ بِدُعَاءِ اللّٰهِ فَإِنِّي أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِأُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الۡقَوۡلُ عَلَى الۡكَافِرِينَ. فَإِنۡ تُسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ وَإِنۡ أَبَيۡتَ فَإِنَّ إِثۡمَ الۡمَجُوسِ عَلَيۡكَ.

اس بدبخت انسان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور طاقت کے نشے میں سرمست ہو کر یہ ہذیان بکنے لگا کہ

يَكۡتُبُ إِلَيَّ بِهَذَا وَهُوَ عَبۡدِي؟

وہ مجھے ایسا خط لکھتے ہیں حالانکہ وہ میرے زیر اثر اور محکوم ہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: مَزَّقَ مُلۡكَهُ. کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

ملخص السیرۃ النبویہ لابن کثیر، باب ذکر بعثہ الی کسریٰ ملک الفُرس

کسریٰ کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہوا؟

ہجرت کے چھٹے سال کسریٰ پرویز ابن ہرمز ابن نوشیروان 38 سال سلطنت کی فرمانروائی کرنے کے بعد اپنے بیٹے اور جانشین کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا شیرویہ بن پرویز تخت نشین سلطنت ہوا لیکن بمشکل آٹھ ماہ بھی حکومت نہ کرنے پایا تھا کہ ہلاک ہو گیا۔

اس کے بعد اردشیر بن شیرویہ جس کی عمر سات برس تھی سریر سلطنت پر متمکن ہوا چونکہ قوت فیصلہ اور انتظامی معاملات کو سنبھالنا اس بچے کے بس کی بات

نہیں تھی اس لیے ایک سردار بہادر جسنس نے بطور نائب السلطنت تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔

دوسری طرف یہ ہوا کہ کسریٰ پرویز نے ایک فوجی جرنیل شہریزار کو سرحد روم پر مامور کیا تھا اسے یہ بات ناگوار گزری اور اس نے اردشیر کو قتل کر دیا اور خود غاصبانہ طور پر سلطنت پر متمکن ہو گیا۔ اسے بھی سلطنت پر چالیس دن ہی گزرے تھے کہ اس کے محافظوں نے اسے قتل کر دیا۔

حالات یہ بن چکے تھے کہ شاہی خاندان میں اب کوئی مرد اس قابل نظر نہیں آرہا تھا جو تاج و تخت کا وارث بن سکے کیونکہ شیرویہ نے اپنے سب بھائیوں اور ممکنہ وارثان سلطنت کو پہلے ہی قتل کر دیا تھا اس لیے کسریٰ پرویز کی بیٹی بوران سلطنت کی مالک بنائی گئی۔ یہ بوران ایک سال چار ماہ حکومت کرنے ہی پائی تھی کہ ایک اور شخص جو کسریٰ پرویز کے دور کے رشتہ داروں میں سے تھا سلطنت پر قابض ہو گیا یہ بھی ایک ماہ سے زیادہ اس سلطنت پر حاکم نہ رہ سکا اور اہل فارس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے بعد کسریٰ پرویز کی دوسری بیٹی ارزمیدخت مالک تاج و نگیں بنائی گئی۔ اپنے حسن و جمال میں بہت مشہور تھی اس لیے خراسان کے گورنر فرخ ہرمز (فارس کا کمانڈر انچیف) نے ارزمیدخت کو پیغام نکاح بھیجا ملکہ نے اسے حیلہ سے بلوا کر قتل کرا ڈالا۔

فرخ ہرمز کا بیٹا رستم اپنے باپ کی عدم موجودگی میں خراسان کا قائم مقام گورنر تھا اسے جب باپ کے قتل کا پتہ چلا تو اس نے ملکہ ارزمیدخت کو اندھا کر کے قتل کر دیا مزید یہ کہ اپنی طرف سے ایک شخص کو سلطنت کسریٰ کا حاکم بنا دیا اور تمام اختیارات اپنے پاس رکھے۔ جس شخص کو رستم نے حاکم بنایا تھا وہ بھی چھ ماہ سے زیادہ نہ چل سکا اور اسے بھی تخت سے اتار کر قتل کر دیا گیا۔ اور یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی بد دعا پوری ہوئی کہ کسریٰ کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ برائے نام بھی کسریٰ پرویز کے خاندان کا کوئی شخص بادشاہ نہ رہا، صرف رستم باقی رہ گیا۔

آتش کدہ ایران بجھ گیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات پر آپ کی ولادت باسعادت سے بھی قبل دوسری دلیل ایران کے آتش کدوں کی آگ کا یکایک بجھ جانا ہے۔ ان آتش کدوں میں ایک مرکزی آتش کدہ تھا جسے ایران کے بادشاہ گستاشپ نے مجوسیت اختیار کرنے کے بعد ہزار سال پہلے قائم کیا تھا۔ مجوسی آگ کی پوجا کرنے والی قوم کو کہتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آگ نفع و نقصان کی مالک ہے یہ دن رات اپنے عبادت خانے جسے آتش کدہ کہا جاتا ہے اس میں آگ روشن کرتے ہیں دن میں خوشبودار لکڑیاں اور رات میں صندل سے ابتداء کرتے ہیں اور پھر عام لکڑیاں اس میں جلاتے ہیں۔ مجوسی لوگ چونکہ آگ ہی کو اپنا خدا مانتے تھے اس لیے وہ اسے اپنے عبادت خانے سے بجھنے نہیں دیتے تھے۔ ایران کے اس آتش کدے میں مسلسل ایک ہزار سال سے آگ جل رہی تھی لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت آیا تو وہ آگ یکایک بجھ گئی، جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اسلام کے مقابلے میں مجوسیت مٹنے والی ہے۔

بحیرہ ساوہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات پر آپ کی ولادت باسعادت سے بھی قبل تیسری دلیل بحیرہ ساوہ نامی جھیل کا یکایک خشک ہو جانا ہے۔ یہ ایران کے شہر ساوہ جو کہ ہمدان کے قریب ہے اس میں ایک مشہور جھیل تھی جو چھ فرسخ لمبی اتنی ہی چوڑی تھی۔ یہ ایران کا سیاحتی مقام تھا لوگ یہاں پر آتے تھے اس لیے اس کے اردگرد گرجا گھر، مجوسیوں کے عبادت خانے (آتش کدے) بنائے گئے تھے تاکہ

سیاحوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی جا سکے۔ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی اسی رات اس جھیل کا پانی یکایک خشک ہو گیا اور ایسا خشک ہوا کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب کی صحیح معنوں میں قدر جاننے کی اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

الخویر، سلطنت عمان

جمعرات، 17 اکتوبر، 2019ء

ارہاصات (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے بعض ایسے واقعات کو ظاہر فرمایا جو آپ کی نبوت کی دلیل ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ پہلے ہوا تھا، اسی سلسلہ میں مزید پیش خدمت ہے۔

موبذان کا خواب:

وَرَأَى الْمُوبَذَانُ إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ كِسْرَى أَفْزَعَهُ مَا رَأَى فَتَصَبَّرَ عَلَيْهِ تَشَجُّعًا ثُمَّ رَأَى لَا يَكْتُمُ ذَلِكَ عَنْ وُزَرَائِهِ وَمَرَازِبَتِهِ فَلَبِسَ تَاجَهُ وَقَعَدَ عَلَى سَرِيرِهِ وَأَرْسَلَ إِلَى الْمُوبَذَانِ فَقَالَ: يَا مُوبَذَانُ إِنَّهُ قَدْ سَقَطَ مِنْ إِيوَانِي أَرْبَعَ عَشْرَةَ شُرَّافَةً وَخَمَدَتْ نَارُ فَارِسَ وَلَمْ تَخْمَدْ قَبْلَ ذَلِكَ بِأَلْفِ عَامٍ فَقَالَ وَأَنَا أَيُّهَا الْمَلِكُ قَدْ رَأَيْتُ كَأَنَّ إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا حَتَّى عَبَرَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِ فَارِسَ قَالَ: فَمَا تَرَى ذَلِكَ يَا مُوبَذَانُ؟ قَالَ: وَكَانَ رَأْسَهُمْ فِي الْعِلْمِ فَقَالَ: حَدَثٌ يَكُونُ مِنْ قِبَلِ الْعَرَبِ فَكَتَبَ حِينَئِذٍ كِسْرَى: مِنْ كِسْرَى مَلِكِ الْمُلُوكِ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ ابْعَثْ إِلَيَّ رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ يُخْبِرُنِي بِمَا أَسْأَلُهُ عَنْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عَبْدَ الْمَسِيحِ بْنَ حَيَّانَ بْنِ نُفَيْلَةَ فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ الْمَسِيحِ! هَلْ لَكَ عِلْمٌ بِمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ؟ فَقَالَ: يَسْأَلُنِي الْمَلِكُ فَإِنْ كَانَ عِنْدِي مِنْهُ عِلْمٌ أَعْلَمْتُهُ وَإِلَّا أَعْلَمْتُهُ بِمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُهُ فَأَخْبَرَهُ بِهِ الْمَلِكُ فَقَالَ عِلْمُهُ عِنْدَ خَالٍ لِي يَسْكُنُ فِي

مَشَارِفِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ سَطِيحٌ قَالَ: فَاذْهَبْ إِلَيْهِ وَاسْأَلْهُ وأَخْبِرْنِي بِمَا يُخْبِرُكَ بِهِ فَخَرَجَ عَبْدُ الْمَسِيحِ حَتَّى قَدِمَ عَلَى سَطِيحٍ وَهُوَ مُشْرِفٌ عَلَى الْمَوْتِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَحَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْمَلِكِ، فَلَمْ يُجِبْهُ سَطِيحٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ: أَصَمُّ أَمْ يَسْمَعُ غِطْرِيفُ الْيَمَنْ۔ قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: عَبْدُ الْمَسِيحِ يَهْوِي إِلَى سَطِيحٍ وَقَدْ أَوْفَى عَلَى الضَّرِيحِ بَعَثَكَ مَلِكُ بَنِي سَاسَانَ لِارْتِجَاسِ الْإِيوَانِ وَخُمُودِ النِّيرَانِ وَرُؤْيَا الْمُوبَذَانِ رَأَى إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِ فَارِسَ۔ يَا عَبْدَ الْمَسِيحِ إِذَا ظَهَرَتِ التِّلَاوَةُ وَغَارَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةُ وخَرَجَ صَاحِبُ الْهَرَاوَةُ وَفَاضَ وَادِي السَّمَاوَةِ فَلَيْسَتِ الشَّامُ لِسَطِيحٍ بِشَامٍ يَمْلِكُ مِنْهُمْ مُلُوكٌ وَمَلِكَاتٌ عَلَى عَدَدِ الشُّرَّافَاتِ وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ آتٍ: ثُمَّ مَاتَ سَطِيحٌ وَقَامَ عَبْدُ الْمَسِيحِ فَرَجَعَ إِلَى كِسْرَى فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: إِلَى أَنْ يَمْلِكَ مِنَّا أَرْبَعَةَ عَشَرَ مَلِكًا يَكُونُ أُمُورٌ وَأُمُورٌ قَالَ: فَمَلَكَ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ فِي أَرْبَعِ سِنِينَ وَمَلَكَ الْبَاقُونَ بَعْدَهُ

دلائل النبوۃ للاصبہانی، فصل فی ذکر حمل امہ، الرقم:82

ترجمہ: اس رات آتش کدے کے نگران موبذان نے خواب دیکھا کہ عربی اونٹ اور گھوڑے دریائے دجلہ کو عبور کر کے عجم کے شہروں میں پھیل چکے ہیں۔ بادشاہ کسریٰ نوشیروان نے موبذان سے پوچھا کہ تجھے اپنے خواب کی تعبیر کیا سمجھ آتی ہے؟ موبذان نے کہا کہ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کوئی بڑا واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ ساتھ ہی یہ کہا کہ آپ حیرہ کے کسی عالم سے اس کے بارے میں دریافت کر لیں چنانچہ نوشیروان کے حکم پر نعمان بن المنذر نے عبد المسیح غسانی کو بھیجا۔

عجیب الخلقت بوڑھا:

عبد المسیح کی عمر اس وقت لگ بھگ 150 برس ہو گی اس کے سامنے خواب

اور حیران کن واقعات بیان کیے گئے تو اس نے کہا کہ شام کے شہر جابیہ میں میرا ماموں سطیح رہتا ہے اس سے معلوم کرنا پڑے گا سطیح کی عمر اس وقت 300 برس کے قریب تھی اس کے بدن میں سوائے کھوپڑی کے کوئی ہڈی نہیں تھی اس وجہ سے وہ بیٹھ نہیں سکتا تھا ہاں جب اسے غصہ آتا تو اس کا بدن پھول جاتا جس کی وجہ سے وہ کچھ لمحے کے لیے بیٹھ پاتا۔ اس کا چہرہ سینے میں تھا، گردن بالکل نہ تھی، جب اس سے کچھ پوچھنا ہوتا تو اسے زور زور سے ہلاتے جس کی وجہ سے اس کا سانس پھول جاتا اور وہ جواب دینے کے قابل ہوتا۔

عبدالمسیح چند لوگوں کے ہمراہ اپنے ماموں سطیح کے پاس پہنچا اور بلند آواز میں کہا یمن کا سردار سنتا ہے یا بہرہ ہو گیا ہے؟ سطیح نے جواب دیا کہ اے عبدالمسیح! تم میرے پاس ایسے وقت میں آئے ہو جب میں قبر کے قریب ہو چکا ہوں۔ شاہ فارس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے کہ تم مجھ سے یہ معلوم کر سکو کہ آتش کدے کیوں بجھ گئے؟ 14 کنگرے کیوں گر پڑے؟ موبذان کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اے عبدالمسیح! جب کلام اللہ کی تلاوت بکثرت ہونے لگے، نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) اعلان نبوت فرما دیں، بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو جائے، فارس کے آتش کدے بجھ جائیں تو سمجھ لینا کہ بابل اہل فارس کی جائے قیام نہیں رہا اور نہ ہی شام سطیح کا ملک رہا۔ 14 کنگرے گرنے کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ فارس کے کل 14 بادشاہ ہوں گے یہ کہنا تھا کہ سطیح کا دم ہَوا ہُوا۔

3164 سالہ سلطنت کا خاتمہ:

عبدالمسیح وہاں سے فوراً واپس ایران آیا۔ کسریٰ نوشیروان کو سارا ماجرا سنایا اس نے تعجب سے کہا ”14 بادشاہوں کے لیے تو لمبا زمانہ درکار ہے۔“

لیکن اسے یہ خبر نہ تھی کہ خدائی وعدہ بہت جلد پورا ہونے جا رہا ہے 4 سال

کی مختصر مدت میں 10 بادشاہ (جن میں سے بعض قتل ہو گئے اور بعض معزول کر دیے گئے) ختم ہو گئے۔ باقی 4 بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائے زمانہ خلافت تک ختم ہو گئے۔ آخری بادشاہ یزدجرد پہلے لوگوں کے گھروں میں چھپا رہا اور آخر کار قتل ہوا، یوں 3164 سالہ سلطنت کا خاتمہ ہوا۔

دعا، بشارت اور خواب:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ الْفَزَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ بِخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ ذَلِكَ: دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسٰى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ

صحیح ابن حبان، ذکر کتبۃ اللہ، الرقم: 6404

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ الفزاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ رب العزت کے ہاں میں اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ سیدنا آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ مزید فرمایا کہ میں تمہیں اپنے بارے مزید باخبر کیے دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ (جدامجد) حضرت ابراہیم کی دعا (کا ثمرہ) ہوں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت کا نتیجہ ہوں اور اپنی والدہ کے اس خواب کی حقیقی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایک عظیم الشان روشنی نکلی جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔

نوٹ: حدیث مبارک کے ابتدائی حصے کی تشریح ان شاء اللہ کبھی تفصیلاً لکھوں گا جس سے عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ بشریت انبیاء علیہم السلام کا اثبات اور اہل بدعت کے شبہات کا جواب مل جائے گا۔

دعائے ابراہیمی کا مطلب:

مذکورہ بالا حدیث مبارک میں ہے کہ میں اپنے باپ (جد امجد) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ ہوں۔ حدیث کے الفاظ درحقیقت اس واقعے کی طرف اشارہ کر رہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ملتا ہے اور حدیث مبارک میں بھی۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت دعا مانگی کہ اے اللہ ! اس وادی بے آب و گیاہ مکہ مکرمہ کو روئے زمین پر پُرامن خطہ بنا، دنیا بھر کے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل فرما اور ان لوگوں کو پاکیزہ رزق عطا فرما۔ مزید بھی چند دعائیں مانگیں، اس کے بعد بطور خاص بیت اللہ کو بسانے کے لیے یوں دعا مانگی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 129

ترجمہ: اے وہ ذات جو ہماری ضرورت کے مطابق ہماری ضروریات کو پورا فرمانے والے ہیں مکہ والوں کی نسل سے اسی شہر میں ایک ایسا رسول بھیج جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے باطن کو خوب پاک کرے۔ یقیناً تیری ہی ذات اقتدار کے اعتبار سے بھی کامل ہے اور حکمت کے اعتبار سے بھی کامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول فرما کر نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ ہی وہ رسول بن کر تشریف لائے جن کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے۔ یہ ہے دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ کا مطلب۔

حضرت ابراہیم کی مخصوص شان:

اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات و واقعات، مرتبہ و مقامات اور ان کے کمالات و معجزات کو دیکھا جائے تو ہر نبی کے اپنے جداگانہ امتیازات نظر آتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں حق تعالیٰ جل شانہ کی صفت قدوس و سلام ظہور فرما ہے مطلب یہ ہے کہ آفات ظاہر و باطن اور عیوب و نقائص سے پاک رہنا ہے۔

آپ کی ذات گرامی میں تقدس و سلامتی کا یہ عالم ہے کہ باطنی طور پر تو آپ عیب و شر اور آفت و مصیبت سے پاک تھے ہی ظاہری اعتبار سے بھی کوئی آفت آپ کے وجود مبارک تک آنا چاہے، تو نہیں آسکتی۔ آجائے تو باقی نہیں رہ سکتی اور اگر باقی رہ جائے تو اس سے ہزارہا برکات جنم لیتی ہیں جس سے ذات اقدس کے حق میں آفت کا کوئی معمولی شائبہ کارگر نہیں ہوتا یعنی بجائے اس کے کہ وہ آفت ذات اقدس پر غالب ہو اسے آپ کے وجود کی برکات مغلوب کر دیتی ہیں۔

سراپا سلامتی:

آتش نمرود میں آپ کو ڈالا جاتا ہے تو آگ کی آفت آپ کے وجود مبارک کے قریب پہنچ کر بھی ضرر و نقصان نہیں دیتی بلکہ یہی آتشیں آفت آپ کے حق میں سراپا سلامتی بن جاتی ہے۔

صفا و مروہ اور زمزم:

مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں اپنی بیوی اور نوزائیدہ بیٹے کو تنہا چھوڑ کر آنے کا حکم ملتا ہے۔ مصیبت کی شدت آزمائش کے دورانیے کو مزید طول دیتی ہے لیکن باوجود اس کے یہی مصیبت شرعی و تکوینی انعامات کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ حضرت ہاجرہ کی مضطرب ممتا پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر دوڑتی ہے تو قیامت تک کے لیے

سعی بین الصفا والمروہ حکمِ خداوندی کا روپ دھار لیتی ہے۔ بے مونس میدان میں آپ کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی تشنہ لبی زمزم جیسے بابرکت پانی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حکمِ قربانی:

یہی بیٹا جب عمرِ عزیز کی ابھی کچھ بہاریں ہی دیکھ پاتا ہے کہ اسی کو اللہ کے نام پر ذبح کر دینے کا حکم خداوندی نازل ہو جاتا ہے۔ پدرانہ شفقت سے واقفِ حال لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ اپنی جان قربان کر دینے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ آپ چھری ہاتھ میں لیے اپنے جگر کے ٹکڑے کو زمین پر لٹا دیتے ہیں اور اس کی نرم گردن پر اپنے پورے زور سے چھری چلا دیتے ہیں اسے دیکھ کر قدرت مسکرا پڑتی ہے اور آپ کے سچا ہونے کو دنیا پر آشکارا فرما کر حضرت اسماعیل کی جگہ جنتی مینڈھا آپ کے ہاتھوں ذبح کرا دیتی ہے۔ بارگاہ خداوندی میں اس عمل میں اخلاص کا یہ عالم کہ اللہ اسے قیامت تک "حکم قربانی" میں تبدیل فرما دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو "سنۃ ابیکم ابراھیم "کا نام دیتے ہیں۔

بشارتِ عیسیٰ کا مطلب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور خوشخبری کا نتیجہ ہوں۔ حدیث کے الفاظ درحقیقت قرآن کریم میں مذکور واقعے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقاً لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔

سورۃ الصف، رقم الآیۃ: 6

ترجمہ: اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ رب العزت کا ایسا رسول بن کر آیا ہوں کہ اپنے سے پہلی نازل شدہ

کتاب یعنی توارت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے رسول (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری کی خوشخبری دیتا ہوں جن کا ایک نام احمد (بھی) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کو پورا فرمایا اور اس کے حقیقی مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ ہی وہ رسول بن کر تشریف لائے جس کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت میں موجود ہے۔ یہ ہے بِشَارَۃُ عِیسٰی کا مطلب۔

حضرت عیسیٰ کی مخصوص شان:

ابھی یہ بات عرض کی ہے کہ ہر نبی کی جداگانہ شان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اللہ رب العزت کی شان مصوری اور صفت احیاء جلوہ گر ہے۔ پرندوں کی ہیئت بنانا اور باذن اللہ ان کو ہوا میں اڑانا، قبروں میں مدفون مُردوں کو ان کے نام سے پکار کر قبر سے زندہ اٹھانا، زندگی سے مایوس مریضوں پر دست مسیحائی پھیرنا اور انہیں بھلا چنگا کر دینا، پیدائشی اندھوں پر نظر مسیحائی کرنا اور انہیں ”بینا“ کر دینا، برص کے مرض سے جِلدی امراض کے شکار افراد پر دست شفا لگانا اور انہیں صحت یاب کر دینا۔

غور فرمایئے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندوں کی مصوری کی اور ان کو حیات مل گئی۔ کہیں بنی ہوئی صورتوں میں حیات آفرینی کا منظر دیکھنے کو ملتا ہے اور کہیں صورتوں کے بگاڑ کو تزئین زیبائی عطا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بدعقیدگی کا ازالہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے جتنی باتیں ذکر کی گئی ہیں ان کا تعلق معجزات سے ہے اور معجزہ اسے کہتے ہیں کہ جس میں اختیار اللہ کا ہوتا ہے اور وہ نبی سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ اس سے یہ سمجھا جائے کہ العیاذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

خدائی اختیارات رکھتے ہیں۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ بعض بدعقیدہ لوگ اس سے انبیاء کو خدائی اختیارات کا حامل سمجھ بیٹھتے ہیں۔

حضرت آمنہ کا خواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایک عظیم الشان روشنی نکلی جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے (روشن ہو کر نظر آنے لگے)۔

فائدہ: ہم نے نور کا ترجمہ "روشنی" کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض روایات میں نور کی جگہ چراغ جبکہ بعض دیگر روایات میں شہاب (آگ کی چمک یا ستارہ) کے الفاظ ملتے ہیں۔ اس لیے نور کا لفظ دیکھ کر یہ عقیدہ نہیں بنا لینا چاہیے کہ نبی کا مادۂ تخلیق "نور" ہے مٹی نہیں۔

شام بابرکت ملک ہے:

اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے شام ہی کی طرف ہجرت فرمائی۔

سفر معراج میں آپ کو پہلے مکہ مکرمہ سے شام یعنی مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی اور مسجد اقصیٰ کے بارے میں قرآن کریم میں ہے کہ اس کے اردگرد اللہ نے برکتیں پھیلا رکھی ہیں۔

شام وہ ملک ہے جہاں کل چالیس میں سے تیس ابدال بیک وقت اسی میں رہتے ہیں اس لیے اس میں انوار و برکات زیادہ ہوتے ہیں۔

ایک حدیث مبارک میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے قریبی زمانے میں شام کی طرف ہجرت کرنے کی ترغیب ذکر کی ہے۔

قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بھی ملک شام ہی

میں ہو گا آپ شام کے علاقے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر نازل ہوں گے۔

ملک شام نظر آنے کی حکمتیں:

اس سلسلے میں بعض اور روایات دیکھی جائیں تو ان میں ملک شام کے شہر ”بُصریٰ“ کا ذکر ملتا ہے۔ یہ ملک شام کا وہ پہلا شہر ہے جو سب سے فتح ہوا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یہاں اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔ اسی علاقے میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔

جبکہ بعض روایات میں دو مرتبہ شام کی طرف روشنی کے نکل کا تذکرہ بھی ملتا ہے جس کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ دوبار شام کی طرف سفر کرنا تھا اس لیے دو مرتبہ اس طرف روشنی دکھلائی گئی۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ گئے جبکہ دوسری مرتبہ حضرت خدیجہ کا سامان تجارت لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 24 اکتوبر، 2019ء

تلاوت آیات اور تزکیہ نفس

اللہ تعالیٰ نے اس امت پر سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ اس میں اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔ ایک ایسے وقت میں کہ جب ہر طرف سے جہالت کی تاریکیاں، ظلم کی آندھیاں اور بے حیائی کی طوفان خیزیاں انسان کو چاروں اطراف سے اپنے شکنجے میں کَس چکی تھیں بلکہ سادہ سے الفاظ میں آپ اسے یوں کہہ لیں کہ انسان اپنے خالق اور مالک سے دور ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مبعوث فرمایا اور ساتھ ہی اس بعثت کے مقاصد کو بھی قرآن کریم میں تین مقامات پر جامعیت کے ساتھ ذکر فرما دیا۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولًا مِنۡهُمۡ يَتۡلُو عَلَيۡهِمۡ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيهِمۡ إِنَّكَ أَنۡتَ الۡعَزِيزُ الۡحَكِيمُ

سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ: 129

ترجمہ: اے وہ ذات جو ہماری ضرورت کے مطابق ہماری ضروریات کو پورا فرمانے والے ہیں مکہ والوں کی نسل سے اسی شہر میں ایک ایسا رسول بھیج جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے باطن کو خوب پاک کرے۔ یقیناً تیری ہی ذات اقتدار کے اعتبار سے بھی کامل ہے اور حکمت کے اعتبار سے بھی کامل ہے۔

یہ دعائے ابراہیمی ہے، اللہ کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل

مبارک پر یہ دعا القاء فرمائی جس میں بعثت نبوت کے تمام مقاصد مذکور ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُبِیْنٍ۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ:164

ترجمہ: یقیناً ہم نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات (قرآن کریم) کی تلاوت کرے، ان کی نیتوں میں اخلاص اور اخلاق میں پاکیزگی کے فرائض انجام دے، انہیں کتاب (قرآن کریم) اور حکمت سکھلائے۔ یقیناً اس احسان عظیم سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ

سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ:2

ترجمہ: وہ (اللہ) وہی ذات ہے جس نے اَن پڑھوں میں عظیم الشان رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، انہیں روحانی بالیدگی عطا کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھلاتا ہے اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں بھٹک رہے تھے۔

پہلا مقصد؛ تلاوتِ آیات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا پہلا مقصد قرآن کریم کی تلاوت ہے یعنی مراد خداوندی کو اپنی زبان مبارک سے ادا فرماتے ہیں جس میں اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ ملتا ہے کہ شرعی معاملات میں نبی اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتا

بلکہ خدائے لم یزل کا پیغام سناتا ہے۔

مکاتبِ قرآنیہ کا قیام:

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا نبوت کے مقاصد میں سے ہے تو مقصد نبوت کی حفاظت کرنا خود مقصود کہلائے گا اس مقصد کے لیے مکاتب قرآنیہ کے قیام کا ثبوت ملتا ہے جہاں الفاظ قرآن کی ادائیگی کا صحیح طریقہ سیکھا اور سکھایا جاتا ہے، ناظرہ، حفظ، تجوید اور قراءت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایسے مراکز و مکاتب کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنا اہل اسلام پر ضروری ہے تاکہ مقصد نبوت کی حفاظت اور بقاء ماند نہ پڑے۔

مکاتب سے تعاون:

تعاون کا مطلب محض مالی وسائل کی فراہمی تک محدود نہیں جیسا کہ عام طور پر اس کو سمجھ لیا گیا ہے بلکہ تعاون کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ ایسے مکاتب و مراکز میں خود قرآن کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے، اپنی اولادوں کو اس میں بھیجنا چاہیے تاکہ وہ بھی قرآن کریم کو صحیح طور پر پڑھ کر مقصد نبوت کی آبیاری کر سکیں۔ باقی رہا انتظامی طور پر اس کے لیے مالی وسائل مہیا کرنا تو اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر یہ کام چھوڑ دیا گیا تو اس حوالے سے امت اجتماعی فوائد سے محروم ہو جائے گی۔

دوسرا مقصد؛ تزکیۂ نفس:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا دوسرا بڑا مقصد نیتوں میں اخلاص اور اخلاق میں پاکیزگی کے فرائض انجام دینا ہے یعنی باطن کو ہر طرح کے عیوب سے پاک کرنا ہے۔ یعنی امت کے قلوب میں سے غیر اللہ کی محبت اور غیر اللہ کا خوف ختم کرنا اور اللہ وحدہ لاشریک کی محبت اور اللہ ذوالجلال کا خوف پیدا کرنا ان کے قلب و روح سے

بری خصلتیں ختم کرنا ساتھ ہی ساتھ نیک اوصاف اور عمدہ اخلاق پیدا کرنا کیونکہ جب تک دل غیر اللہ اور گندے اوصاف کی آلائشوں سے پاک نہیں ہوتے اس وقت تک اس میں محبت الٰہیہ، معرفت خداوندی، رضائے باری عز و جل، اطاعت رسول، عقیدت نبوت اور عمدہ اوصاف و اعلیٰ اخلاق کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔

خانقاہوں کا قیام:

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ تزکیہ نفس کرنا نبوت کے مقاصد میں سے ہے تو مقصد نبوت کی حفاظت کرنا خود مقصود کہلائے گا اس مقصد کے لیے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت ملتا ہے۔ جہاں نیتوں میں اخلاص (یعنی محض اللہ رب العزت ہی کو راضی کرنے کی غرض سے کام کرنا) اور اخلاق و احوال اور اعمال میں پاکیزگی اور روحانی بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ اس لیے اہل حق کی خانقاہوں میں ظاہری و باطنی اصلاح کے لیے جانا منشاء نبوت میں داخل ہے۔

خانقاہوں کا وجود کب سے ہے؟:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ قرآن کریم کی سورۃ نور رقم الآیۃ: 36 فی بیوت اذن اللہ کے تحت فرماتے ہیں: یہ آیت ذکر اللہ کے لیے بنائی گئی خانقاہوں کی فضیلت اور ذکر و مراقبہ کے جس مقصد کے لیے یہ خانقاہیں بنائی گئی ہیں ان کے پورا کرنے کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اسی آیت کے تحت تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ہیں: روشنی مسجدوں اور خانقاہوں سے ملتی ہے جہاں صبح و شام اللہ کا ذکر ہوتا ہے... ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن پاک اور دیگر اذکار سب داخل ہیں ان گھروں سے مراد مسجدیں اور خانقاہیں مراد ہیں۔

جعلی خانقاہوں سے بچیں:

آج بہت سے جعلی پیروں نے خانقاہوں کے نام سے جہالت اور فحاشی کے اڈے کھول رکھے ہیں۔ اصلی پیر کی پہچان کا سب سے آسان طریقہ وہ ہے جو حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا ہے: اگر تم کو بھی حرم کا کوئی کبوتر مل جائے جس کا جسم یہاں رہتا ہو اور دل کعبہ میں رہتا ہو جو سراپا سنت و شریعت کا پابند ہو کوئی اللہ والا ایسا مل جائے تو اس سے چمٹ جاؤ۔

ملفوظ تھانوی کا آسان مفہوم:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بات کا آسان کا مفہوم یہ ہے کہ اصلی پیر وہ ہے جس کے عقائد اھل السنۃ والجماعۃ والے ہوں اور اعمال بھی اھل السنۃ والجماعۃ جیسے ہوں مزید یہ کہ وہ کسی اللہ والے کی صحبت میں وقت گزار کر اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کر چکا ہو اپنی خواہشات نفس پر شرعی احکام کو غالب رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ مقاصد نبوت کو سمجھنے اور ان سے رہنمائی لینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 31 اکتوبر، 2019ء

تعلیم کتاب و حکمت

اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سب سے قیمتی اور انمول خزانہ اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود ہے۔ اس امت کی خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ اللہ کریم نے اسے اپنا محب اور محبوب عطا فرمایا اور اس بلند مرتبہ ذات کے فیوضات وبرکات کو وقت کی قیودات سے بالاتر قرار دیتے ہوئے ہمیشہ کے لیے عام تام فرما دیا۔

برکت، ہدایت اور نجات:

گویا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جہاں ہمارے لیے برکت کا باعث ہے وہاں پر ہماری ہدایت کا ذریعہ بھی ہے اور نجات کا سامان بھی۔

تیسرا مقصد؛ تعلیم کتاب:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ: 164

ترجمہ: یقیناً ہم نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات (قرآن کریم) کی تلاوت کرے، ان کی نیتوں میں اخلاص اور اخلاق میں پاکیزگی کے فرائض انجام دے، انہیں کتاب

(قرآن کریم) اور حکمت سکھلائے۔ یقیناً اس احسان عظیم سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

قرآن سیکھنے سکھانے والے:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں یہ بات بھی ذکر فرمائی ہے کہ میرا پیغمبر تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم دے گا۔ اس لیے پوری دنیا میں بسنے والا وہ طبقہ جو قرآن کریم کے سیکھنے سکھانے میں مصروف عمل ہے وہ انتہائی خوش قسمت ہے کہ انہوں نے مقصدِ بعثت نبوت کو ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے اور ایسا عظیم الشان مقام ہے کہ اس مقام پر سب سے اوپر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اخلاص کی بدولت درجہ بدرجہ اس امت کے خوش قسمت انسان ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

صحیح البخاری، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ، الرقم: 5027

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں زیادہ بہتر شخص وہ ہے جو خود قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

امت کا بہترین طبقہ:

قرآن سیکھنے سکھانے والوں کو تو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کا بہترین طبقہ قرار دے رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسی لشکر کے سالار کے طور پر سب سے آگے آگے ہیں۔ جسے یہ یقین حاصل ہو جائے کہ میں نبی کے نقش قدم پر چل رہا ہوں اللہ کے نازل کردہ کلام کو سیکھ اور سکھا رہا ہوں بلکہ مخلوق کو خالق کا پیغام یاد کرا رہا ہوں بھلا ایسے شخص کو دنیاداروں کے طعن کے نشتر

کہاں تکلیف دیتے ہیں؟ بلکہ ان کے سہنے میں تو قدرت نے مزہ رکھا ہے۔

چوتھا مقصد؛ تعلیم حکمت:

مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے والحکمۃ کی پانچ تفسیریں نقل کی ہیں۔

پہلی تفسیر:

حقائق الکتاب ودقائقه۔ حکمت کی پہلی تفسیر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کے حقائق و معارف اور اسرار و حکمتوں کو سکھلائیں گے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

صحیح مسلم، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہو) تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے اونٹ کی ایک سیاہ اور دوسری سفید رسی اپنے تکیے کے نیچے رکھی تاکہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کرلوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ (یعنی اے میرے صحابی آپ نے سمجھا نہیں، قرآن کا مطلب سیاہ اور سفید ڈورے سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے)

دوسری تفسیر:

طریق السنة۔ حکمت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی سنت ہے۔

فہم کتاب اللہ اور سنت:

جتنی کتاب اللہ کو سمجھنے کے لیے سنت کی ضرورت پڑتی ہے اتنی سنت کو سمجھنے کے لیے کتاب کی ضرورت نہیں پڑتی۔

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ اَلْكِتَابُ أَحْوَجُ إِلَى السُّنَّةِ مِنَ السُّنَّةِ إِلَى الْكِتَابِ.

جامع بیان العلم وفضلہ، باب موضع السنۃ من الکتاب وبیانہا، 2351

ترجمہ: امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب (قرآن کریم) کے مفہوم اور مراد کی وضاحت کے لیے سنت کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے جبکہ سنت کے مفہوم کو سمجھنے اور سنت کی مراد تک رسائی کے لیے کتاب کی اتنی ضرورت پیش نہیں آتی۔

وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ.

سورۃ النحل، رقم الآیۃ:44

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں۔

شبہات دور کرنے کا ذریعہ:

بعض لوگ قرآن کریم کی آیات پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ وہ طبقہ جو خود کو "اہل قرآن" کہتا ہے اور قرآن کریم کی وضاحت کرنے والی چیز "سنت رسول" کا انکار کرتا ہے۔ یا اسی طرح وہ لوگ جو دین اسلام کی بنیادیں ہلانے کی کوشش میں سرگرم ہیں ان کا سارا زور اسی بات پر ہے کہ پہلے لوگوں کو صرف اور صرف قرآن تک لے آؤ جب لوگ صرف قرآن تک محدود ہو جائیں اور سنت رسول سے ہاتھ دھو بیٹھیں اب ان کو قرآن سے بھی دور کرنے کے لیے کچھ شبہات ذکر کر دو نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ دین اسلام سے ہی پھر جائیں گے۔

عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَيَأْتِي قَوْمٌ يُجَادِلُوْنَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

جامع بیان العلم وفضلہ، باب ذکر من ذم الاکثار من الحدیث، 1927

ترجمہ: حضرت بکیر بن اشج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کچھ عرصہ بعد ایک ایسی قوم بھی آنے والی ہے جو قرآنی شبہات (جو انہوں نے از خود پیدا کیے ہوں گے) کے ساتھ تم سے اصولی اور علمی بحث و مباحثہ کے بجائے جاہلانہ طرز اور بے اصولے پن سے جھگڑا کریں گے تو ایسے موقع پر تم سنتوں کے ذریعہ ان کی گرفت کرو۔ اس لیے کہ سنت کو جاننے اور ماننے والا ہی کتاب اللہ کی مراد کو صحیح سمجھنے کے لائق ہے۔

امام ابو حنیفہ کی سخت ڈانٹ:

فَكَانَ الِامَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَقُوْلُ اِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ فِيْ دِيْنِ اللهِ تَعَالَى بِالرَّأْيِ عَلَيْكُم بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ وَدَخَلَ عَلَيْهِ مَرَّةً رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ وَالْحَدِيْثُ يُقْرَأُ عِنْدَه فَقَالَ الرَّجُلُ دَعُوْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيث فَزَجَرَه أَبُوْحَنِيْفَةَ أَشَدَّ الزَّجْرِ وَقَالَ لَهُ لَوْلَا السُّنَّةُ مَا فَهِمَ اَحَدٌ مِّنَّا الْقُرَانَ۔

المستخرج علی المستدرک، فصل طالب العلم

ترجمہ: امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دین میں (غیر اجتہادی) رائے مت دو بلکہ سنت ہی کی پیروی کرو اس لیے کہ جو شخص اتباع سنت نہیں کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ ایک مرتبہ آپ حدیث مبارک کا درس دے رہے تھے کہ اسی دوران ایک کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: ہمارے سامنے یہ حدیثیں بیان نہ کرو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کی یہ بات سنی تو اسے خوب ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ

اگر سنت نہ ہوتی تو ہم سے کوئی شخص بھی قرآن کریم کو نہ سمجھ سکتا۔

امام شافعی کی اصولی بات:

جَمِيعُ مَا تَقُولُهُ الْأَئِمَّةُ شَرْحٌ لِلسُّنَّةِ وَجَمِيعُ السُّنَّةِ شَرْحٌ لِلْقُرْآنِ۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

ترجمہ: دین کی ہر ایسی بات جو ائمہ کرام (اپنے اجتہاد سے) فرماتے ہیں وہ سنت ہی کی ایک تشریح ہوتی ہے اور خود سنت قرآن کریم کی تشریح کا نام ہے۔

تیسری تفسیر:

الفقه فی الدین۔ حکمت کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد فقہ ہے۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی دولت فہم ہے اور پھر جب فہم بھی دین کا ہو تو اس کا درجہ کہیں زیادہ ہو جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں کیونکہ فقہ بھی مقصد بعثت نبوت میں شامل ہے۔

فقہ اور فقہاء کی عظمت:

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ بات ارشاد فرمائی گئی کہ چند لوگوں کی ایک جماعت تم میں ایسی ہونی چاہیے جو دین کی فقہ میں مصروف عمل رہے۔ تاکہ باقی لوگوں کو دینی احکامات سے صحیح طور پر آگاہ کر سکے۔ مزید یہ کہ قرآن کریم ہی میں اولی الامر جس کا ایک معنیٰ فقہاء کا کیا گیا ہے ان کی اطاعت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بکثرت ایسی روایات موجود ہیں جن سے فقہاء کی عظمت بیان کی گئی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ فقہاء کی عظمت کی وجہ یہی فقہ ہے۔

چوتھی تفسیر:

ماتُکمَّلُ به النفوس۔ حکمت کی چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ

علوم ہیں جن کی وجہ سے انسانوں کے نفس اللہ والے بن جائیں۔ انسانوں کے نفس کب اللہ والے بنیں گے جب اللہ کے احکام کو عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے تا کہ اللہ کی معرفت اور پہچان حاصل ہو اور جس وقت معرفت مل جاتی ہے تو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اسی محبت کا اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے رب کا فرمان بردار بن جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ احکام دین کو سلیقہ مندی سے بیان کرنا یہ حکمت ہے پھر اللہ کے رسول سے بڑھ کر بھلا کون سلیقہ مند ہو سکتا ہے۔

موقع شناسی اور سلیقہ مندی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

صحیح مسلم، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات، الرقم: 429

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں موجود تھے ایک دیہاتی شخص آیا اور وہ مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے روکا کہ ایسا مت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مت روکو بلکہ اپنی حالت پر چھوڑ دو صحابہ کرام نے اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا وہ پیشاب کر کے فارغ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی پھیلانے کی جگہیں نہیں ہیں بلکہ یہ تو اس لیے ہیں کہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے، نمازیں ادا کی جائیں اور قرآن کریم کی

تلاوت کی جائے۔

پانچویں تفسیر:

وضع الشئی فی محالھا۔ حکمت کی پانچویں تفسیر یہ ہے کہ ہر چیز کے بارے میں اس کی اہمیت اور حیثیت کے مطابق معاملہ کرو۔ انسان اپنے پورے بدن کے ایک ایک جزو کو وہاں استعمال کرے جہاں استعمال کرنے کی شرعا اجازت ہے اور جو چیزیں شرعا حرام ہیں اس جگہ استعمال کیا گیا تو یہ درست نہیں، حکمت کے خلاف ہے۔ بلکہ ظلم میں شامل ہے کیونکہ اہل علم نے ظلم کی تعریف یہی کی ہے: وضع الشئی فی غیر محلہ مثلاً: زبان کو تلاوت، ذکر، درود، نعت، اور باہمی خوش کلامی میں حسن آداب کے ساتھ استعمال کرنا حکمت ہے جبکہ اسی زبان کو گالی، غیبت، چغلی، بہتان اور دیگر گناہوں میں استعمال کرنا ظلم ہے۔ اسی طرح دیگر تمام امور ہیں اگر ان کو شریعت کے مطابق بجالایا جائے تو حکمت اور اگر شریعت سے ہٹ کر کیا جائے تو ظلم بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مقاصد نبوت کو سمجھنے اور ان سے رہنمائی لینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام
محمد الیاس گھمن
خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 7 نومبر، 2019ء

تین نجات دینے والی چیزیں

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شایانِ شان جزا عطا فرمائے جنہوں نے ہمارے لیے کامیابیوں کے راستے روشن کیے اور ہمیں ناکامیوں کے اندھیروں سے بچایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ: فَتَقْوَى اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسُّخْطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتِ: فَهَوًى مُتَّبِعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ

شعب الایمان للبیهقی، فصل فی الطبع علی القلب، الرقم: 6865

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں: ہر حال (خلوت و جلوت) میں اللہ سے ڈرنا خواہ اکیلے ہوں یا لوگوں کے ساتھ، ہر حال (خوشی و غمی) میں حق اور سچ بات کہنا، ہر حال (فراخ دستی و تنگ دستی) میں میانہ روی اختیار کرنا خواہ مال و دولت زیادہ ہو یا کم ہو۔ اسی طرح ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں: نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا، لالچ و طمع کے پیچھے لگنا اور خود پسندی میں مبتلا ہونا۔ یہ آخری چیز پہلی دو کے مقابلے میں زیادہ ہلاک کرنے والی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات دینے والی چیزوں کو بھی واضح فرما دیا اور ہلاک کرنے والی چیزوں کو بھی تاکہ پہلی چیزوں کو اپنا کر نجات حاصل کی جائے اور دوسری چیزوں سے خود کو بچایا جائے۔

تقویٰ:

نجات دینے والی چیزوں میں سب سے بنیادی چیز تقویٰ ہے۔ جس کا آسان اور مختصر مفہوم یہ ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں کی باتوں اور گناہ کے کاموں سے بچانا اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ اور استغفار کرنا۔

خفیہ تقویٰ:

جب بندہ خود کو اکیلا سمجھتا ہے تو گناہ کرنے پر ایک طرح کی جرات پیدا ہوتی ہے کہ مجھے تو کوئی دیکھ نہیں رہا۔ میں چھپ کر گناہ کر رہا ہوں اس سے میری نیک نامی میں بھی فرق نہیں آئے گا اور گناہ والی لذت بھی پوری ہو جائے گی جبکہ اس کا ہر عمل اللہ کے حضور ظاہر ہے پوشیدہ نہیں کیونکہ وہ ذات سینوں میں چھپے خیالات تک سے بھی واقف ہے وہ تو دیکھتے وقت آنکھوں کی خیانت تک سے واقف ذات ہے کہ کون کس کو کس نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اس لیے ظاہر اور پوشیدہ اس کے ہاں سب برابر ہے چونکہ خلوت میں انسان کے لیے گناہ کرنا اعلانیہ گناہ کرنے کے مقابلے میں آسان ہوتا ہے اور گناہ کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہلے ذکر فرما کر اس بات کی طرف نشاندہی فرمائی ہے کہ اپنی خلوت کو بھی پاک رکھو اس میں اللہ کا خوف تمہارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

اعلانیہ تقویٰ:

اپنے دل کو خوف خدا کی نعمت سے مالا مال رکھنا ہی حقیقی تقویٰ ہے اور اس کی

ضرورت ہر حال میں ہوتی ہے خواہ انسان جلوت میں ہو یعنی مخلوق خدا کے سامنے ہو، لوگوں کے ساتھ ہو کسی مجلس محفل میں ہو، دوست احباب کے ساتھ ہو، یا لوگ اسے دیکھ رہے ہوں اس وقت بھی اسے کوئی ناجائز اور حرام کام اور بات نہیں کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر ترس فرمائے اور ہم سب کی گناہوں والے ماحول سے حفاظت فرمائے بعض لوگ جب اللہ کو ناراض کرتے ہوئے گناہ کرنے لگتے ہیں تو مخلوق خدا کے سامنے بلکہ دوست احباب اور اہل و عیال کو ساتھ ملا کر کرتے ہیں۔ یہ آج کے دور کا ایک فیشن ہے جب کوئی گناہ کا کام کرنا ہو تو پارٹی کی صورت میں کیا جاتا ہے آپ بڑے بڑے گناہوں پر غور کر لیں اور دیکھیں کہ ان گناہوں کو لوگ اکیلے میں کم لوگوں کے سامنے زیادہ کرتے ہیں۔ حدیث مبارک میں اس بات سے روکا جا رہا ہے کہ مخلوق خدا کے سامنے گناہ کا کام نہ کرو بلکہ اس سے خود کو بچاؤ۔

اس کی وجہ سے بندہ لوگوں کو اپنے گناہوں پر گواہ بنالیتا ہے اللہ رب العزت اس کے گناہوں پر پردہ ڈالتے ہیں لیکن یہ خود اللہ کی ستاری والی چادر کو اپنے سے اتار پھینکتا ہے۔ یہ پہلے پہل چھوٹے گناہوں سے شروع ہوتا ہے پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ جب وہ گناہ کبیرہ کرتے وقت بھی کسی سے عار اور شرم محسوس نہیں کرتا نتیجتاً اس میں گناہوں کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور بندہ عادی مجرم بن جاتا ہے۔

سچی بات:

یعنی وہ حقیقتیں جن کے اظہار کا حکم یا ضرورت ہو ان کے بارے میں سچی بات منہ سے نکالنا۔ معلوم ہوا کہ بعض باتیں دنیا میں حقیقت ہوتی ہیں لیکن کہی نہیں جاتیں کیونکہ اس کے ظاہر کرنے سے شریعت نے روکا ہے یا عقل ہی اچھا نہیں سمجھتی۔

سچ میں نجات:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا.

صحیح مسلم، باب قبح الکذب و حسن الصدق وفضلہ، الرقم:6803

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق ایسا عمل ہے جو نیکی کی راہ پر چلاتا ہے اور نیکی والا راستہ سیدھا جنت جاتا ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ "صدیق" بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ ایسا عمل ہے جو برائی کی راہ پر چلاتا ہے اور برائی والا راستہ سیدھا جہنم جاتا ہے اور بے شک جب کوئی آدمی جھوٹ کی عادت ڈال لیتا ہے وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

ہر حال میں سچ:

انسان کی زندگی خوشی اور غم سے مرکب ہے، اس پر ہر وقت ان دو حالتوں میں کوئی نہ کوئی حالت طاری رہتی ہے نجات پانے والا انسان وہ ہے جو خوشی میں بھی اور غمی میں بھی سچ بات کہنے اور سننے کا عادی ہو اور جو بندہ خوشی کے موقع پر اپنے آپ میں اترانے لگے اللہ کے کرم کے بجائے اپنا ذاتی کمال سمجھے اور زبان سے بڑے بول بول دے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عہدہ یا مال و دولت ہاتھ آنے پر زبان پر کنٹرول نہیں کرتا بلکہ خلاف حقیقت بات کہتا ہے تو وہ اپنے آپ پر کامیابی اور نجات کے راستے خود بند کرتا ہے حالانکہ یہی تو وہ وقت ہوتا ہے جب انسان سچ اور سچے لوگوں کا ساتھ دے۔

بعض لوگ غم کی حالت میں سچ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اللہ پاک ہماری حفاظت فرمائے ذرا سی مصیبت آتی ہے تو لوگ حکم شریعت صبر کو چھوڑ کر بین کرنے

لگ جاتے ہیں، ہائے ہائے کرتے ہیں، اس موقع پر اپنے لیے جھوٹ بولنے کو تقریباً جائز بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں موقعوں پر یہی تعلیم دی ہے کہ خوشی ملے یا غم آگھیرے، کسی سے راضی یا ناراض ہوتے وقت سچی بات کا ساتھ دیں یہی نجات کا راستہ ہے۔

حق بات کا حقیقی معنیٰ:

بعض لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ حق بات اسے سمجھتے ہیں جس میں درشت اور طنز آمیز لہجہ، الفاظ کی کرختگی، انداز میں بھدا پن مزید یہ کہ الفاظ کا غیر مناسب انتخاب کرکے بدتمیزی کے ساتھ گفتگو کی جائے یہ سراسر غلط ہے۔

میانہ روی:

انسان کا کبھی تنگ دستی سے واسطہ پڑتا ہے اور کبھی اس کے مال و دولت میں اللہ فراخی عطا فرماتے ہیں۔ دونوں طرح کے حالات میں کامیابی اور نجات کیسے ممکن ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر حال (فراخ دستی و تنگ دستی) میں میانہ روی اختیار کرنا خواہ مال و دولت زیادہ ہو یا کم ہو باعث نجات ہے۔

اسلام کی خوبی ہے اس میں اعتدال کی تعلیم ہے یہاں تک کہ نظام زندگی کو بہتر چلانے کے لیے بھی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ افراط و تفریط سے کام نہیں لینا چاہیے۔

مال اللہ کی نعمت ہے، اس کا تعلق عملی زندگی کے ساتھ ہے اگر وہ شریعت کے احکام کے مطابق ہے تو مال کی کثرت باعث رحمت ہے اور اگر عملی زندگی شریعت کے احکام کے خلاف ہے تو مال کی قلت بھی باعث عذاب ہے۔

متقی کے مال دار ہونے میں حرج نہیں:

عَنْ رَجُل مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ، فَقُلْنَا: يَا

رَسُولَ اللّٰهِ نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ، قَالَ: أَجَلْ۔ قَالَ: ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى، وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النِّعَمِ.

مسند احمد، الرقم:23228

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک گیلا تھا (یعنی غسل کر کے تشریف لائے تھے) ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں (ایسا ہی ہے) صحابی فرماتے ہیں کہ پھر لوگ مال و دولت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے (یعنی اس کی مذمت بیان کرنے لگے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوف خدا رکھنے والے شخص کے لیے مال و دولت بری چیز نہیں اور متقی آدمی کے لیے مال و دولت سے بڑھ کر صحت و تندرستی زیادہ اچھی چیز ہے اور دل کی خوشی (سکون و چین) بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

میانہ روی سمجھ داری کی علامت:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهُ فِي مَعِيشَتِهِ۔

مسند احمد، الرقم:21695

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی سمجھ داری اپنی معیشت میں میانہ روی قائم کرنا ہے۔

میانہ روی کرنے والا محتاج نہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔

مسند احمد، الرقم: 4269

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا جو خرچ کرنے میں میانہ روی کو ملحوظ رکھے۔

ہر حال میں میانہ روی:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْغِنَى، وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ، وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْعِبَادَةِ

مسند بزار، الرقم: 2946

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مال کی فراوانی کے وقت میانہ روی قائم کرنا، تنگدستی اور غربت کے وقت میانہ روی قائم کرنا اور عبادات میں میانہ روی قائم کرنا بہت ہی پسندیدہ بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ تمام چیزیں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو باعث نجات ہیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، کراچی

جمعرات، 14 نومبر، 2019ء

تین ہلاک کرنے والی چیزیں

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے نجات دینے والی چیزیں سمجھائیں اسی طرح ہلاک کرنے والی چیزیں بھی واضح فرمادیں کہ اگر کسی مسلمان میں یہ سب بری عادتیں ہوں یا ان میں سے کوئی ایک ہو تو وہ انسان کو ہلاک کر دیتی ہے جن برے اور قبیح اعمال کی ہلاکت خیزیاں دنیا میں بھی ظاہر ہوتی ہیں اور آخرت میں تو ہلاکت ہے ہی۔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتِ: فَهَوًى مُتَّبِعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ۔

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی الطبع علی القلب، الرقم: 6865

ترجمہ: ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں: خواہشاتِ نفس کی پیروی، لالچ و طمع کے پیچھے لگنا اور خود پسندی میں مبتلا ہونا۔ یہ آخری چیز پہلی دو کے مقابلے میں زیادہ ہلاک کرنے والی ہے۔

خواہشاتِ نفس:

جو کام خلاف شریعت ہیں ان کو پسند کرنا شہوت یا خواہشاتِ نفس کہلاتا ہے۔ ان میں سب سے بڑا درجہ کفر و شرک کا ہے کیونکہ کفر و شرک خلاف شریعت ہے اور جو بندہ اپنے لیے کفر و شرک کو پسند کرتا ہے وہ اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی میں لگا ہوا ہے یہ وہ درجہ ہے جو انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ اور اس کا کم درجہ یہ ہے کہ

بندہ شریعت کی کامل اتباع سے دور ہو جاتا ہے۔

خواہشاتِ نفس کی اقسام:

خواہشاتِ نفس میں سے ایک کو بدعت کہتے ہیں جس کا تعلق عقائد اور علم سے ہے جبکہ دوسری کو معصیت کہتے ہیں جس کا تعلق اعمال سے ہے۔ ان میں سے ہر ایک انسان کو صراطِ مستقیم سے دور کر دیتی ہے۔

خواہشاتِ نفس سے دور رہنے کا حکم:

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خواہشاتِ نفس کی خاصیت بتلاتے ہوئے اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ۔

سورۃ ص، رقم الآیۃ: 26

ترجمہ: اور خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کریں کیونکہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بے راہ کر دے گی۔

خواہشاتِ نفس اور دنیاوی امور:

خواہشاتِ نفس کا نقصان دہ اور مہلک ہونا ساری دنیا کو تسلیم ہے یہاں تک کہ وہ لوگ جن کا اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں وہ بھی بعض لوگوں کو بعض کاموں سے روکتا ہے، مثلاً: کسی ملک کا حاکم ہے بھلے وہ کافر بھی کیوں نہ ہو وہ بھی اپنے ملک میں لوگوں کو من مانیاں کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اپنے ملکی قوانین کا پابند بناتا ہے بعض کاموں سے روکتا ہے ظاہر ہے کہ وہ جن کاموں سے قانوناً روکتا ہے وہ وہی کام ہیں جنہیں لوگ کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ حاکم اسے ملک کے لیے نقصان دہ سمجھتا ہے اور اس سے روک دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی معاملات میں بھی خواہشاتِ نفس ایسی چیز ہے جس سے رکنا ہی ضروری ہے ورنہ تو چور، ڈاکو، ظالم سب اپنی من مانیاں کرتے

پھریں حالانکہ اس کی کوئی بھی عقل مند انسان کھلی چھٹی نہیں دے سکتا۔

خواہشاتِ نفس علم الٰہی کی روشنی میں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات احکم الحاکمین ہے زمین و آسمان سب اس کے مملوک ہیں اور اس کی ملکیت میں شامل ہیں۔ اس کائنات کا بھی اس ذات نے ایک نظام بنایا ہے اس کے علم میں ہے کہ فلاں فلاں چیز لوگوں کے عقائد و اعمال کے لیے اور نظام سلطنت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے اس لیے اس ذات نے ان سے دور رہنے کا حکم دے دیا۔ اب جو شخص اللہ کے حکم پر اپنے نفس کی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے تو یقیناً یہ کام ہلاکت والا ہے۔

تمام گناہوں کا سبب:

بلکہ اگر مزید غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ نافرمانی، معصیت، گناہ، برے اعمال کا سبب ہی خواہشاتِ نفس ہے، مثلاً: نماز کا وقت ہو گیا اذان ہو چکی لیکن ایک شخص اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی خواہشات میں لگا ہوا ہے یا تو سویا رہتا ہے، یا باتوں میں مصروف رہتا ہے، کاروبار میں، دوست احباب کی محفل میں، موبائل دیکھنے یا کسی کھیل کود وغیرہ میں مصروف رہتا ہے۔ اب دو چیزیں تھی ایک اللہ کا حکم اور ایک اپنے نفس کی خواہش۔ ان دو میں سے جو شخص اللہ کے حکم کو ترجیح دیتا ہے اس کے لیے نجات ہے اور جو شخص خواہشاتِ نفس کو ترجیح دیتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

عبادات میں سستی کا سبب:

اسی طرح دیگر عبادات روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد وغیرہ ہیں ان کو ادا نہ کرنا یا ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرنا درحقیقت خواہشاتِ نفس کی وجہ سے ہے۔ کسی عبادت

کو بالکل چھوڑ دینا یا عبادت کی آداب کی رعایت رکھے بغیر بے توجہی سے ادا کرنا خواہشاتِ نفس ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

خواہش پرستوں سے دور رہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام (شریعت) کے اتباع کو لازمی قرار دیتے ہوئے خواہشاتِ نفس سے روک دیا ہے بلکہ ایسے لوگ جو خواہشات نفس کے پیروکار ہیں ان کی پیروی سے بھی روک دیا ہے:

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔

سورۃ الجاثیہ، رقم الآیۃ: 18

ترجمہ: ہم نے آپ کو شریعت دی ہے آپ اسی شریعت کی پیروی کیجیے اور ان جاہلوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے۔

ایمان کی حقیقت:

اتنی سی ہے کہ خواہشاتِ نفس کو شریعت کا تابع بنا دیا جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ۔

کتاب السنۃ لابن ابی عاصم الشیبانی، الرقم: 15

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی خواہشاتِ نفس کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کر دے۔

جنت کس کا ٹھکانہ ہے؟

اس لیے ہر معاملے میں انتہائی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے کہ کہیں

وہ کام خلاف شریعت تو نہیں جس کو بندہ کر رہا ہے اگر ایسا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو باعث ہلاکت قرار دیا ہے اور جو شخص خواہشاتِ نفس پر مکمل قابو پا لیتا ہے، اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے ڈرتے ہوئے اپنی خواہش پر شریعت کے حکم کو ترجیح دیتا ہے تو ایسے شخص کے لیے خالق دو جہاں کا فیصلہ ہے:

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى۔

سورۃ النازعات، رقم الآیۃ: 40، 41

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے سے ڈرتا ہے اور اپنے آپ کو خواہشاتِ نفس سے روک لیتا ہے تو یقیناً اس کا جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

خواہشاتِ نفس کا علاج:

خود کو سمجھائیں کہ میں نفس کی خواہشات کا بندہ نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ ہوں اس لیے مجھے اپنے رب کے احکام پر عمل کرنا ہوگا کہ اسی میں میری نجات ہے اور مجھے نفس کی تمام ناجائز خواہشات سے رکنا ہوگا کیونکہ اس میں میری ہلاکت ہے۔

حرص و طمع:

انسان کی چوبیس گھنٹے کی ایک ہی فکر ہو کہ میرا مال کس طرح بڑھ سکتا ہے اور ہر وقت اسی میں ہی مگن رہے، اسے حرص و طمع کہتے ہیں۔ اگر انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد جائز طریقے سے مال کمانے کی تگ و دو کرتا ہے تو یہ شریعت میں قابل مذمت نہیں۔

تمام آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں:

أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّى۔

سورۃ النجم، رقم الآیۃ: 24

ترجمہ: بھلا انسان کی ہر آرزو پوری ہو سکتی ہے؟ (اس طرح کے سوال کا جواب نفی

کی صورت میں ہوتا ہے یعنی کبھی بھی ہر آرزو پوری نہیں ہو سکتی)۔

چشم تنگ دنیادار را:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ۔

صحیح البخاری، باب ما یتقی من فتنۃ المال، الرقم: 6436

ترجمہ: حضرت عطاء تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سناتے ہوئے سنا: اگر کسی انسان کے پاس مال و دولت کی دو وادیاں ہوں تو وہ مال و دولت کی تیسری وادی کا بھی طلبگار ہو گا اور ابن آدم کا پیٹ (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

گفت چشم تنگ دنیادار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ.

صحیح مسلم، باب کراہۃ الحرص علی الدنیا، الرقم: 2459

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان خود بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی دو چیزیں جوان ہی رہتی ہیں پہلی چیز مال کو مزید بڑھانے کی حرص اور دوسری زیادہ عرصہ جینے کی حرص۔

حرص کا علاج:

قرآن کریم میں مذکور اللہ رب العزت کا اٹل فیصلہ ذہن میں رکھیں کہ ہر ہر آرزو کسی انسان کی بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لیے زیادہ آرزوئیں نہ کریں اور

بالخصوص ایسی آرزوئیں جو مقصد حیات اللہ کی طاعات و عبادات کے راستے میں رکاوٹ بن رہی ہوں ان کو بالکلیہ چھوڑ دیں اور آخرت کا استحضار رکھیں کہ اصل تو آخرت ہے دنیا فانی ہے اور اس کی چیزیں بھی فانی ہیں۔

خود پسندی:

انسان اپنے کسی کمال کے کم یا ختم ہونے کے خوف سے بے خوف ہو کر اس پر اترائے یہ اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ اس میں انسان کی توجہ ذات باری تعالیٰ سے ہٹ کر اپنے اوپر جم جاتی ہے۔ اور علم، عمل، حسن و جمال، دولت و شہرت وغیرہ کو اللہ کی عطا کے بجائے اپنا ذاتی کمال سمجھتا ہے۔ اسی سے تکبر جنم لیتا ہے۔

عام گناہ اور خود پسندی:

عام گناہ گار اپنے گناہ گار ہونے کو جانتا ہے اس لیے وہ اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہے اس کے برخلاف خود پسندی میں مبتلا آدمی اپنے علم و عمل پر غرور کرتا ہے اس لیے اس سے توبہ کی امید بعید ہے۔ عُجب والا گناہ بندے کی توجہ اللہ سے ہٹا دیتا ہے جبکہ عام گناہ بندے کو اللہ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، خود پسندی کا نتیجہ تکبر ہے۔ بعض اسلاف سے جو یہ منقول ہے کہ بندہ جب عام گناہ کرتا ہے تو اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے توبہ کر کے جنت کا مستحق بن جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ نیکی کرتا ہے لیکن یہ نیکی اسے جہنم لے جاتی ہے کیونکہ وہ نیکیوں پر تکبر کرتا ہے اور اس کی وجہ سے خود پسندی اور ریا کا شکار ہوتا ہے۔

خود پسندی کا علاج:

انسان اپنے مادہ تخلیق پر غور کرے۔

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ۔

سورۃ یٰس، رقم الآیۃ: 77

ترجمہ: کیا انسان اس بات پر غور نہیں کرتا کہ ہم نے اس کی تخلیق نطفہ (منی کے ناپاک قطرے) سے کی ہے۔ پھر وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا۔

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ۔

سورۃ الطارق، رقم الآیۃ: 5 تا 7

ترجمہ: انسان کو غور کرنا چاہیے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اسے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا جو کمر اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

پاکبازی کے دعوے نہ کریں:

لَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ۔

سورۃ النجم، رقم الآیۃ: 32

ترجمہ: اپنی پاکبازی کے دعوے نہ کرتے پھرو اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ درحقیقت متقی کون ہے؟

پاکباز ضرور بنیں لیکن اپنے نفس کی نگرانی سے غافل مت ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خود پسندی کو باقی دو ہلاک کرنے والی روحانی بیماریوں کی بنسبت زیادہ سخت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلاکت سے محفوظ فرما کر نجات نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

جامعہ دارالعلوم رحیمیہ، ملتان

جمعرات، 21 نومبر، 2019ء

موسم سرما... مرحبا مرحبا

اللہ تعالیٰ نے چار موسم بنائے ہیں۔ سرما، گرما، خزاں اور بہار۔ دنیاوی طور پر بہار اسے کہتے ہیں جس میں موسم خوشگوار اور معتدل ہو اس میں پھول زیادہ کھلتے ہیں کائنات میں پھیلا ہوا قدرتی حسن اپنے جوبن پر ہوتا ہے۔ موسم سرما کی شریعت میں کیا اہمیت ہے مزید یہ کہ اسے کس طرح گزارا جائے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

مومن کا موسم بہار:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشِّتَاءُ رَبِيعُ الْمُؤْمِنِ قَصُرَ نَهَارُهُ فَصَامَ وَطَالَ لَيْلُهُ فَقَامَ ۔

السنن الکبریٰ للبیہقی، باب ماورد فی صوم الشتاء، الرقم: 8719

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سردی کا موسم مومن کے لئے موسم بہار ہے اس کے دن چھوٹے ہوتے ہیں جن میں وہ روزے رکھ لیتا ہے اور اس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں جن میں وہ قیام کرلیتا ہے۔

مفت کا اجر:

عَنْ أَنَسٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيمَةُ الْبَارِدَةُ ۔

المعجم الصغیر للطبرانی، الرقم: 716

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سردیوں کے روزے رکھنا مفت میں اجر کمانا ہے۔

برکتوں کا موسم:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا: مرْحبًا بِالشِّتَاءِ فِيهِ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ أَمَّا لَيْلُهُ فَطَوِيْلٌ لِلْقَائِمِ وَأَمَّا نَهَارُهُ فَقَصِيْرٌ لِلصَّائِمِ۔

المقاصد الحسنۃ للسخاوی، الرقم: 588

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً فرماتے ہیں: سردی کو خوش آمدید! اس موسم میں برکتیں نازل ہوتی ہیں وہ اس طرح کہ اس میں تہجد کے لئے رات لمبی جبکہ روزہ رکھنے کے لئے دن چھوٹا سا ہوتا ہے۔

تہجد کے فضائل و فوائد:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی صفۃ غرف الجنۃ، الرقم: 2450

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے شفاف کمرے ہیں کہ جن کے اندر کی طرف سے باہر کا سب کچھ نظر آتا ہے اور باہر کی طرف سے اندر کا سب کچھ نظر آتا ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ کن کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ نے ان لوگوں کے لیے تیار فرمائے ہیں جو نرم انداز میں گفتگو کرتے ہیں، غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اکثر روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر نمازیں (تہجد)

پڑھتے ہیں جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ۔

سنن ابی داؤد، باب قیام اللیل، الرقم: 1113

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو آدھی رات کو اٹھتا ہے اور تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو وہ اس کے چہرے پر (پیار سے) پانی کے چھینٹے مارتا ہے اور اللہ اس خاتون پر بھی نظر کرم فرماتا ہے جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی تہجد کے لیے جگاتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو وہ عورت (پیار سے) اپنے خاوند کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔

سوموار اور جمعرات کا روزہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ فَقِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ تَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ! فَقَالَ: إِنَّ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ يَغْفِرُ اللّٰهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ إِلَّا مُهْتَجِرَيْنِ يَقُولُ: دَعْهُمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا۔

سنن ابن ماجہ، باب صیام یوم الاثنین والخمیس، الرقم: 1740

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے اس بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے لیے مغفرت کا فیصلہ فرماتے ہیں سوائے ان (بدنصیب) لوگوں کے جو آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت اور تعلقات ختم کیے ہوئے ہوتے ہیں ان کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں ابھی رہنے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔

عَنْ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى وَادِي الْقُرَى فِي طَلَبِ مَالٍ لَهُ فَكَانَ يَصُومُ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَقَالَ لَهُ مَوْلَاهُ لِمَ تَصُومُ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ وَأَنْتَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَقَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ وَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ أَعْمَالَ الْعِبَادِ تُعْرَضُ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ۔

سنن ابی داؤد، باب فی صوم الاثنین والخمیس، الرقم: 2438

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وادی قریٰ میں اپنے مال کی تلاش میں گئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اسامہ سے اس بارے سوال کیا کہ آپ بوڑھے آدمی ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ آپ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں۔

بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَامَ الْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ وَالْجُمُعَةَ بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ لُؤْلُؤٍ

وَيَاقُوتٍ وَزَبَرْجَدٍ وَكَتَبَ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 254

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت میں ایک محل بنائیں گے جو موتیوں، یاقوت اور زبرجد سے مزین ہو گا مزید ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے بری فرما دیتے ہیں۔

ایام بیض کے روزے:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ وَيَقُولُ: هُوَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ أَوْ كَهَيْئَةِ صَوْمِ الدَّهْرِ۔

سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر، الرقم: 1707

ترجمہ: حضرت عبد الملک بن المنہال اپنے والد سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ایام) بیض کے روزوں کا (ترغیب کے طور پر) حکم دیتے ہیں اور وہ (ہر عربی مہینے کے حساب سے) یہ دن بنتے ہیں: تیرہ، چودہ اور پندرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ پورے سال کے روزے ہیں۔

ہر ماہ کے تین روزے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا فَالْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ۔

سنن ابن ماجۃ باب ماجاء فی صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر، الرقم: 1708

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (سال کے بارہ مہینوں میں) ہر ماہ تین روزے رکھے تو اس کا یہ عمل پورے سال کے روزے کے برابر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق اپنی کتاب قرآن میں اس طرح فرمائی ہے جو شخص ایک نیکی لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا اللہ اس کی مثل دس عطا فرمائے گا تو ایک دن دس دنوں کے برابر ہوا۔ (اس حساب سے مہینے میں تین دن کے روزے پورے تیس دنوں کے روزے بنتے ہیں)

موسم سرما کو غنیمت جانیں:

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سردیوں کا موسم عبادت کا موسم ہے۔ چھوٹے چھوٹے دن ہیں، لمبی لمبی راتیں ہیں۔ دن کو روزہ رکھیں نہ ہی بھوک اور نہ ہی پیاس ستاتی ہے۔ ان دنوں میں رمضان کے قضا روزے بھی آسانی سے رکھے جا سکتے ہیں۔ راتیں بہت لمبی ہیں تلاوت، ذکر، درود پاک، نوافل، قضا نمازیں اور معتبر دینی کتب کا مطالعہ وغیرہ جیسی عبادات میں خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق سے عطا فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 28 نومبر، 2019ء

عقدِ مؤاخات

اللہ تعالیٰ کے محب اور محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی قوت دور دور سے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہی تھی انہی میں مدینہ منورہ کے کچھ لوگ بیعت عقبہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، مکہ میں اہل اسلام پر مشرکین کے مظالم دیکھے تو ان کے دل بھر آئے چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو اپنے ہاں مدینہ آنے کی دعوت دی۔

ہجرت کا حکم:

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ بعد ہجرت کا حکم نازل ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے عازم مدینہ ہوئے۔ عشق بلاخیز کے اس قافلہ سخت جاں میں وہ بھی تھے جو نادار و غربت کے مارے ہوئے تھے اور وہ بھی تھے جو مکہ میں صاحبِ ثروت، بڑے کاروبار اور جائیدادوں کے مالک تھے، مگر اب ان کے مال و متاع، باغات، جائیداد اور سامان تجارت پر مشرکین مکہ نے قبضہ جما لیا تھا، یہ لٹے پٹے لوگ اپنے جسم پر ایک لباس کے علاوہ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔

یثرب کی اندرونی صورتحال:

یثرب اس وقت سرزمین عرب کا وہ خطہ تھا جہاں پانچ بڑے بڑے قبیلے موجود تھے اَوس، خزرج، بنو نضیر، بنو قریظہ، بنو قینقاع۔ پہلے دو مشرک جبکہ آخری تین

یہودی تھے یہاں کے لوگ کاروبار کم اور کاشت کاری زیادہ کرتے تھے۔ مارکیٹوں پر تقریباً تقریباً یہودیوں کی اجارہ داری اور ساہوکاری تھی جبکہ اوس اور خزرج کی باہمی لڑائی میں کافی عرصہ تک مسلسل مصروف عمل رہے اس میں ان کی کئی نسلیں مرکھپ گئیں اس لیے یہودیوں کی نسبت ان کا اقتصادی اور معاشی ڈھانچہ بے روح ڈھانچے کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

مسجد کی تعمیر:

ہجرت کے بعد سب سے پہلے مستقل اور ترجیحی بنیادوں پر مسجد تعمیر کی گئی تاکہ مسلمانوں کو عبادات کی ادائیگی میں مشکلات پیش نہ آئیں، اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسائل میں سب سے اہم مسئلہ مسلمانوں کے لیے عبادات کی ادائیگی کا تھا۔

مہاجرین کی آبادکاری:

اس کے بعد دوسرا بڑا مسئلہ مہاجرین مکہ کی آباد کاری کا تھا اس کی ممکنہ صورتوں میں ایک یہ بھی تھی کہ علیحدہ طور پر مہاجرین کی کالونی تعمیر کی جاتی۔ لیکن پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ فراست اور مردم شناس نگاہ نے اسے یکسر مسترد کر دیا، اس کی کئی وجوہات ہو سکتی تھیں۔ مثلاً:

باہمی یگانگت:

پہلی وجہ یہ تھی علیحدہ آبادی سے مہاجرین وانصار کے درمیان باہمی یگانگت، ایثار و اخلاص، مساوات اور الفت پیدا نہ ہوتی۔

مساوی سطح:

دوسری وجہ یہ تھی کہ تعلیم و تربیت، باہمی احتساب اور دکھ سکھ میں شرکت کے لحاظ سے جو مساوی سطح کی ضرورت تھی علیحدہ آبادی اس میں خلیج بن جاتی۔

قلبی جذبات کا مشاہدہ:

اور سب سے بڑھ کر انصار کا مثالی تعاون اور ان کے قلبی جذبات مشاہدہ بن کر سامنے نہ آسکتے اس لیے مہاجرین کی علیحدہ آباد کاری نہ کی گئی۔

عقدِ موالات:

عرب میں ایک طریقہ "عقدِ موالات" کا رائج تھا یعنی غیر قبیلہ کا کوئی آدمی کسی اور قبیلہ میں پہنچتا اور معاہدہ کر کے اس قبیلہ میں داخل ہو جاتا اور اس کے بعد اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوتا، اس کے بعد وہ شخص صلح اور جنگ میں اسی قبیلے کے ساتھ شریک رہتا مزید یہ کہ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلہ میں تقسیم کیا جاتا۔

عقد موالات کے معاشرتی نقصانات:

اس عقد موالات میں حق و انصاف کے بجائے خواہ قبیلہ والے غلط، ناانصافی بلکہ ظلم بھی کر رہے ہوں بہر حال اسی قبیلہ کی طرف داری اور حمایت ضروری ہوتی تھی اسلام نے اسے بدبودار قرار دے کر حرام بتلایا اور یہ تعلیم دی کہ ہر حال میں حق اور انصاف کا ساتھ دو یہاں تک کہ اگر وہ تمہارے والدین اور عزیز و اقارب کے خلاف ہی ہو۔

عقد مؤاخات:

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد موالات کو ترک فرما کر عقد مواخات قائم کیا اور فطری طور پر ہم مزاجی کا خیال فرماتے ہوئے ایک مہاجر کو ایک انصاری کا نام بنام بھائی قرار دیا۔ فتح الباری اور سیرت ابن ہشام میں اس کی تفصیل اس طرح درج ہے۔

کون کس کا بھائی بنا؟

مہاجرین مکہ	انصارِ مدینہ	مہاجرین مکہ	انصارِ مدینہ
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ	ابو مرثد رضی اللہ عنہ	عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
عمر فاروق رضی اللہ عنہ	عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ	عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ
عثمان غنی رضی اللہ عنہ	اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ	عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ	ابو دجانہ رضی اللہ عنہ
عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ	ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ	سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ
ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ	ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ
زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	سلامہ بن سلام رضی اللہ عنہ	عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ	عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ
طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	طفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ	سفیان نسر خزرجی رضی اللہ عنہ
سعید بن زید رضی اللہ عنہ	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ	رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ	ابو ایوب خالد رضی اللہ عنہ	مقداد رضی اللہ عنہ	عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ	عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ	ذوالشمالین رضی اللہ عنہ	یزید بن الحارث رضی اللہ عنہ
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	ارقم رضی اللہ عنہ	طلحہ بن زید رضی اللہ عنہ
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	ابو الدرداء عویمر رضی اللہ عنہ	زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ	معن بن عدی رضی اللہ عنہ
ابو ذرِ غفاری رضی اللہ عنہ	منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ	عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ	سعد بن زید رضی اللہ عنہ
بلال حبشی رضی اللہ عنہ	ابو رویحہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ	عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ	مجذر بن وماء رضی اللہ عنہ
حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ	حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ
عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ	مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ	مہجع مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ	سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
خنیس بن حذاقہ رضی اللہ عنہ	منذر بن محمد رضی اللہ عنہ	مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ	زید بن المزین رضی اللہ عنہ
سرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ	عبادہ بن الخشخاش رضی اللہ عنہ		

انصار کی خواہش:

عقدِ مؤاخات کے قیام کے بعد انصارِ مدینہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجوروں کے باغات تقسیم فرمایئے! انصار مدینہ یہ چاہتے تھے کہ مہاجرین کا حصہ زمین

اور باغات ان کے قبضے میں دے دیا جائے تاکہ وہ اپنی مرضی اور اختیار کے ساتھ اس میں جو کچھ تصرف کرنا چاہیں تو کر سکیں۔

فراست نبوی کی ایک جھلک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایثار و اخلاص کو قدر کی نگاہ سے دیکھا لیکن اپنی نگاہ بصیرت و فراست کے پیش نظر اسے منظور نہیں فرمایا کیونکہ اس سے مہاجرین کا معاشی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا تھا جائیداد کی تقسیم سے مہاجرین "صاحبِ جائیداد" تو ضرور بن جاتے لیکن تاجر پیشہ ہونے اور زراعت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے معاشی طور پر مضبوط نہ ہو سکتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باغات دینے کے بجائے باغات کی پیداوار کا حصہ مہاجرین کو دیا جائے۔

انصار کی اطاعت گزاری:

انصار مدینہ نے کہا جو حکم ہو تعمیل کریں گے، چشم فلک نے انقلابات زمانہ تو کئی دیکھے لیکن پیغمبر انقلاب جیسا انقلاب نہیں دیکھا کہ بغیر جبر و اکراہ زمیندار خود کاشت کاری کر کے پردیسی و اجنبی لوگوں کو پیداوار کا مقرر حصہ دیتے رہے۔

انصارِ مدینہ اگرچہ یہی چاہتے تھے کہ زمینیں بھی مہاجرین کو دے دی جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا بلکہ مہاجرین کو عارضی ملکیت دی جب حالات سازگار ہوئے اور مہاجرین خود صاحب جائیداد ہو گئے تو انصار کو زمینیں واپس کر دی گئیں۔

انصار کا جذبہ ایثار:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَنِي الْجُهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللهُ

فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

صحیح البخاری، باب قولہ ویوثرون علی انفسہم، الرقم:4889

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ یارسول اللہ! مجھے بھوک نے ستایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام گھروں سے معلوم کرایا، وہاں سے کچھ نہ ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے سے فرمایا کہ کوئی ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں مہمانی کروں گا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں ان کی مہمان نوازی میں کمی نہ ہونے پائے اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم بچوں کے لیے کچھ تھوڑا سا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دینا اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اس کو بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گذاری۔ اللہ نے قرآن کریم کی آیت يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ نازل فرمائی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ۔

صحیح مسلم، باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا، الرقم:4275

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کا بہت بڑا ریوڑ جو کہ دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا، اسے عنایت فرمایا، وہ شخص آپ کی اس دریا دلی فیاضی سخاوت اور ایثار و ہمدردی سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا: ”اے لوگو! اسلام لے آؤ کیونکہ (اس دین کی طرف بلانے والا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اس قدر سخی ہیں اور) اتنا دیتے ہیں کہ وہ اپنے فقیر ہونے کی بھی پروا نہیں کرتے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ أُقَاسِمْكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَأُطَلِّقُ إِحْدَاهُمَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا فَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَدَلُّوهُ عَلَى السُّوقِ۔

جامع الترمذی، باب ما جاء فی مواساۃ الاخ، الرقم: 1933

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی بندی قائم فرمائی۔ ان کے انصاری بھائی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک بھائی ہونے کے ناتے اپنا آدھا مال تمہیں پیش کرتا ہوں اس کے علاوہ میری دو بیویاں ہیں۔ تم انہیں دیکھ لو (ابھی پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے) اور جو تمہیں اچھی لگے میں اسے طلاق دے دوں گا اور عدت کے بعد تم اس سے نکاح کر لینا۔ آپ نے جواب میں کہا کہ خدا تمہارے گھر والوں اور تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے مجھے کوئی بازار بتا دو کہ میں وہاں جا کر تجارت کروں چنانچہ انہیں (بنو قینقاع کا) بازار بتا دیا گیا۔

كَانَ الْمُهَاجِرُونَ فِي دُورِ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا غَنِمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَمْوَالَ

بَنِي النَّضِيرِ دَعَا الْأَنْصَارَ وَشَكَرَهُمْ فِيمَا صَنَعُوا مَعَ الْمُهَاجِرِينَ فِي إِنْزَالِهِمْ إِيَّاهُمْ فِي مَنَازِلِهِمْ وَإِشْرَاكِهِمْ فِي أَمْوَالِهِمْ ثُمَّ قَالَ: إِنْ أَحْبَبْتُمْ قَسَمْتُ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ السُّكْنَى فِي مَسَاكِنِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَعْطَيْتُهُمْ وَخَرَجُوا مِنْ دُورِكُمْ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: بَلْ نَقْسِمُهُ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَيَكُونُونَ فِي دُورِنَا كَمَا كَانُوا وَنَادَتِ الْأَنْصَارُ: رَضِينَا وَسَلَّمْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ وَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِينَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا۔

تفسیر القرطبی، تحت آیت ولایجدون فی صدور ھم حاجۃ مما اوتوا

ترجمہ: (4 ہجری میں قبیلہ بنو نضیر کے یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا، وہ کامیاب نہ ہوئے 1 ہجری میں ان سے جو معاہدہ تھا انہوں نے خود اس کی خلاف ورزی کر کے توڑ دیا، اس لیے ان کا علاقہ بغیر جنگ کے اسلامی سلطنت کے زیر نگیں آیا چونکہ یہ بغیر جنگ کے اہل اسلام کے قبضہ میں آیا اس لیے مجاہدین اسلام میں تقسیم نہ ہوا بلکہ اسے خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق قرار دیا گیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام کی مشکلات تھیں، آپ علیہ السلام نے انصار کو جمع فرما کر ان کی رائے معلوم کرنا چاہی کہ یہ زمین انصار و مہاجرین دونوں میں تقسیم کی جائے یا صرف مہاجرین کو دے دی جائے تاکہ وہ انصار کی زمینیں واپس کریں اور ان کے مکانات خالی کر دیں؟ اوس و خزرج کے دونوں سردار سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے عرض کی: آپ یہ سب کچھ مہاجرین میں تقسیم فرما دیں ہم اپنے مکانات و باغات اور زمینیں واپس نہیں لیتے بلکہ ہمیں خوشی ہو گی کہ ہماری کچھ اور زمینوں کا حصہ مہاجرین کو عنایت فرمایا جائے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے انصار کو یوں دعا دی: اے اللہ! انصار اور ان کی اولادوں پر اپنی خاص رحمت نازل فرما۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین کا ایک حصہ مہاجرین میں تقسیم فرمایا اور انصار میں سے دو ضرورت مند انصاری حضرت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما کو بھی دیا باقی اپنے پاس رکھا اور اس پر کاشت ہوتی تھی جس کی پیدوار سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نان و نفقہ ادا فرماتے۔

بحرین فتح ہوا:

کچھ عرصہ بعد بحرین کا علاقہ بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بھی انصار کو کچھ دینے کا ارادہ فرمایا لیکن انہوں نے بصد ادب یہ عرض کی کہ ہمیں دینے کے بجائے مہاجرین کو عنایت فرمائیں۔

یہ تھا وہ بے لوث ایثار جس نے اخلاص کی کوکھ سے جنم لیا تھا باوجودیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ پر واضح فرمادیا تھا کہ سیاسی اقتدار میں انصار کا حصہ نہیں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں مواخات کا درس ملتا ہے۔ اگرچہ اس کے بعض احکام کہ ترکہ میں وراثت وغیرہ تو شرعاً منسوخ ہوگئے لیکن باہمی یگانگت، ایثار واخلاص، ہمدردی و اخوت، الفت و محبت اور مساوات سے معاشرتی و اقتصادی تعلقات کو مربوط و مضبوط کرنے کا حکم اب بھی باقی ہے۔ اللہ ہمیں باہمی محبت اور جذبہ ایثار عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 5 دسمبر، 2019ء

نوازشاتِ خداوندی

اللہ تعالیٰ کی نوازشات ہم پر ہر آن برس رہی ہیں وہ ایسا کریم ہے کہ نیکی کی نیت پر اجر، کرنے پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ بڑھا دیتے ہیں جبکہ برائی کی نیت پر نامہ اعمال میں برائی درج نہیں فرماتے بلکہ اگر کوئی برائی کی نیت کرنے کے بعد برائی نہ کرے تو اس پر بھی اسے نیکی عطا فرماتے ہیں اور اگر کوئی قسمت کا مارا اللہ کی نافرمانی کر بھی لے تو اللہ اپنے قانون عدل پر قانون کرم کو غالب فرماتے ہوئے اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک ہی برائی لکھتے ہیں۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اگر اس گناہ پر ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے معافی مانگ لی جائے تو اس گناہ کے عذاب کو نیکی کے اجر میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیمَا یَرْوِی عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً۔

صحیح البخاری، باب من هم بحسنة او سیئة، الرقم: 6491

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو بھی لکھتے ہیں اور برائیوں کو بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس نے ابھی تک اس پر عمل بھی نہ کیا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ محض اس کے ارادے پر ہی مکمل اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اگر اس نے اس ارادے کے مطابق نیک کام کر بھی لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اجر و ثواب سے نوازتے ہیں اور اس سات سو گنا پر بھی مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔ (دوسری طرف) جس شخص نے دل میں برائی کا ارادہ کیا اور خوف خدا کی وجہ سے برائی کی نہیں تو اس برائی نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اجر و ثواب لکھ دیتے ہیں اور اگر اس نے برائی کر بھی لی تو اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

نیت اور عمل، بہتر کیا ہے؟

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَيْرٌ مِنْ نِيَّتِهِ وَكُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهِ فَإِذَا عَمِلَ الْمُؤْمِنُ عَمَلًا نَارَ فِي قَلْبِهِ نُوْرٌ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم: 5942

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے جب مومن (نیک) عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور (فراست) پیدا ہو جاتا ہے۔

جنت کا سبب عمل یا نیت؟

یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کی جنت اس کے اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی نیک نیت کی وجہ سے ملے گی۔ چنانچہ

مذکورہ بالا حدیث نیة المومن خیر من عمله کی تشریح میں امام عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخَلِّدُ الْمُؤْمِنَ فِي جَنَّتِهِ بِنِيَّتِهِ لا بِعَمَلِهِ وَلَوْ جُزِيَ بِعَمَلِهِ لَمْ يَسْتَوْجِبِ التَّخْلِيدَ لِأَنَّهُ عَمَلٌ فِي سِنِينَ مَعْدُودَةٍ، وَالْجَزَاءُ يَقَعُ بِمِثْلِهَا وَأَضْعَافِهَا وَإِنَّمَا يُخَلِّدُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنِيَّتِهِ لِأَنَّهُ كَانَ نَاوِيًا أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَبَدًا لَوْ أَبْقَاهُ أَبَدًا ۔۔۔ الخ

المجالسة وجواہر العلم لابی بکر احمد بن مروان الدینوری، الرقم:1357

ترجمہ: حدیث نبوی کی تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کی جنت میں جو ہمیشگی عطا فرمائیں گے وہ اس کی نیت کی وجہ سے ہو گی اس کے عمل کی وجہ سے نہیں اور اگر اس کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ دیا جاتا تو پھر جنت میں کچھ وقت کے لیے تو جا سکتا تھا ہمیشہ وہاں نہیں رہ سکتا تھا اس لیے کہ اس کے عمل کی مدت چند سال ہے تو اس کا بدلہ بھی چند سالوں کی صورت میں ملنا چاہیے یا پھر اس کے دوگنا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو جنت میں ہمیشگی اس کی نیت کی وجہ سے عطا فرمائیں گے اس لیے کہ مومن نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ کی اطاعت کی نیت کر رکھی ہوتی ہے اگر اللہ کریم اس کی زندگی کو ہمیشہ باقی رکھتے تو وہ ہمیشہ ہی اللہ کی اطاعت ایمان اور اعمال صالحہ کے ذریعے کرتا رہتا اور یہی معاملہ کافر کی نیت کا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ کی نافرمانی کی نیت کر چکا ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کو ہمیشہ باقی رکھتے تو وہ ہمیشہ ہی اللہ کی نافرمانی کفر اور اعمال سئیہ کے ذریعے کرتا رہتا۔ اس لیے اس کو ہمیشہ کا عذاب بصورت جہنم دیا جائے گا۔

لطف و عنایات کی بارش:

اول الذکر حدیث مبارک میں چار طرح کے اعمال کا ذکر موجود ہے جن میں

سے دو کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے یعنی نیکی کا ارادہ اور برائی کا ارادہ جبکہ باقی دو کا تعلق انسان کے دیگر اعضاء کے ساتھ ہے۔

نیک نیت:

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِى بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ۔

صحیح مسلم، باب اذا ھم العبد.. الخ، الرقم:185

ترجمہ: ہمام بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ بیان فرمائے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا کوئی بندہ اپنے دل میں نیک عمل کا پختہ ارادہ (سچی اور پکی نیت) کر لے تو میں اس کے لیے اس کے عمل کرنے سے بھی پہلے نیکی اور اجر لکھ دیتا ہوں۔

نیت ایک مخفی عمل:

نیت بھی چونکہ خود ایک عمل ہے جس کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے انسان کے دل کا محض ارادہ لوگوں کی نظروں سے مخفی ہوتا ہے اس لیے اس میں ریا، شہرت اور دکھلاوا نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی اس مخفی عمل کو اپنے ظاہری عمل کے ذریعے ریا اور دکھلاوے کی بھینٹ چڑھا دے۔

سچی اور پکی نیت کا اجر و ثواب:

امام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں:

عَنِ النَّبِى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه قَالَ يَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى لِلْحَفَظَةِ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ اُكْتُبُوا لِعَبْدِيْ كَذَا وَ كَذَا مِنَ الْأَجْرِ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَحْفَظْ ذٰلِكَ عَنْهُ وَلَا هُوَ فِيْ صُحُفِنَا فَيَقُوْلُ إِنَّهُ نَوَاهُ۔

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، تحت حدیث اول

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نامہ اعمال لکھنے والے ملائکہ سے فرمائیں گے کہ میرے بندے کے نامہ اعمال میں اتنا اتنا اجر لکھ دو۔ وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں تو اس بندے کا ایسا کوئی عمل یاد نہیں جس کی وجہ سے اس کو یہ اجر دیا جارہا ہو اور نہ ہی ہمارے تحریر شدہ اعمال ناموں میں ایسا عمل درج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ اس نے اس نیک عمل کی پختہ نیت کرلی تھی۔

خیر القرون کے ایک شخص کا واقعہ:

قَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ رَحِمَهُ اللهُ كَانَ رَجُلٌ يَطُوفُ عَلَى الْعُلَمَاءِ يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّنِي عَلَى عَمَلٍ لَا أَزَالُ مِنْهُ لِلّٰهِ عَامِلًا فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَ عَلَيَّ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا وَأَنَا عَامِلٌ لِلّٰهِ تَعَالَى۔ فَقِيلَ لَهُ: قَدْ وَجَدْتَ حَاجَتَكَ فَاعْمَلِ الْخَيْرَ مَا اسْتَطَعْتَ فَإِذَا فَتَرْتَ أَوْ تَرَكْتَهُ فَهِمَّ بِعَمَلِهِ فَإِنَّ الْهَامَّ بِعَمَلِ الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ۔

جامع العلوم والحکم، الحدیث السابع والثلاثون

ترجمہ: زید بن اسلم تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مختلف علماء کرام کی خدمت میں سوال لے کر حاضر ہوا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی وجہ سے میں ہر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں میں چاہتا ہوں کہ دن رات کا کوئی لمحہ اللہ کی عبادت کے بغیر نہ گزرے۔ علماء کرام نے جواب دیا کہ تم دو کام کرلو ہر وقت اللہ کی عبادت کرنے والے بن جاؤ گے جب تک ممکن ہو اعمال صالحہ کرتے رہو اور جب اس

کو چھوڑنا پڑ جائے تو چھوڑتے وقت اس نیک عمل کی پکی اور سچی نیت کر لو کیونکہ اللہ کی بارگاہ کرم میں نیک کام کا پختہ ارادہ کرنے والا بھی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ خود نیک کام کرنے والا۔

نیک اعمال:

شریعت جب کسی کو احکام کا مکلف بنادے تو اکیلی نیت کافی نہیں ہوگی مثلاً نماز کا وقت آیا تو نماز کی ادائیگی کا مکلف بنا دیا جاتا ہے، رمضان المبارک آتا ہے تو روزوں کا مکلف، شریعت میں مقرر کردہ نصاب کا مالک ہو زکوۃ کا مکلف اسی طرح حج کی استطاعت کی وجہ سے حج کرنے کا مکلف بنادیا جاتا ہے اب پہلے پہل تو ان کی پکی اور سچی نیت کی جائے کہ میں یہ عمل اللہ کو راضی کرنے کے لیے کروں گا لیکن یاد رکھیں محض نیت کرنا اور عملاً وہ نیک اعمال نہ کرنا جن کا اسے مکلف بنایا گیا ہے باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ گناہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے اولاً سچی اور پکی نیت ہی نہیں کی جس کا پتہ اس کے عمل سے چلتا ہے اور دوسرا اس نے مکلف ہونے کے باوجود عمل نہیں کیا جس پر اس کو گناہ ہوگا۔

دس گنا اجر:

ہاں پکی اور سچی نیت کے بعد جب عمل کرے گا تو اللہ کریم اس کو عمل کے مطابق نہیں بلکہ عمل سے بڑھ کر جزا دیں گے۔ قرآن کریم میں ہے:

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا۔

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 160

ترجمہ: جو ایک نیکی لے کر حاضر ہوگا اس کو دس گنا بڑھا کر اجر دیا جائے گا۔

سات سو گنا اجر:

کچھ نیک اعمال ایسے ہیں کہ جن کے بدلے میں ثواب اور اجر دس گنا سے لے

کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ و خیرات کرنے کا اجر و ثواب کے بارے قرآن کریم میں ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 261

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے جیسی ہے جس سے سات بالیاں اگتی ہوں ہر بالی کے اندر سو سو دانے ہوں۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم:

مذکورہ بالا آیت نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے دعا فرمائی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ زِدْ أُمَّتِي! فَنَزَلَتْ: مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ زِدْ أُمَّتِي! فَنَزَلَتْ: إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

صحیح ابن حبان، باب ذکر الخبر الدال.. الخ، الرقم: 4648

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے جیسی ہے جس سے سات بالیاں اگتی ہوں اور ہر بالی کے اندر سو سو دانے ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے دعا فرمائی: اے میرے رب! میری امت کے اجر و ثواب میں مزید بھی اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی دعا کو قبول

فرماتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ جو اللہ کو بہترین قرض دیتے ہیں یعنی صدقہ اور خیرات کرتے ہیں ان کے اجر میں کئی گنا اضافہ کر دیا جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے میرے رب! میری امت کے اجر و ثواب میں مزید بھی اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی کہ صبر کرنے والوں کو یعنی اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر نیک اعمال کرنے والوں اور برائیوں سے بچنے والوں کو بے حساب اجر و ثواب دیا جائے گا۔

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

عفو و درگزر کی برسات:

اب حدیث مبارک کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں کہ جس شخص نے دل میں برائی کا ارادہ کیا اور خوف خدا کی وجہ سے برائی کی نہیں تو اس برائی نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اجر و ثواب لکھ دیتے ہیں اور اگر اس نے برائی کر بھی لی تو اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

بری نیت:

برائی کا ارادہ کر لینے کے بعد بھی انسان کے نامہ اعمال میں برائی نہیں لکھی جاتی بلکہ ایسے شخص کو توبہ کی مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے اس ارادے پر عمل کرنے سے باز آجاؤ اور اللہ سے اس کی معافی مانگو اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کر لینے کے بعد خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ والا کام نہیں کرتا تو اس پر بھی اس کو اجر عطا کیا جاتا ہے۔

برے وساوس معاف ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ

عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ۔

مسند ابی داود الطیالسی، الرقم: 2581

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے امتیوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے وساوس کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں ہاں اگر کوئی بری بات منہ سے نکالے یا پھر برا عمل کر لے تب گناہ ہو گا۔

برے اعمال:

ہم پر کتنا اللہ کا کرم ہے کہ جب نیک عمل کریں تو اسی کے مطابق ثواب نہیں ملتا بلکہ نیک عمل سے بڑھ کر اللہ جزا دیتے ہیں لیکن اگر کوئی برا عمل کر لے تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے، قرآن کریم میں ہے:

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 160

ترجمہ: جو شخص ایک برائی لے کر ہماری بارگاہ میں حاضر ہو گا اس کو اسی گناہ کے برابر بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے خیالات کو پاک رکھیں، ہمیشہ نیک کاموں کی نیت کریں برے عزائم سے اپنی حفاظت کریں اور برے اعمال سے بچیں اگر برے اعمال سرزد ہو جائیں تو فوراً توبہ کریں۔ اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ، چشتیہ شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 12 دسمبر، 2019ء

سورج گرہن

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے سورج اور چاند دو بڑی نشانیاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ایک حساب کے تحت طلوع و غروب کے نظام میں جکڑے ہوئے ہیں اسی مقرر کردہ حساب کی ایک نوع یہ بھی ہے کہ ان کو مختلف اوقات میں گرہن لگتا ہے۔

ماہرین فلکیات کے مطابق 26 دسمبر کو سورج کو گرہن لگے گا اور پاکستان کے تمام جنوبی علاقے کے لوگ 20 سال بعد مکمل سورج گرہن دیکھیں گے، آخری بار ایسا 11 اگست 1999 کو ہوا تھا، سورج گرہن جنوبی پاکستان خاص طور پر ساحلی علاقوں کراچی اور گوادر میں سب سے زیادہ ہو گا۔

نشانیاں بھیجنے کی وجہ:

سورج گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے اوران کے دکھلانے کا مقصد اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ ذکر فرماتے ہیں:

وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیَاتِ إِلَّا تَخۡوِیفًا۔

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ:59

ترجمہ: اور ہم ڈرانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللهُ إِنَّ اللَّهَ خَوَّفَ النَّاسَ بِمَا يَشَاءُ مِنۡ آيَاتِهِ لَعَلَّهُمۡ يَعۡتَبِرُونَ وَيَذَّكَّرُونَ وَيَرۡجِعُونَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الۡكُوفَةَ رُجِفَتۡ عَلَى عَهۡدِ ابۡنِ مَسۡعُودٍ

رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ یَسْتَعْتِبُكُمْ فَأَعْتِبُوهُ وَهَكَذَا رُوِیَ أَنَّ الْمَدِیْنَةَ زُلْزِلَتْ عَلَی عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَرَّاتٍ فَقَالَ عُمَرُ: أَحْدَثْتُمْ وَاللهِ لَئِنْ عَادَتْ لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ۔

تفسیر ابن کثیر تحت آیت ھذہ

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی نشانیوں سے ڈراتے ہیں تاکہ وہ عبرت و نصیحت حاصل کریں اور اللہ ہی کی طرف رجوع کریں۔ یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ کوفہ میں زلزلہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! یہ پکی بات ہے کہ تمہارا پروردگار (تمہارے گناہوں پر) تنبیہ اور سرزنش فرمارہا ہے لہذا اسے (نیک اعمال کر کے) راضی کرلو۔ اسی طرح یہ بات بھی نقل کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں زلزلے کے کئی جھٹکے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو تمہاری بدعملیوں کی وجہ سے زلزلہ آیا ہے قسم بخدا! اگر دوبارہ زلزلہ آیا تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔

قیامت کی یاد:

سورج گرہن کو ظاہر فرمانے کا مقصد بھی ڈرانا ہے کہ اللہ جل شانہ کی کبریائی اور قدرت کو دیکھ ڈرنا چاہیے اس سے قیامت کی یاد آتی ہے کہ جیسے اب تھوڑی دیر کے لیے سورج ہلکا سا بے نور ہو جاتا ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی سورج مکمل بے نور ہو جائے گا اور اس کو لپیٹ دیا جائے گا۔ انسان غور کرے کہ سورج اتنی بڑی مخلوق ہونے کے باوجود اللہ کی قدرت کاملہ اور قدرت قاہرہ کے سامنے بالکل بے بس اور مجبور ہے اللہ جب چاہے اسے بے نور کر دے اور جب چاہے اسے روشنی عطا کر دے جب سورج اور چاند جیسی بڑی مخلوقات کی یہ حالت ہے تو ہم کس شمار قطار میں ہیں؟ لہذا

اس ذات کے عظیم اور اس ذات کے جبار و قہار ہونے کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی حالت:

اس دنیا میں نظام ارضی و سماوی کے تغیرات و انقلابات چونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈرانے کے لیے ہوتے ہیں تو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جتنی معرفت ہوگی اسی قدر اس میں خوف اور خشیت پیدا ہوگی اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ مخلوقات میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوتی ہے اس لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوف و خشیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ۔

صحیح البخاری، باب الذکر فی الکسوف، الرقم:1059

ترجمہ: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرا کر اٹھے اس خوف سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَزِعًا۔

السنن الکبریٰ للنسائی، نوع آخر من صلاۃ الکسوف، الرقم:1883

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خشیت الٰہی کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ کپڑوں کو ٹھیک طرح سے سمیٹے بغیر ہی گھر سے باہر تشریف لائے۔

رسول اللہ ﷺ کا عمل:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ۔

صحیح البخاری، باب الذکر فی الکسوف، الرقم:1059

ترجمہ: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرا کر اٹھے اس خوف سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آکر بہت ہی لمبا قیام، لمبا رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

سورج گرہن اور اصلاح عقائد:

ساری دنیا کو اپنی روشنیوں سے روشن کرنے والے سورج کا بے نور ہونا چونکہ غیر معمولی نوعیت کا واقعہ ہوتا ہے اس لیے اس موقع پر مختلف قسم کی باتیں پھیل جاتی ہیں بعض لوگ تو اسے محض اتفاق ہی سمجھتے ہیں جبکہ بعض اس کو اپنے مخصوص نظریات کی زاویے سے دیکھتے ہیں۔ اسلام ایسے موقع پر اپنے ماننے والوں کو جہاں نیک اعمال کی تعلیم دیتا ہے اس سے پہلے اُن کے عقائد کی اصلاح کرتا ہے تاکہ اس طرح محیر العقول واقعات کو دیکھ کر توہمات میں مبتلا ہو کر اسے محض اتفاق کا کرشمہ مت سمجھیں اور نہ ہی اس بارے کسی طرح کے غیر حقیقی نظریات اپنائیں۔

سورج گرہن اور دہریہ نظریہ:

دہریہ خدا تعالیٰ کے وجود ہی کے منکر ہیں جب وہ خدا کی ذات کو ہی نہیں مانتے تو خدا کی صفات قدرت وغیرہ کیسے مانیں گے؟ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام حوادثات زمانہ محض اتفاق سے ہو رہا ہے کوئی ذات اسے کنٹرول نہیں کر رہی اسی طرح سورج گرہن اور چاند گرہن بھی محض اتفاقاً کبھی کبھار رونما ہو جاتے ہیں۔

دہریہ نظریے کی تردید:

اسلام اس نظریے کی تردید کرتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللهِ۔

صحیح مسلم، باب صلاۃ الکسوف، الرقم:2044

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا... اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں محض اتفاق کا کرشمہ نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے منکرین خدا کا نظریہ ہے۔

سورج گرہن اور مشرکین عرب کا نظریہ:

مشرکین عرب سورج گرہن جیسے غیر معمولی واقعے کو دیکھ کر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے تھے کہ یہ کسی بڑی عظیم الشان شخصیت کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَذَاكَ أَنَّ ابْنًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ فِي ذَاكَ۔

صحیح البخاری، باب الصلاۃ فی کسوف القمر، الرقم:1063

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ان کی وفات کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا ہے۔

مشرکانہ نظریے کی تردید:

اسلام اس نظریے کی تردید کرتا ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ۔

صحیح البخاری، باب الصلاۃ فی کسوف القمر، الرقم: 1063

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ان کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو بڑی نشانیاں ہیں ان کو گرہن کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگتا۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ۔

السنن الکبریٰ للنسائی، نوع آخر من صلاۃ الکسوف، الرقم: 1883

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج گرہن ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے نظریہ بنالیا ہے سورج و چاند کو گرہن اس لیے لگتا ہے کہ کسی عظیم شخصیت کی موت واقع ہوئی ہے حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے سورج اور چاند کو گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بڑی نشانیاں ہیں۔

سورج گرہن اور نجومیوں کا نظریہ:

نجومی یعنی سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کرنے والے اور انہی کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنے والے لوگوں کا نظریہ ہے کہ سورج اور چاند گرہن کے موقع پر خوف کھانا اور نماز، دعا استغفار وغیرہ کی تعلیم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سورج اور چاند میں ذاتی طور پر نفع و نقصان دینے کے اختیارات موجود ہیں تبھی تو ان کے گرہن لگنے کے موقع ڈرا جاتا ہے۔

نجومیانہ نظریے کی تردید:

اسلام اس نظریے کی تردید کرتا ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ۔

صحیح البخاری، باب الصلاۃ فی کسوف القمر، الرقم: 1063

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو بڑی نشانیاں ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ خود اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں خود رب اور الٰہ نہیں کہ ذاتی طور پر کسی کو نفع یا نقصان دے سکیں بلکہ ان کی حیثیت محض قدرت باری تعالیٰ کی نشانیوں کے طور پر ہے اور بس۔

سورج گرہن اور ہندوانہ نظریہ:

دودھ کے سمندر سے خداؤں نے راکششوں کی مدد سے ایک ایسا مشروب نکالا جس کو پینے والا امر ہو جائے گا یعنی اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ راکششوں کو خداؤں نے وہ مشروب دینے سے انکار کر دیا، پھر جس محفل میں تمام خدا بیٹھے تھے اور

باری باری سب کو امرت دیا جا رہا تھا۔ امرت دینے والی دیوی کا نام موہینی تھا۔ ایک سوار بھانو نامی راکشس خدا کا روپ اور بھیس بدل کر اس محفل میں آ بیٹھا۔ اس کے دائیں جانب چندرا دیوتا (چاند کا خدا) اور بائیں جانب سوریا دیوتا (سورج کا خدا) بیٹھے تھے جنہوں نے سوار بھانو کو پہچان لیا کہ یہ خدا کے روپ میں راکشس ہے۔ انہوں نے فوراً سے یہ بات موہینی کو بتلائی، موہینی در حقیقت وِشنو دیوتا تھا جو موہینی کے روپ میں آیا ہوا تھا۔ وِشنو نے فورا یہ بات سنتے ہی اس راکشس سوار بھانو کی گردن کو اپنے سودرشن چکر اسے کاٹ ڈالا، مگر اس وقت تک سوار بھانو کے گلے تک وہ امرت پہنچ چکا تھا جس وجہ سے اس کا سر امر ہو گیا اور جسم مر گیا اور سر آسمان کی طرف اڑ گیا اس کے سر کو "راہو" اور اس کے پیچھے رہ جانے والے دھڑ کو "کیتو" کہا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام "راہو کیتو" پڑ گیا۔ سوار بھانو اس وقت سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا جب اس کا سر اور دھڑ علیحدہ ہوئے تو راہو (سر) کیتو (دھڑ) نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ ہم چندرا اور سوریا سے بدلا لیں گے کیونکہ اسے چندرا و سوریا پر بہت غصہ تھا کہ ان دونوں کی شکایت کی وجہ سے اس کا یہ حشر ہوا تو اس نے ان دونوں سے بدلا لینے کی ٹھان لی۔ اسی وجہ سے سال کے کسی حصے میں جب راہو سوریا (سورج) یا چندرا (چاند) کے قریب ہوتا ہے تو اسے وہ بدلے کے لیے نگل لیتا ہے اس کو سورج گرہن اور چاند گرہن کہتے ہیں۔

بحوالہ: ایک غلط سوچ

ہندو دھرم والوں کا نظریہ ہے کہ گرہن کے اس عمل کے وقت ملک کے کسی بڑے آدمی کی موت ہوتی ہے۔

ہندوانہ نظریے کی تردید:

اسلام اس نظریے کی تردید کرتا ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...قَالَ...لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ۔

السنن الکبریٰ للنسائی، نوع آخر من صلاۃ الکسوف، الرقم: 1883

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند گرہن کی وجہ سے کسی کی موت واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: لِمَوْتِ أَحَدٍ کے شروع والے لام کو اَجلیہ بھی بنا سکتے ہیں اور تعلیلیہ بھی۔

سورج گرہن اور ملحدین کا نظریہ:

ملحدین کہتے ہیں کہ ایک طرف تم کہتے ہو کہ قرآن کریم میں ہے سورج اور چاند اپنے مقرر کردہ حساب کے مطابق چل رہے ہیں اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ جب سورج چاند کا سارا نظام ہی ایک طے شدہ حساب میں جکڑا ہوا ہے تو یہ ایک طبعی چیز ہے اس پر خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ اسباب کے تحت رونما ہوتا ہے اس موقع پر دعا، استغفار، صدقہ خیرات اور دیگر کام بھی نہیں کرنے چاہییں۔ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے روزانہ سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے تو جیسے روزانہ کے طلوع و غروب سے کوئی خوف زدہ نہیں ہوتا اس سے بھی نہیں ہونا چاہیے۔

ملحدانہ نظریے کی تردید:

اسلام اس نظریے کی تردید کرتا ہے:

اس نظریے کے مطابق ہر وہ چیز جس کا تعلق اسباب کے ساتھ جڑا ہوا ہو اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ تمام تکالیف یہاں تک کہ موت بلکہ قیامت بھی اسباب کے تحت ہے ان سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے جبکہ اس نظریے کے حاملین کو ان چیزوں کا خوف کھائے جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس پر اسرار کائنات میں جو واقعات رونما ہوتے ہیں سائنسی ترقی کی بدولت بعض واقعات کے ظاہری اسباب تک ہماری رسائی ہو جاتی ہے اور اکثر واقعات و تغیرات ایسے ہیں جن تک سائنسی ترقی کے باوجود بھی رسائی نہیں ہو سکتی ان کا تعلق محض اللہ کی قدرت اور مشیئت کے ساتھ ہے جن کی نظریں ان واقعات کے ظاہری اسباب تک محدود رہتی ہیں ان کے لیے کائنات کے تغیرات دلچسپ تماشے سے زائد کچھ نہیں ہوتے لیکن جن کی نگاہ ان ظاہری اسباب سے بھی اوپر جاتی ہے وہ ان واقعات سے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کے عقیدہ کا رسوخ دل میں پیوست کر لیتے ہیں اس لیے ان جیسے واقعات کے جو ظاہری اسباب تجربے اور مشاہدے سے معلوم ہوتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام ان کے بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے کیونکہ ایسے ظاہری اسباب تک پہنچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور، تجربات اور مشاہدات کی دولت عطا کر رکھی ہے، وحی کی ضرورت نہیں۔ ہاں انبیاء کرام علیہم السلام اُن باتوں کی طرف توجہ کراتے ہیں جن تک رسائی سے عقل، تجربہ اور مشاہدہ سب ناکام ہو جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط عقیدے کی تو کھل کر تردید فرمائی کہ چاند اور سورج کے گرہن لگنے کو کسی کی موت وحیات سے کوئی تعلق نہیں لیکن اس کی سائنسی وجہ بیان نہیں فرمائی۔ بلکہ ظاہری سبب سے اوپر کی اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی جس کو عام طور انسان فراموش کر دیتا ہے اور یہ کہہ کر مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ تو اسباب کے تحت رونما ہو رہا ہے لہذا ڈرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور فرمایا کہ سورج جیسی عظیم الجثہ مخلوق کا بے نور ہونا اللہ کی قدرت کی دلیل ہے کہ جس اللہ کو اس پر یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے بے نور کر دے اور جب چاہے اس کی روشنی واپس لوٹا دے ایسے ہی اسے انسان جیسی کمزور مخلوق پر بھی

مکمل قدرت حاصل ہے جب چاہے اسے موت دے اور محشر میں زندہ اٹھا کر اس کے لیے جنت و جہنم کا فیصلہ فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم:

عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَقُومُوا فَصَلُّوا۔

صحیح بخاری، باب الصلاۃ فی کسوف الشمس، الرقم: 1041

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج و چاند کو کسی کے مرنے سے گرہن نہیں لگتا، یہ تو قدرت خداوندی کی دو نشانیاں ہیں جب انہیں گرہن ہوتے دیکھو تو نماز پڑھو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللهُ بِهِ عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ۔

صحیح البخاری، باب الذکر فی الکسوف، الرقم: 1059

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورج گرہن کے موقع پر... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سورج اور چاند گرہن) نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اس سے دعا اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:... فَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ

أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

صحیح البخاری، باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف، الرقم:1050

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سورج گرہن کے بارے وہ سب باتیں تعلیم کے طور پر ارشاد فرمائیں جو اللہ چاہتے تھے اور بعد میں انہیں حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لاَ يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا.

صحیح مسلم، باب صلاۃ الکسوف، الرقم:2044

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا ... اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں ان کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم انہیں (اس حالت میں) دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

سورج گرہن کے وقت کیا کریں؟

اس بارے مذکورہ بالا روایات ہماری رہنمائی کرتی ہیں ان میں مجموعی طور پر نماز، دعا، ذکر اللہ، استغفار اور صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سورج گرہن اور نماز:

سورج گرہن کے وقت جو نماز ادا کی جاتی ہے اسے صلوٰۃ الکسوف کہتے ہیں

جس کے چند اہم مسائل ہم ان شاء اللہ آخر میں ذکر کریں گے۔ ابھی یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ تو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ نماز اہم العبادات ہے، تمام عبادات میں اس کی فضیلت نرالی اور بلند ہے، اللہ کی رحمت کو اپنے اوپر متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے، مصیبت میں دل کی تسلی کا باعث ہے، اللہ کو راضی کرنے کا سبب ہے، اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار ہے، یہی وجہ ہے کہ عام معمولات کے علاوہ جب کبھی کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آتا مثلاً تیز ہوا، آندھی اور طوفانی بارش وغیرہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہو جاتے۔ سورج گرہن بھی ایک غیر معمولی نوعیت کا معاملہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں سورج جیسا عظیم الشان جثہ بے نور ہو جاتا ہے تو اس موقع پر نماز کا حکم دیا گیا ہے۔

سورج گرہن اور دعا:

دعا ایسا نیک عمل ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں اپنی صفت رحمت کو صفت غضب پر غالب فرما لیتے ہیں اور مصائب سے چھٹکارا نصیب فرماتے ہیں۔ سورج گرہن کا وقت بھی انہی اوقات میں شامل ہے جس میں انسان مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے اس لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ۔

جامع الترمذی، باب بلا ترجمۃ، الرقم: 3548

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مصائب نازل ہو چکے یا ہونے والے ہوں اس میں دعا کام آتی ہے۔ اس لیے اللہ کے بندو! دعاؤں کا خوب اہتمام کرو۔

سورج گرہن اور ذکر اللہ:

اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے اصل تو یہ ہے کہ انسان کا کوئی لمحہ اللہ کی یاد

کے بغیر نہیں گزرنا چاہیے لیکن جب کوئی مصیبت یا پریشانی غیر معمولی واقعہ پیش آجائے تو اس موقع پر زبان اور دل دونوں سے اللہ اللہ کی صدا سنائی دینی چاہیے۔ سورج گرہن سے خوف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اگر اس خوف میں اللہ کی رحمت کی آمیزش نہ کی جائے تو محض خوف مایوسی پیدا کرتا ہے اور یہ مایوسی اللہ سے دور کرتی ہے اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ اس موقع پر اللہ کا ذکر کرنا چاہیے کیونکہ قرآنی فیصلہ ہے کہ ذکر اللہ سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

سورج گرہن اور استغفار:

اللہ کی طرف سے سورج کو گرہن لگنا بطور تنبیہ کے ہوتا ہے کہ اپنے برے اعمال سے باز آجاؤ اور تائب ہو کر معافی مانگو ورنہ دیکھو کہ میں سورج جیسی عظیم الشان مخلوق کو یوں بے نور کر سکتا ہوں تو تمہیں سزا دینا میرے لیے کیا مشکل ہے؟ لہٰذا اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔

سورج گرہن اور عذاب قبر سے پناہ:

سرسری طور پر سورج گرہن اور عذاب قبر میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ان دونوں میں مناسبت موجود ہے اسی لیے اس موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ حاصل کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

قَالَ بن الْمُنِيرِ فِي الْحَاشِيَةِ مُنَاسَبَةُ التَّعَوُّذِ عِنْدَ الْكُسُوفِ أَنَّ ظُلْمَةَ النَّهَارِ بِالْكُسُوفِ تُشَابِهُ ظُلْمَةَ الْقَبْرِ وَإِنْ كَانَ نَهَارًا وَالشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُذْكَرُ فَيُخَافُ مِنْ هَذَا كَمَا يُخَافُ مِنْ هَذَا فَيَحْصُلُ الِاتِّعَاظُ بِهَذَا فِي التَّمَسُّكِ بِمَا يُنْجِي مِنْ غَائِلَةِ الْآخِرَةِ۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف

ترجمہ: ابن منیر رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ سورج گرہن

کے وقت عذاب قبر سے پناہ حاصل کرنے میں مناسبت یہ ہے کہ جیسے قبر میں اندھیرا ہوتا ہے اسی طرح سورج گرہن کے وقت دن میں بھی اندھیرا ہو جاتا ہے (یہ الگ بات ہے کہ قبر کا اندھیرا سورج گرہن کے اندھیرے سے کہیں زیادہ ہو گا) اور ضابطہ ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کے یاد کرنے کا سبب ہوتی ہے اس لیے انسان سورج گرہن کے وقت خوف زدہ ہوتا ہے جس طرح قبر کے عذاب سے خوف زدہ ہوتا ہے تو وہ آخرت کی ہولناکیوں سے نجات دینے والی چیزوں کو اختیار کر کے عبرت حاصل کرتا ہے۔

سورج گرہن اور صدقہ و خیرات:

اللہ کے راستے میں اپنے مال کو خرچ کر کے مستحق افراد کی ضروریات کو پورا کرنا صدقہ و خیرات کہلاتا ہے۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے اور بری موت سے حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَۃُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصَدَقَۃُ الْعَلَانِیَۃِ تَقِی مِیْتَۃَ السُّوْءِ۔

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی طلاقۃ الوجہ، الرقم: 7704

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چپکے سے صدقہ کرنا رب تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے اور علانیہ صدقہ کرنا بری موت سے بچاتا ہے۔

سورج گرہن چونکہ اللہ کے غضب کا عکاس ہوتا ہے اس موقع پر اگر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم شامل حال نہ ہو تو انسانیت فنا ہو جائے اس لیے اس موقع پر صدقہ و خیرات کا حکم دیا گیا ہے۔

صلوٰۃ الکسوف کے چند مسائل:

❖ صلوٰۃ الکسوف کا وقت سورج گرہن لگنے کی ابتداء سے لے کر گرہن کے زائل

ہونے تک رہتا ہے۔ البتہ اوقات مکروہ (جن میں نماز پڑھنا جائز نہیں) میں نہیں پڑھی جاتی۔ ان اوقات مکروہ میں نماز کے علاوہ دعا، استغفار، ذکر اذکار وغیرہ کرتے رہنا چاہیے۔

- صلوٰۃ الکسوف کے لیے اذان و اقامت نہیں۔
- صلوٰۃ الکسوف میں خطبہ نہیں ہوتا۔
- صلوٰۃ الکسوف کی دو رکعتیں ہیں۔
- صلوٰۃ الکسوف باجماعت ادا کی جائے اگرچہ انفرادا بھی گنجائش ہے۔
- صلوٰۃ الکسوف سری نماز ہے لیکن جہر کی گنجائش بھی موجود ہے۔
- صلوٰۃ الکسوف بھی دو رکعات والی عام نمازوں کی طرح ہے یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع ہے۔ ہاں قراءۃ اور رکوع و سجود طویل ہونے چاہییں۔

فائدہ: جن روایات میں ایک رکعت میں ایک سے زائد رکوع کا تذکرہ ملتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر دن اور ہر رات شریعت کے موافق گزارنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ، چشتیہ شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 19 دسمبر، 2019ء

صدقہ، صبر اور قناعت

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ خیر و شر کی وہ باتیں جو محض عقل سے معلوم نہیں ہو سکتی تھیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں بتلا دیں تاکہ خیر و منفعت کی باتوں پر عمل کر سکیں اور شر و نقصان کی باتوں سے بچ سکیں۔

عَنْ سَعِيدِنِ الطَّائِيِّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الأَنَّمَارِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعة نفر، الرقم: 2325

ترجمہ: حضرت ابو البختری سعید الطائی رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے صحابی رسول حضرت ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ جن (کی اہمیت کے پیش نظر میں اِن) پر میں قسم اٹھاتا ہوں: اس کے علاوہ کچھ مزید باتیں بھی تمہیں بتاتا ہوں ان باتوں کو اچھی طرح یاد کرلینا چنانچہ وہ باتیں جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں وہ (بالترتیب) اس طرح ہیں:

1: اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بندہ کے مال میں کچھ کمی نہیں آتی۔

2: جب کسی بندہ پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے (یعنی کوئی ظلم کے مقابلے میں شرعاً ناجائز کام نہیں کرتا) تو اللہ تعالیٰ اس صبر کے بدلے اس کو عزت و سربلندی سے نوازتا ہے۔

3: جب کوئی بندہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر و تنگدستی کا دروازہ کھول دیتے ہیں (اس پر مسلسل فقر و فاقہ آتا رہتا ہے)

باقی رہی وہ (مزید مفید) باتیں جو میں ابھی بیان کرنے لگا ہوں انہیں اچھی طرح یاد رکھنا کہ دنیا میں چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں:

1: وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دونوں عطا کیے ہوں اور وہ علم کی وجہ سے اپنے رب (کے ناراض ہونے یا اس کے عذاب) سے ڈرتا ہو، صلہ رحمی کرتا ہو اور حقوق اللہ ادا کرنے میں لگا رہتا ہو یہ شخص اعلیٰ مرتبہ و مقام والا ہے۔

2: وہ شخص جسے اللہ نے علم کی دولت دی ہو لیکن مال والی دولت سے محروم رکھا ہو اور وہ سچی نیت کے ساتھ اس تمنا کا اظہار کرتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی فلاں دیندار مالدار بندے کی طرح دینی کاموں پر اس کو خرچ کرتا۔ یہ دونوں اجر و ثواب میں برابر ہیں۔

:3 وہ شخص جس کو مال عطا کیا گیا ہو لیکن علم دین سے اس کو محروم کر دیا گیا ہو اور وہ بغیر علم کے اپنے مال کو غلط اور ناجائز طریقے سے خرچ کرتا ہو، اپنے رب سے نہ ڈرتا ہو، صلہ رحمی نہ کرتا ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہو یہ شخص بدترین درجے کا انسان ہے۔

:4 وہ شخص جس کو اللہ نے نہ مال دیا ہو اور نہ ہی علم اور وہ اس عزم کا اظہار کرے کہ اگر مجھے بھی مال دیا جاتا تو میں فلاں (بدکار) شخص کی طرح (ناجائز اور گناہ کے کاموں میں) اس کو خرچ کرتا یہ اس شخص کی (ایسی) غلط نیت ہے (جس کے کرنے کا پختہ عزم کر چکا ہے محض وسوسہ نہیں) اس لیے یہ غلط نیت کرنے والا اور عملاً ناجائز امور میں مال کو خرچ کرنے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

صدقہ کریں، مال کم نہیں ہو گا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا کر جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں ان میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں لوگوں کی دینی و دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے سے یعنی صدقہ کرنے سے انسان کے مال میں ہرگز کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور بھلا ہو بھی کیسے سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صدقات کو مسلسل بڑھاتے رہتے ہیں۔

صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ...وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ۔

جامع الترمذی، باب ماذکر فی فضل الصلاۃ، الرقم:614

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا گناہوں کو ایسے ختم کرتا جیسے پانی آگ کو بجھا کر ختم کر دیتا ہے۔

مخفی اور اعلانیہ صدقے کی خاصیات:

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَۃُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصَدَقَۃُ الْعَلَانِیَۃِ تَقِی مِیْتَۃَ السُّوْءِ۔

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی طلاقۃ الوجہ، الرقم:7704

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھپکے سے صدقہ کرنا رب تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے اور علانیہ صدقہ کرنا بری موت سے بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صفت انفعال سے پاک ہیں:

اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم، جسمانیات اور جسمانی کیفیات و عوارضات (صفتِ انفعال) سے بالکلیہ پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ترس اور غضب ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ ہمارا ترس اور غضب ہوتا ہے کہ ہم کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھیں تو دل میں ایک دکھ پیدا ہوتا ہے قلب کی کیفیت بدلتی ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ مصیبت زدہ شخص اس مصیبت سے نجات پا جائے یہ ہے ہمارے ترس کرنے کا معنیٰ۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت سے پاک ہیں کیونکہ یہ مخلوق کی صفت ہے خالق کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام اور قانون ہے کہ فلاں نیکی کا کام مثلاً دعا کرو میں تمہاری مدد کروں گا اور میں تم پر احسان کرتے ہوئے تمہارے حق میں اپنی صفت رحم کو اپنی صفت غضب پر غالب کر دوں گا۔ اور اگر تم نے فلاں نافرمانی والا کام کیا تو میں اپنی صفت رحم پر اپنی صفت غضب کو غالب کر دوں گا۔ جب بندہ کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے اپنی ایک صفت کو دوسری صفت پر غالب فرما دیتے ہیں اگر صفت رحم کو غالب فرمائیں تو کہا جاتا ہے کہ اللہ کو ترس آیا ہے اور اگر صفت غضب کو غالب فرما لیں تو کہا جاتا ہے کہ اللہ کو غصہ آیا ہے۔

اعلانیہ بہتر اور مخفی زیادہ بہتر:

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 271

ترجمہ: صدقات کو اگر تم ظاہر کر کے دو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر تم اسے چھپا کر فقراء کو دے دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کچھ گناہ معاف فرما دیں گے اور تمہارے کاموں کی اللہ کو خوب خبر ہے۔

کیا اعلانیہ صدقے پر ثواب نہیں؟

صدقہ دونوں طرح سے کرنا درست ہے ظاہر کر کے بھی کیا جائے تو اس میں حرج نہیں اور چھپا کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جہاں ظاہر کر کے دینا زیادہ بہتر ہوتا ہے تاکہ باقی لوگوں میں بھی اس کی ترغیب اور شوق پیدا ہو اور وہ بھی نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اللہ کی رضا کو فراموش کر کے اپنی بڑائی، برتری اور شہرت کی خاطر ایسا کرنا "ریا" کہلاتا ہے۔ قرآن کریم نے کھلم کھلا صدقہ کرنے کی مذمت نہیں بلکہ تعریف فرمائی ہے اس لیے خشک طبیعت دینی اسرار و رموز سے ناواقف لوگوں کے اس دھوکے کا شکار ہرگز نہ ہوں کہ کھلم کھلا صدقہ کرنے سے ثواب نہیں ملتا، یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص علی الاعلان صدقہ کرتا ہے اور اس کی جائز مقاصد کے پیش نظر تشہیر بھی کرتا ہے تو یہ عمل ہرگز شریعت کے خلاف نہیں۔

مخفی صدقہ کیوں افضل ہے؟

ہاں لوگوں سے چھپا کر چپکے سے صدقہ دینا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ اس میں شیطان و نفس کے فریب یعنی ریا، دکھلاوا، عُجب، خود بینی اور شہرت پسندی کا

احتمال نہیں ہوتا مزید یہ کہ حاسدوں، چوروں اور بدخواہوں کے مکر وفریب اور نقصانات سے حفاظت بھی مخفی صدقہ میں ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِى فَقُلْتُ اَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَابَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ؟ قُلْتُ مِثْلَهُ. قَالَ وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ؟ قَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ لاَ أُسَابِقُكَ إِلَى شَىْءٍ أَبَدًا.

سنن ابی داؤد، باب فی الرخصۃ فی ذالک، الرقم:1680

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا اس دن میرے پاس مال موجود تھا تو میں نے (دل ہی دل میں) کہا کہ آج میں ابو بکر سے نیکی کے کام میں آگے بڑھ سکتا ہوں میں اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ مجھ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اتنا ہی (یعنی آدھا) گھر چھوڑ آیا ہوں۔ اسی دوران ابو بکر صدیق بھی تشریف لائے اور اپنے گھر کا کل کا کل سامان خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی پوچھا کہ ابو بکر! گھر کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا: میں نیکی کے کسی کام میں ابو بکر سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: مَنْ ذَا الَّذِی يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ قَالَ أَبُو الدَّحْدَاحِ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُرِيدُ مِنَّا الْقَرْضَ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا أَبَا الدَّحْدَاحِ! قَالَ: أَرِنِي يَدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: فَتَنَاوَلَ يَدَهُ قَالَ: فَإِنِّي قَدْ أَقْرَضْتُ رَبِّي حَائِطِي قَالَ: وَحَائِطُهُ فِيهَا سِتُّمِائَةِ نَخْلَةٍ وَأُمُّ الدَّحْدَاحِ فِيهِ وَعِيَالُهَا قَالَ: فَجَاءَهَا أَبُو الدَّحْدَاحِ فَنَادَاهَا: يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ! فَقَالَتْ: لَبَّيْكَ. فَقَالَ: أُخْرُجِي فَقَدْ أَقْرَضْتُهُ رَبِّي۔

شعب الایمان للبیہقی، باب الاختیار فی صدقۃ التطوع، الرقم: 3178

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: مَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا تو حضرت ابو الدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ ہم سے (ازراہ محبت) قرض طلب فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو الدحداح بے شک ایسے ہی ہے۔

حضرت ابو الدحداح نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ مبارک مجھے تھمائیے (تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر عہد کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا تو ابو الدحداح نے معاہدے کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا باغ اپنے رب کو قرض دے دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کے اس باغ میں چھ سو کھجوروں کے درخت تھے اور اسی باغ میں ہی ان کے گھر والوں کی رہائش تھی۔ ابو الدحداح رضی اللہ عنہ یہاں سے یہ معاہدہ کر کے باغ میں گئے اور باغ کے باہر سے کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی اور فرمایا: چلو اس باغ سے نکل چلو میں نے یہ باغ اپنے رب کو دے دیا ہے۔

آخری وقت سے پہلے پہلے:

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

صحیح البخاری، باب ای الصدقۃ افضل، الرقم: 1419

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اجر و ثواب کے اعتبار سے کون سا صدقہ زیادہ عظیم الشان ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ صدقہ جو تم صحت و تندرستی کی حالت میں دو جبکہ تم میں دولت کی حرص ہو، تنگدستی کا خوف ہو اور سرمایہ کاری کی خواہش ہو۔ اور ہاں صدقہ دینے میں اتنی تاخیر نہ کرو کہ روح نکلنے کے قریب آ پہنچے اور تم اس آخری وقت میں یوں کہو کہ فلاں فلاں کو اتنا اتنا صدقہ دے دو حالانکہ اب وہ مال ورثاء کا ہو چکا ہے۔

مسئلہ: انسان اپنے کل مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کر سکتا ہے لیکن جب سکرات طاری ہو جائے اور موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو اب مال اس کی ملکیت سے نکل کر ورثاء کا بن جاتا ہے اب یہ شخص اس میں وصیت نہیں کر سکتا۔

صدقہ کرتے وقت ملحوظ رکھیں:

- ❖ اللہ کو راضی کرنے کے لیے صدقہ کریں۔
- ❖ مال زیادہ ہو یا تھوڑا بہر حال صدقہ کریں۔
- ❖ اچھے اور پاکیزہ مال کا صدقہ کریں۔
- ❖ نیک صالح لوگوں پر صدقہ کریں۔

- مستحق قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کریں۔
- دینی اداروں کے طلباء پر صدقہ کریں۔
- اپنے بچوں کو صدقہ دینے کا عادی بنائیں۔
- بچوں کے ہاتھ سے صدقہ دلوائیں۔
- صدقہ دینے کے بعد احسان نہ جتلائیں۔
- مشکوک یا حرام مال اور مشکوک جگہوں پر زکوٰۃ اور صدقات ادا نہ کریں۔

ظلم پر صبر کریں:

حدیث مبارک میں دوسری بات یہ ذکر فرمائی گئی ہے کہ اگر کسی انسان پر ناحق ظلم کیا گیا اور اس نے انتقامی طور پر بدلہ لینے کے بجائے اس پر صبر کا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمائے گا۔ اگرچہ ظلم اور زیادتی کے برابر بدلہ لینے کی شریعت میں اجازت موجود ہے لیکن صبر کر کے معاف کر دینا زیادہ اجر و ثواب والا کام ہے۔ عین ممکن ہے کہ بدلہ لیتے وقت یہ شخص برابری نہ کر سکے اور جرم و زیادتی سے زیادہ بدلہ لے لے۔ اس لیے بدلہ کی اجازت کے باوجود صبر کو افضل قرار دیا گیا ہے تاکہ معاف کرنے سے دوسرے کے دل میں بھی محبت پیدا ہو اور وہ ساری زندگی اس کا احسان مند رہے اور دونوں طرفوں سے ہمیشہ پیار و محبت بڑھتا ہی رہے۔

نوٹ: صبر کے متعلق وعظ و نصیحت جلد اول صفحہ 200 تا 207 ملاحظہ فرمائیں

قناعت اختیار کریں:

تیسری بات یہ ذکر کی گئی ہے جب بندہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی راہ پر چل پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر و فاقہ اور تنگدستی کا دروازہ کھول دیتے ہیں یعنی ذلت اور دربدر کی ٹھوکروں کے سوا اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ خیر و برکت، چین و سکون اور عزت و شرافت سے اسے محروم کر دیا جاتا ہے۔

خیر و شر کے پہلو:

یوں تو مال اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کو جائز طریقوں سے حاصل کرنے کا حکم بھی شریعت میں موجود ہے بہت ساری عبادات اسی سے وابستہ ہیں لیکن اس کے زہریلے اثرات بھی بہت زیادہ ہیں اسی کی وجہ سے بخل، تفاخر، کینہ، حسد، ریا اور تکبر وغیرہ جیسے کبیرہ گناہ وجود میں آتے ہیں اور انسان کو چوری، ڈکیتی، سود خوری، شراب خوری، جوئے بازی، رشوت ستانی، ملاوٹ اور فراڈ وغیرہ جیسی معاشرتی قباحتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

مانگنے کے نت نئے انداز:

آج کل غریب، مفلوک الحال اور پیشہ ور بھکاری تو رہے ایک طرف۔ اچھے خاصے صاحبِ ثروت، مال و دولت والے امراء اور رئیس زادوں کا یہ حال ہے کہ وہ بھی مانگتے ہیں لیکن مانگنے کا انداز الگ اختیار کرتے ہیں اور اسے زمانے کی ضرورت کہہ کر اپنانے میں فخر بھی محسوس کرتے ہیں۔

چائے بوتل:

سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیوٹ دفاتر میں رشوت مانگی جاتی ہے اور اس قبیح کام کو خوبصورت نام ”چائے بوتل“ کا دیا جاتا ہے جو سراسر حرام ہے۔ بھلا خنزیر کو بکرا کہہ دینے سے وہ کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ اسی طرح رشوت کو چائے بوتل کا نام دیں یا اپنے انعام کا بہر حال رشوت حرام ہے لینے والا اور (بلا استحقاق) دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

جہیز کا مطالبہ:

شادی بیاہ کے موقعوں پر بھاری بھاری جہیز کے نام پر جو بھیک مانگی جاتی ہے

اور رشتوں کے تقدس کو پامال کر کے باہمی دوریاں پیدا کی جاتیں ہیں، گھروں کا سکون غارت ہوتا ہے جس کے برے اثرات نسلوں میں سفر کرتے ہیں اور بالآخر بات طلاقوں تک جا پہنچتی ہے۔ یہ بھی بھیک ہی کہلاتی ہے۔

غریب بھکاری دس بیس روپے کا سوال کرے تو اس کو معاشرتی طور پر حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور امیر بھکاری دس بیس لاکھ کا سوال کرے تو اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ اصولوں سے بے رخی کی ایسی دورخی ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے، کم ہے۔

حدیث کا دوسرا حصہ:

حدیث مبارک کے دوسرے حصے میں چار انسانوں کی صفات کا تذکرہ ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو اچھی طرح یاد رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے پہلے دو کامیاب انسانوں کا تذکرہ فرمایا تاکہ ان جیسی اچھی صفات اپنا کر ان کی اقتداء کی جائے اور بعد میں دو ناکام انسانوں کا تذکرہ فرمایا تاکہ ان کی گندی صفات سے بچ کر ان سے دور رہنے کی کوشش کی جائے۔

پہلا کامیاب انسان:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ سب سے افضل انسان وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال جیسی دولت عطا فرمائی ہو اور علم جیسی لازوال دولت بھی عطا کی ہو اور اس میں مندرجہ ذیل تین خوبیاں بھی موجود ہوں۔

خدا خوفی:

مال کے باوجود اس میں تکبر، گھمنڈ اور غرور کے بجائے علم کی وجہ سے فکر آخرت اور خدا خوفی ہو۔ ناجائز، حرام بلکہ مشتبہ کاموں اور باتوں سے خود کو بچاتا ہو۔

صلہ رحمی:

خدا خوفی کے ساتھ ساتھ اس میں صلہ رحمی والی صفت بھی موجود ہو اپنے عزیز و اقارب، ہمسایوں اور بالخصوص رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرتا ہو ان کے حقوق ادا کرتا ہو، ضرورت مند لوگوں کے ساتھ تعاون کرتا ہو، خندہ پیشانی سے ملتا ہو اور اخلاقی و معاشرتی مروت اس میں پائی جاتی ہو۔

حقوق اللہ کی ادائیگی:

صلہ رحمی حقوق العباد میں سے ہے اس کی ادائیگی میں اس قدر منہمک نہ ہو جائے کہ حقوق اللہ یاد ہی نہ رہیں بلکہ فرمایا کہ وہ حقوق اللہ کی ادائیگی بھی خوب کرتا ہو۔ اللہ کی دی ہوئی دولت مال سے اس کا حق صدقہ، خیرات اور بشرط وجوب زکوٰۃ اور قربانی ادا کرتا ہو اور اللہ کی دی ہوئی دولت علم سے تمام فرائض و واجبات کو تمام شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہو۔

مذکورہ بالا صفات کے حامل شخص کے بارے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کریم کے ہاں بلند و بالا عزت و مرتبے سے نوازا جائے گا۔

دوسرا کامیاب انسان:

جس کے بارے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو فضیلت اور بلند مقام کا مستحق ہے وہ شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے الگ رکھ کر صرف علم دین جیسی دولت سے خوب نوازا ہو۔ وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور سچے دل سے یہ تمنا اور آرزو بھی کرتا ہو کہ اگر مجھے اللہ مال بھی عطا کرتا تو میں بھی فلاں دیندار مال دار شخص کی طرح صلہ رحمی، صدقہ و خیرات اور نیکی کے دیگر کاموں میں اسے خوب خرچ کروں گا اس شخص کی سچی نیت اللہ کے ہاں اس قدر؛ قدر کی نگاہ

سے دیکھی جاتی ہے کہ مال و دولت خرچ نہ کرسکنے کے باوجود اجر و ثواب کے اعتبار سے اس کو پہلے والے شخص کے برابر قرار دے دیا جاتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ پکی اور سچی نیت اجر میں عمل کے برابر ہے۔ یہی معنیٰ ہے فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ کا۔

پہلا ناکام انسان:

جس کے بارے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ وہ ناکام ترین شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو لیکن دین کی سمجھ بوجھ سے محروم رکھا ہو۔ شریعت کے احکام اور ممنوعات سے ناواقف اور جاہل ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مال کو اللہ کی نافرمانیوں پر خرچ کرتا ہو۔ جائز، ناجائز، حلال، حرام اور صحیح غلط کا فرق نہ کرتا ہو اس پر برابر مال کو کسی بھی طریقے سے اکٹھا کرنے کی دھن سوار رہتی ہو۔ نہ تو مال سے خالق کا حق صدقہ، خیرات، زکوٰۃ اور دیگر مالی عبادات ادا کرتا ہو اور نہ ہی مال سے مخلوق کا حق صلہ رحمی، قریبی رشتہ داروں کی ممکنہ مالی معاونت کرتا ہو۔ ایسا شخص دنیا میں مگن ہو کر اپنی آخرت کو تباہ کرنے والا ہے اس لیے ناکام اور بدترین انسان قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا ناکام انسان:

جس کے بارے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ وہ دوسرے درجے کا ناکام ترین شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ ہی مال عطا فرمایا ہو اور نہ ہی دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائی ہو۔ اس کے باوجود اسے آخرت کی فکر کے بجائے دنیاداری کی فکر ہو اور گناہوں والے کام کرنے کا جذبہ اس کو گھیرے رکھتا ہو اور اسی جذبے کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ اس عزم کا اظہار کرنے لگے کہ کاش مجھے بھی فلاں بے دین مال دار شخص کی طرح مال ملتا تو میں بھی خواہشات نفس اور فلاں فلاں (گناہ والے) کاموں میں اس کو خرچ کرتا۔ مال و دولت کو گناہوں میں خرچ نہ کرنے کے باوجود اس کا پختہ

عزم کرنے کی وجہ سے یہ شخص بھی سزا و عذاب میں پہلے ناکام شخص کے برابر قرار دیا جاتا ہے۔ یہ معنیٰ ہے فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ کا۔

مقام شکر یا مقام فکر؟

آیئے حدیث مبارک میں غور کرتے ہیں اور خود کو تلاش کرتے ہیں کہ ہماری حالت اور صفات ان میں سے کس سے ملتی جلتی ہے اگر کامیاب انسانوں سے ملتی جلتی ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس پر ثابت قدم بلکہ مزید بہتری کی دعا مانگنی چاہیے اور اگر معاملہ برعکس ہے تو پھر اپنی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

مدینہ منورہ، سعودی عرب

جمعرات، 26 دسمبر، 2019ء

مآخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	وفات
1	موطا امام مالک	امام مالک بن انس رحمہ اللہ	179ھ
2	کتاب الزہد	امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ	181ھ
3	مسند الطیالسی	امام سلیمان بن داؤد الطیالسی رحمہ اللہ	204ھ
4	المصنف	امام عبد الرزاق رحمہ اللہ	211ھ
5	المصنف	امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ	235ھ
6	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ	241ھ
7	مسند عبد بن حمید	امام عبد الحمید بن حمید رحمہ اللہ	249ھ
8	سنن الدارمی	امام عبد اللہ الدارمی رحمہ اللہ	255ھ
9	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
10	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ	261ھ
11	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمہ اللہ	273ھ
12	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ	275ھ
13	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	279ھ
14	مسند بزار	امام احمد بن عمرو بزار رحمہ اللہ	292ھ
15	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	303ھ
16	صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق خزیمہ رحمہ اللہ	311ھ
17	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ	321ھ
18	المجالسۃ وجواہر العلم	امام ابو بکر احمد بن مروان رحمہ اللہ	333ھ

مآخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	وفات
19	صحیح ابن حبان	امام ابن حبان رحمہ اللہ	354ھ
20	المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
21	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
22	المعجم الصغیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
23	کتاب الدعاء	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
24	من الفوائد الغرائب	امام ابو بکر الابھری رحمہ اللہ	375ھ
25	السنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی رحمہ اللہ	385ھ
26	الترغیب فی فضائل الاعمال	امام ابن شاہین رحمہ اللہ	385ھ
27	مستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ	405ھ
28	امالی ابن بشران	امام عبد الملک رحمہ اللہ	430
29	الدلائل النبوۃ	امام احمد بن عبد اللہ الاصبہانی رحمہ اللہ	430ھ
30	مسند الشہاب القضاعی	امام ابو عبد اللہ رحمہ اللہ	454ھ
31	فضائل الاوقات	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
32	السنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
33	دلائل النبوۃ	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
34	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
35	جامع بیان العلم وفضلہ	امام یوسف بن عبد البر رحمہ اللہ	463ھ

ماخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	وفات
36	البدائع الصنائع	امام ابو بکر الکاسانی رحمہ اللہ	587ھ
37	الجامع لاحکام القرآن	امام محمد بن احمد قرطبی رحمہ اللہ	671ھ
38	سیر اعلام النبلاء	امام محمد بن احمد الذھبی رحمہ اللہ	748ھ
39	السیرۃ النبویۃ	امام ابن کثیر رحمہ اللہ	774ھ
40	تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیر رحمہ اللہ	774ھ
41	جامع العلوم والحکم	امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ	795ھ
42	بغیۃ الباحث	امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ	807ھ
43	فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	852ھ
44	عمدۃ القاری	امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ	855ھ
45	المقاصد الحسنۃ	امام سخاوی رحمہ اللہ	902ھ
46	کنز العمال	امام علی بن حسام الدین رحمہ اللہ	975ھ
47	جمع الوسائل	امام ملا علی قاری رحمہ اللہ	1014ھ
48	المرقاۃ المفاتیح	امام ملا علی قاری رحمہ اللہ	1014ھ
49	تفسیر بیان القرآن	امام اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	1362ھ
50	مفردات القرآن	احمد بن مصطفیٰ مراغی رحمہ اللہ	1371ھ
51	امداد المفتیین	مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ	1396ھ

یادداشت